ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

ریاض البحر

۱۲۵۲

مطبع مصطفائی ... محمد خان ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بھولو نہ وظیفہ سحر و شام خدا کا
ہر وقت رہی ورد زبان نام خدا کا

جن نی تجھی پیدا کیا مین ہون ترا رازق
سب بندونکو آیا ہی یہ پیغام خدا کا

محتاج کو محروم نہ رکھیہ اپنے کرم سے
سایل کی بہالی کو ہے جام خدا کا

دلجوی فقیرونکی ہی خوشنودی [illegible]
تکریم غریبونکی ہی اکرام خدا کا

کہتے ہین شریعت جسے وہ راہ خدا ہے
دین خدا کا ہی یہ اسلام خدا کا

ما ینطق ملحوظ بلاشک رہی دلمین
فرمودہ محبوب ہی اعلام خدا کا

نعمات الٰہی کا ہمین شکر ہی اجب
[illegible] احسان کرم عام [illegible]

افسوس کہ غافل ہین ہم یاد سے اوسکے
ہر وقت [illegible] گردو دوام خدا کا

آلودہ گناہونسی [illegible] انسان
[illegible] الہام خدا کا

فلک ہی قمقمہ خورشید شعلہ شمع مرقد کا
شفاعت ایک جوہر ہی تری آئینۂ خد کا
سجاؤ نکا زمانی ہین تری ین مجدد کا
تو ہی عقدہ کشا ہی میری اس قلب معقد کا
خطر کیا گو فلک شیشہ بنا ہی ساعت بد کا
کہ مین مدحت سرا ہون سب نبیون کی سرہد کا
زبان و لب ہے بہولین مری دم کلمہ محمد کا
مری اولاد ہو ممدوح صدقہ آل احمد کا

زیادہ روضہ رضوان سی اوجیالا [illegible]
نجات عاصیان موقوف ہے
پڑا سکہ تری کلمی کا دلیرا [illegible]
سوا تیری کشایش کے توقع کس
محافظ ہر گہڑی کلمہ ہی تیرا [illegible]
سرافرازی مجہی سب شاعرون مین [illegible]
خداوندا ولائی آل سی غوغا [illegible]
مری مان باپ ہون [illegible]

[illegible] معصوم کو ہر حال مین حامی
[illegible] ہی کیا شکر اس احسان بجد کا

۳

ہوتا ہی سرمہ چشم مہ و آفتاب کا
ہر خود آہنی کو ہی رتبہ حباب کا
قبضہ ہی ست پاک مین سیف شباب کا
گردون ہی پیش خیمہ نکالا جناب کا
معمور موتیون سی ہو کیسہ حباب کا
مہر ہی کہ دوش پر ہی قرابہ گلاب کا
چہیتین گی کیا شکار ہجنگی عقاب کا

اوڑتا ہی جس [illegible] غبار [illegible] تراب کا
کیا موج [illegible] انتظار مین عالم ہی آب کا
اک قطرہ [illegible] دلی خضاب کا
عازم ہوئی جو [illegible] کی سیر کو
نیسان جو [illegible] سکا گر قطرہ ریز ہو
خوشبو مین [illegible] سودت کی انجہی
بنجت [illegible] نہین سکتی [illegible]

[illegible]

ساقی امیدوار ہی خوشگوار ہون
استاد جبرئیل سی مین سبق یاب ہون
کیا ہی بہار پر ہین ریاحین مرتضی
اوسکے فرات فیض کو کیا اوج موج ہے
قوت وہ دی جو زمزم کو تھا الیٰ بخت
جاتے ہی تار نور ہوی رضن پاک تن
دل ہو منونکی گرم زیارت ہین یا امام
یارب یہ عید مومنونکو سازوار ہو
عذب البیان ہی تیری محبت مین سلک

دل ہو گئے کباب تعا...
امام ... نادکی میری ...
ایسا ... نقش ...
ای ... بکھان ... سیا
مجلس ... مقابلہ کری ...
موتی ... سا رنگ ہو گیا ...
عالم ہی اضطراب مین ایک ...
صدقہ جناب شاہ ولایت ...
عالم ہی تجھین شان کا ...

ای بحر جیسے اوسکی محبت ہی جوش مین
ہر اک لہو کا قطرہ ہی دریا ثواب کا

۴

بحر درویشی طریقہ ہے رسول اللہ کا
کھولا آزادون نی قفل قل ہو اللہ احد
رہروان عشق کی حق مین ستم بھی کرم ہی
اہل بازار جہان گندم نما ہین جو فروش
تارک دنیا کسی ملت مین بیگانہ نہین
چھپ گیا محل مین ابراہیم کا رد سیاہ

یا ... تسمہ ...
ہو گیا مفتاح ہاتھی ...
... قال تعالیٰ ...
غافلو نسی کب ہوا ...
لا الہ کلیو نہین گزرتا ہی ...
... درویش کی ...

[illegible]

تجھ سوسن نے ایسی شام دکھلائی مجھے
زخم کا نہ نکلی جگر میں ہیں گلو نکی داغ ہیں
آمد فصل جنون سے تا گریبان بند نماز
میری پہلو میں اگر سو نہ وہ آرام جان
وہ بہار آئی کبھی تی ہوئی ہنسی لگین

چاندنی کی پہول پر دہوکا ہوا مہتاب کا
شکوہ اعدا کرون میں یا گلہ احباب کا
طوق گردن سی اوتار اچاہیی محراب کا
خواب میں بہی آشنا ہوں میں فرش خواب کا
حوض کا فوارہ بنجائی کنول تالاب کا

ہجر تیری دیدہ و دل کیا بلا انگیز ہیں
آہ میں آندہی کا عالم اشک میں سیلاب کا

اللہ نے جمال دکھایا حبیب کا
افسوس ہمنی خط غلامی دیا ہی
معشوق کی ستم کی حلاوت نہ پوچھیی
سنتا ہی کون تا تلے میں نالہ جرس
بیمار ہجر کی ہی دعا وصل کا پیام
ساقی سے کوی کہدی کہ اتنا رہی خیال
لبریز ہی روز دولت دیدار یار ہی
انسان پہ کہلی جو نصیحت کا ذائقہ
عتاب لب معشوقہ خط ہی روا ہی خیال
مقبول کوی عرض گنہگار کی نہیں

۴

منہ دیکہکر اوٹہی تہی کسی خوش نصیب کا
لکہوالیا نہ اوس سی مچلکا رقیب کا
شربت ہی جام گل میں لہو عندلیب کا
شور فغان ہی باد ہوائی غریب کا
مکتوب یار ہی مجہے نسخہ طبیب کا
نازک ہی شیشی سی بہی سواد ل غریب کا
دروازہ کہل گیا ہی ہماری نصیب کا
نعت نبی کی کہا ہی طرح پہ ادیب کا
نقش جمال یار ہی نسخہ طبیب کا
[illegible] تیری عالم مجیب کا

ردیف الف

[illegible]

[illegible]

ایکدن ہو جاسی گا روشن سیہ کاریکا حال
جانتا ہون مین تبہی اس وقت کو اہی فلک
کیا تعجب حسن جانا نسی اگر ہوئی گزند

دونون غلطون مین جدید ی میں کہ جو را سانپ کا
میری ڈسنی کی لیی پالا ہی جو را سانپ کا
خال مین ... کا جو ڑا زلفین ... سانپ کا

سانپ کی کانچلی بہر آئی ہو جو صف زلف مین
سحر نی پہر تو کوی شعبدہ ... جوڑا سانپ کا

٨

بشر روز ازل سی شیفتہ ہی شان شوکت کا
ازل کی دن سی غم مشتاق تہا جو میری خلقت کا
مقدر نی دیا ہی ہاتہ مین کاسہ بلا کت کا
رہی سینہ سپر ہر دم یہ جوہر ہی محبت کا
دکہایا اوسنی یہ جن کرو جلوہ اپنی صورت کا
خدا آباد رکہی لکہنؤ کی خوش مزاجون کو
شب وصلت یو جاتی جاتی اندہا کر گئی مجکو
مری حسن پہ جب چار آنسو بہائی اوسنی تب تی
جلائی دوست یا ٹہنڈا کری اوسکی جو رضا کی
تہوگا فرق نقطے کا ملا کر دیکہ لی کوئی
جو شامل ہی کرم اوسکا تو کیا غم ...عقبے کا
...ائی ... کی لذت ... کی

عناصر کی مرقع مین بہری ... نقش ... کا
بنایا آنسو ونسی گوندہ کر تیلا کدورت کا
گدا ہون اوس سی ... کا جو ٹکرا ہی قسمت کا
کبہی لوہا نہ مانا یار کی تیغ عداوت کا
کہ پانی پہر گیا آئینی پہ دریا ی حیرت کا
ہر اک گہر خانہ شادی ہی مگر ... غم کا
تم اب ... کرو صاحب ... نام خصمت کا
ہوا ثابت کہ پانی بہہ گیا چشم مروت کا
نہ دو رخ سی مجہی نفرت مین مشتاق جنت کا
مری اعمالنامی سی نوشتہ ... قسمت کا
... نامی ... کا م لو نگا ابر رحمت کا
لہو کی گہونٹ پینی مین مزا ملتا ہی شربت کا

ردیف الف

قدم میری قدم ... تمہاری قد قامت ...
شب وصل صنم کا ...
حلاوت زندگی کی ... فرقت کا
فراق عشق حقیقی ...
غذا ہی غم دوئی کا ہی صنم سی ربح فرقت کا

[illegible]

ایسی جہوٹی ہو اگر سچ بہی کبہی ہو بولتے
اعتبار آتا نہیں صاحب تمہاری بات کا

یار ہم کو دل نہیں دینی کا بہی بوسہ لیے
تم جو اپنی گونکی ہو ہین بہی ہون اپنی گہات کا

اہل دنیا خوش ہون یا ناخوش ہون مجہے پروا نہین
آسرا کہتا ہی یہ بندہ خدا کی ذات کا

جب تمہاری کان کی بجلی چمک کر رہ گئی
میری آنکہون نی سمان کہلا دیا برسات کا

قامت جانان ہی سیل منزل دل جہی
کاکل شبگون ہی جادہ وادی آفات کا

تاش کا ملبوس چوٹی مین مقرر چاہیے
چاندنی سی اوڑہنی ہوتا ہی جوبن رات کا

بحر اپنی ہی قسمت ہی بشکل مہر و ماہ
ذرا سی بخشا اسے کاسہ دیا خیرات کا

10

خدا علیم ہے ہر شخص کے بناوٹ کا
کبہو نماز یہ سجدے سے کیے کہ سر ٹپکا

جواب ہو نہ سکا تیری زلف کی لٹ کا
کہ کل کی سانپ نی باندہی ہی لاکہ سر پٹکا

کبہی لبوں پہ رکا سینے مین کبہی اٹکا
تمہاری واسطی کیا کیا نہ شکوہ جی ہٹکا

دل و دہن کے لیے خامشی مناسب ہے
یہی ہی قفل نہین جس مین کیل کا کہٹکا

بوقت خواب جو زانو صنم کا یاد آیا
اوٹہا سرہانے کے تکیے سی شعلہ مرگہٹ کا

سنا ہی اپنی کمک یا دلوں نی ایسا تھے
صراحیون کی گلی کا ہی مین سیون کہٹکا

عبث رقیب کو ہی فکر آتش افروزی
جہان کہ رنگ ہمارا جما نہ پہر چٹکا

دوالی اوسنے بہری جان بوجہ بیٹہی ہم
چراغ گور ہمارا دیا ہی جگمگ کا

اٹہی جو دوست تو جہک کر اوٹہین ہیں ہم
وہ ٹہاٹہ باندہی چالاکی ہو تو نہ پالٹ کا

۱۲

شور ہے اوس سبزۂ رخسار کا | آج طوطے بولتا ہے یار کا
کس ادا سے ہاتہ رکھا قبضے پر | پھر گیا پتلی مین دم تلوار کا
اشک بی تاثیر سے ہون آب آب | عقدہ ہون مین آنسوؤن کی تار کا
بجھ گیا میرا چراغ زندگی | دیکھکر وہ قمقمہ رخسار کا
کس مرض کی ہی دوا عناب لب | خط رخ نسخہ ہے کس بیمار کا
اب کی ایسی جا رہی فصل بہار | گل ہی تحجالہ زبان خار کا
ابروِ غلمان سے ہے وہ محراب در | زلف حورا سایہ ہی دیوار کا
لینی والی لیگئے ہوش و حواس | بک گیا سودا مرے بازار کا
جب مین نکلا خلق نی گھیرا مجھے | میرا سودا قرض ہے بازار کا
جو مری حیثیت ہی چہری صیاد کی | میری گردن پر ہی حق گلزار کا

ابکاری کی ہو خدمت بحر کو
ناخدا ہے کشتی میخوار کا

۱۳

جو کوئی فاتحہ کو آئی نام لی بہار کا | کانٹوں نے کھینچی گا مجھی سبزہ مری مزار کا
واہ ری عشق دیکھنا باغ کی سمت اوٹھ چلا | پر ہی قفس ہی جو گرا بلبل بیقرار کا
جو تمھین سا دن آچکا پہادون سن سن تھکا | ہو نہ سکا مقابلا دیدۂ اشکبار کا
جو مری پاس آسیا ڈھونڈہ وسیلہ رزق کا | شکوہ زبان پر نہ لا گردش روزگار کا
وعدہ ہوا ستم ہوا دیکھی کب وہ آئی گا | آنکھون مین دم ہی آرہا صدمہ ہے انتظار کا

[illegible]

آغاز جوانی ہی میں پیرانہ سری ہے — وہ شام ہماری ہی کہ عالم ہی سحر کا

ای بحجر لی عارض محبوب کا بوسہ
شبہ ہی مجہی کان کی مچھلی پہ مگر کا

۱۵

چلہ کش ابرو ہوا مشتاق ہو کر حور کا — کیا سہام اللیل سے تاکا نشانہ دور کا

اک نہ اکدن خاتمہ ہی عاشق مہجور کا — ناتوان پروانہ ہی فیل شب دیجور کا

دید کی طالب کو چشم معرفت بین چاہیے — آتش ہر سنگ مین جلوہ ہی برق طور کا

دل و باغ اوسکی خنک ہین جو بین قید نیستی — تیرا سایہ مشک ہی لیکن اثر کافور کا

ہوگئی میٹھی نگاہ یار پیتی ہی شراب — ذائقہ دینی لگی بادام چشم انگور کا

نیش مژگان اوسکی آنکھون نے چبھوئی — سینہ سوراخون سی چھتا بنگیا زنبور کا

ایکدن ٹوکا تہا اوسکی شعلۂ رخسار کو — بھر دیا لوگون نی انگار وںسی منہ تنور کا

رنج ہوتا ہی اگر دلکو تو روتا ہی بشر — آنکھ سی بہتا ہی پانی قلب کے ناسور کا

خواب و بیخودی محشر مین جگا بی خفتگان نارکش — کان پر جون ہی نہ رینگی سنکی ناصور کا

کون دنیا مین بٹاتا ہی کسیکا درد دکھ — کون سر پر بوجھ لیتا ہی کسی مزدور کا

دل جلاتا ہی کبھی وہ ٹھنڈا کرتا ہی کبھی — گاہ بنتا ہی وہ شعلہ گاہ بگا نور کا

عہد طفلی سی سہری مین ابتو عشق بانگیا — اوسکی مٹی کی بھی پر گمان تہا صور کا

تیری تشنو نسی لہو کی سیل جاری ہوگئی — تیغ کھینچے تو نی قشقہ کھینچکر سیندور کا

سرمی کا دنبالہ کیونکر نیش عقرب ہوگیا — یہ شگوفہ ہی تمہاری نرگس مخمور کا

[illegible]

بہکی جب کر مجھی پانی سی پتلا کر دیا
کان بجتی ہیں صدا اجہنکار کی سنتا نہیں
کہہ نہیں سکتا جفای چشم فتان یار سی
شمع روشن کی کبھی گہر میں جو اوس گلچہرہ نے
دہوپ میں جب یار نکلا رنگ کندن ہو گیا
پڑہکے خط کیا جانی کیا اٹھی بڑہائی اسکو غیر
آدمی کیا دیو ہوتا ہی اطاعت سی مطیع
سلطنت کرتا ہی اپنی بوریہ پر فقیر
شکر ہی جس سی کبھی ہو وہ کام لیتا ہا نہیں
واہ کس قاتل ادا سی تیغ کھینچی یار نے
خندۂ دندان نما کرتی ہیں مجہ سے جو صنم
جان کا تن سی نکلنی کو نہیں جی چاہتا
جب جوانی کی حلاوت یاد کرتی ہیں ہمان

اب یہی رونا ہی اپنا اشک
غل مچا پر کہا ہی کسکی زلف
ہونٹھ سی دیتا ہی ڈورا سرمہ
کام منقار عنادل سے لیا گ
جب ق آیا اوسی روغن کھینچا
وہ صنم ناخواندہ ہی موقع نہیں
یہ ہماری تجربی میں ہی عمل
چہوکر عالم کو پایا رتبہ عا
بارالہا عفو بدلا ہی مری تقصیر
بسملونکی حلق سی نعرہ ہوا
کیا اثر جاتا رہا ہی نالہ شبگ
کیا محل دلچسپ ہی کیا کہنا
ذائقہ ہو نہو کو لجاتا ہے ش

طفلی و بستان دایہ شان رزاقی ہی بحر
ایک قطرہ کو دیا ہی رزق دریا شیر کا

کسطرح سوراخ سینہ ہو کسی بے پیر کا
گو وہ چپ بیٹہا ہی شوخی کی باتیں ہیں وہ

۱۸

تیر نگاہ ہے ہماری آہ بے
بے لب خاموش ہیں عالم لب

ردیف الف

قبر سے نقال مجکو بینکے سوی نجف
ہم مریدوں سے نہ چھوڑا ڈیرا ای پیر کا

[illegible]

مقصد داریں حاصل ہی عشق ہی اگر — بادشاہ لافتے کا سید لولاک کا

حسن کے آتش کو بھڑکاتی ہین سب ناز و ادا — شعلہ بنکر جلوہ دکھلاتا ہی تپلا خاک کا

حسن جنکو ہی ہٹی کپڑی بہی او نکی زیب ہین — دیکھ گل کی بر مین عالم جامۂ صد چاک کا

آب ہی آئینہ سنگین ہے جسکے روبرو — سامنا ہی آج میری اُلکو اوس سفاک کا

ڈوبتی ہی کشتی عمر روان عاشقان — کیا قدم دریا ہی تیری توسن چالاک کا

قطع کر ڈالی چھری لیکر وہ میری سبند دست — بند پہونچے تین جو اوس سفاک کی شاماک کا

خیر ہو یم عاشقونکی عشق ہی دریا قہر — ٹوٹتا ہی توڑ کی پانی مین دم پیراک کا

بحر ذوق کربلا مکنون خاطر ہی اگر
کیسۂ دل کو سمجھ صرہ ہی خاک پاک کا

بتو خدا پہ نرکہو معاملہ دل کا — برا بھلا یہین ہو جای فیصلہ دل کا

بتو نسے ہی متعلق معاملہ دل کا — خدا ہی حشر مین بہی ہو جو فیصلہ دل کا

چلو بلا سی اگر ہی یہ آستین کا سانپ — بغل مین پال کی مین کیا کرون گلہ دل کا

خیال زلف مین سینی پہ سانپ لوٹتے ہین — دہان مار کا چھالا ہی آبلہ دل کا

سنون تمہاری کہ اپنی کہون حقیقت حال — تمہین ہے میرے شکایت مجھی گلہ دل کا

خدا یہ نالہ و فریاد سازوار کرے — کہ دل لگی ہی ہماری یہ مشغلہ دل کا

بھٹک کے کوی گیا دیر کو کوی کعبے — عجیب بھول بھلیان ہی مرحلہ دل کا

مین عشق قد مین الف کھینچکے ہوا ہون فقیر — مین زلف یار سی رکھتا ہون سلسلہ دل کا

ای یکجز کر خدا پہ توکل حباب وار
خشت جبین سے توڑ پیالہ سوال کا

۲۲
شہرہ شعرا مین ہے مری حسن عمل کا
پہر طور شب وصل مین ہے جنگ وجدل کا
کیا تفرقہ ہے باطن وظاہر مین تمہاری
اس دلکی عوض مانگتی تقدیر سے تیر
مین ڈہونڈہتا پہرتا ہون وہ قاتل نہین ملتا
غیر ونسے وہ اب ترک ملاقات کرینگے
اندہیر تری حسن جوانی نے کیا ہے
ایجان جہان کم سخنی ختم ہے تیرے
اوقات بسر حسن پرستی مین ہوئی ہے
مرہم کی عوض زخم پر اب چاہیے تیزاب
لیتو نکر ہو محبوب کی باتونمین حلاوت
اوّل ہے محبت مین گئی منزل اوّل

ہم شعر مین ہین فکر خدا کرتی ہین ای یکجز
تسبیح ہے نام اوسکا وظیفہ ہے غزل کا

۲۳
پیری نی کیا ہی مجہی مہمان اجل کا

اللہ کرے خاتمہ بالخیر غ
تم لای حرارہ مری جان آ
دل سنگ سے بہاری ہی مری
کیا کیجئے موقع نہین اب
گہر بہول گئی ہے مری تقد
لکہوایگا اونسی خط رخسا
دو رخط رخسار ہی یا دو
لب بستہ دہن ہے کہ نگینہ ہی
ابروی صنم ہی مری فرد
انگور مین پایا نہ مزا تیغ کی
لب قند مکرر مین دہن چشمہ
کیا مین ہوا ہمکو سفر پہلی
یہ قد نگون طاق ہی مرقد

ردیف الف

ہی آج شب عید تری بن قدم سے
تھا شور جسے کہتی ہین وہ روز ہی کل کا

کیا قہر کی آنکہین ہین جدا جان سے جائے
جو پنجۂ مژگان ہی تماشا ہی اجل کا

ہٹتے ہی نہین وہ صنم سی یہ سیہ رو
ٹہکی تو بنا رکہا ہی زلفون نے دہندلکا

کیا روز جدائی بہی ہی بی نور و مکدر
خورشید پہ ہوکا ہی کہ ذرہ کو ہی جہلکا

دل میرا چرایا ہی نہین پوچہتا کوئی
ہے دزد حنا چور نصاری کی عمل کا

اچہوتی سی بری بلّی بنا لیتی ہین جوڑا
مکّار ہوس مین زمانہ ہی دغل کا

طاعات ریائیکا اثر داغ جبین ہے
اللہ غنی کالا کیا منہہ اہل دغل کا

اسی بحر میں اشعار وہ ہین جنمین مزا ہی
عرفی کے قصیدیکا نظیری کی غزل کا

صلہ اسوقت ہین شاعر نہ ڈہونڈہی شعر موزونکا
لکہا ہی ہنس کی قسمت مین دانہ مرغ مضمونکا

کرو مت تیرہ بختی کا گلہ یا دور گردون کا
شب یلدا نے دیکہا نہ منہہ روز جہانونکا

زہی ساقی کہ اپنی بادہ خواران محبت کو
دیا شیشہ دل محزونکا ساغر چشم پرخونکا

کسی موقع پر اپنی شہسواری بن نہین پڑتی
الف ہو کر گرا دیتا ہی گہوڑا بخت وارونکا

۲۵

کبہی تقدیر پر تدبیر کو غالب نہین دیکہا
یہان حشمت جبین سی پہوٹتی ہین خم فلاطونکا

کرو اندیشہ اپنی پستی ہمت سی زر والو
لپٹ جائی بلتسی کوڑیالا گنج قارونکا

دو شالہ اوڑہ کر غرا نہ کرنے ہم حریرپوشو
درفش کاویانی سی بڑہا رتبہ فریدونکا

فریب تقوی مین آنا بہی ہو تو منہہ کی کہاتا ہے
گہ باغ سبز ہی آدم کو کہیت گیہونکا

ردیف الف

اشاری

اشارے غیروں سے کرتی ہو تم ہم سب سمجھتے ہین
جنون کیا گھر سے باہر پاؤن کہون شرم آتی ہے

کہو کیہ دین متھا ابروؤنکی بیت موزونکا
نہ رستا کوہ کا معلوم ہی مجکو نہ ہامون کا

طبیعت بحر کی روشن ہوئی جب وصف ابرو سے
ہوا فانوس مصرع مہ نو شمع مضمون کا

۲۷

کبھی دیکھی جو عالم اوس پری زلف شبگونکا — بنی لیلی وہ سودائی مثادی نام مجنونکا
خدا حافظ ہی اوسکی کاکل پیچانکی مفتونکا — اثر اس سانپ کے پھنکار سے ڈرتا ہی افسونکا
تہ شمشیر کہدونگا گلا وہ منہ تو دکھلائی — بہت ہین تشنہ دیدار ہون اوس تشنہ خونکا
عدم کو جائینگے ہم کی لاشے ہم شہیدونکے — نہ پوچھو آب تیغ یار کی دہارا ہی جیحون کا
عجب انداز سے ساقی نی دیکھا وقت میخوارے — گلی مین ہو گیا پھندا وہ ڈورا چشم میگونکا
صنم سے خفتگان خاک فریاد کرتی ہین — ہمیں سعی نہیں دیتا ہی نالہ تیری محزونکا
گلا ہی آتش گلزار تیرے برخلافی کا — جلایا آشیان میرا نہ گھر صیاد کا پھونکا
لہو ہوکر جو تو ہر وقت آنکھونسی ٹپکتا ہی — پڑا ہی تجہ پر اے دل صبر میری جان محزونکا
حسینان جہان کب حسن کی دولت لٹاتی ہین — لیا بوسہ جو ہمنی قفل توڑا گنج قارون کا
تمہاری ہجر مین ہمپر عجب راتین گذرتی ہین — شفق جب شام کی پھولی ہوا سامان شبخونکا
عبث ان غنچہ دہنونکی وصل پر مرتی ہین ہم — ہوا پیوند کب سرو سہی سے بید مجنون کا
خدا کیواسطے بیمار ہون میری طرف دیکھو — تمہاری سرمی کا ڈورا بھی گنڈا ہی افسونکا

سنو اے بحر ہمسے اب ارے اوسکی دہنو نکے — کتی ہیرے کی ہی سیپی کو قطرہ در مکنونکا

٢٩

نہ پوچھو احوال مجھ حزیں کا فریفتہ ہوں کسی حسین کا
اسیر ہوں زلف عنبریں کا قتیل ہوں چشم سرمگیں کا

ہجوم اندوہ و یاس کا ہی اب ایسی جینے میں کیا مزا ہے
کمال دنیا سی اوٹھا ہی کہیں نہ کچھ بھی رہا زمیں کا

بیان کیا کیجیے مصیبت کسی پہ کیا زور اپنی قسمت
نہ مجکو اغیار کی شکایت نہ شکوہ محبوب نازنیں کا

خدا کرے مغفرت ہماری کہ ہیں بھی ان میں جو ہیں ہمارے
غضب ہے اس دل کی بیقراری لپٹ کے جائی طلب میں کا

مقام افسوس ہے کہ ہمدم سفر سے اپنے ہوئے ہیں محرم
کہاں سے آئی کہاں چلی ہم کہا نہ احوال کچھ کہیں کا

پڑا ہوں گوشے میں جیسے کہ دانہ میں کسیکا نکوئی میرا
نہ گرد دامن میں ہم ہیں ہرگز نہ صندل جبیں ہمنشیں کا

کبھی فغاں کا ہی شعلہ اوٹھتا کبھی تڑپتا ہی قلب میرا
کبھی ہوں میں صاعقہ فلک کا کبھی ہوں میں زلزلہ زمیں کا

یہ کوچۂ عشق ہی وہ ڈر اکہ منگیا میرے دل کا غوغا
ہوا رہ کفر کا وہ ذرا جو تھا ستارہ سپہر دیں کا

وہ زلفیں بکھری ہیں رخ پہ ہیں شکنا فوج کی چاک اترا میں
حیا کا پردہ اوٹھا کی آنکھیں ہیں سب پہ کھینچیں ال چین کا

جو اکسینے سے دل لگی ہی تو زہر چٹکا گیا وہ جی سے
کبھی کیلا گیا کسی سے وہ سانپ ہے زلف عنبریں کا

کسیکا یہ حسن ہی سنا ہے کہ مہر صدقے قمر فدا ہے
اثر لگی و فسی چمک ہا ہی ستارہ محبوب مہ جبیں کا

کلام جس شخص سی کیا ہی غلام اپنا بنا لیا ہے
عقیق لب نے مٹا دیا ہی اثر سلیمان کی نگیں کا

نمونۂ باغ اوسی کہیں ہم کہ صاف سنبل ہی زلف پرخم
لبوں میں گلبرگ کا ہی عالم عذار میں رنگ یاسمیں کا

جو گرمی آئی تو آمی کیا غم تمہارا ضخجاۂ مہر کہیں گے ہم
کہ چشم ترکی مدد سے مرہم بھرا ہی مشکیزہ آستیں کا

بیان اوسکا ہو کس زبان سی کہ لامکاں ہیں اور آسماں سے
مکیں کا ہی نشان مکاں سی مکاں سے ہے پتا مکیں کا

یہ وقت غفلت نہیں ہی جاناں کوئی گھڑی کا ہی ہجر مہماں
شکار ہوتا ہی طائر جاں لگا ہی صیاد دم پسیں کا

ردیف الف

٣١

بیان بربادی وطن کا شغل ہی یارو نئی انجمن کا ❊ نہیں ہی چرچا کسی سخن کا کہلا ہی فقرہ غم و محن کا

دکہا کی انداز تن بدن کا دکہا کی بل زلف پر شکن کا ❊ بٹہاتا ہی سکہ بانکپن کا مزاج کہوٹا ہی سیمتن کا

زمانہ تیر نگہ کا بسمل نشانہ ہر اک شکار کا دل ❊ وہ چشم و ابرو ہیں دونوں قاتل چہری تلے ہی گلا ہر یکا

خفیف قدسی ہوی صنوبر سبک ہوی گلو نسی گل تر ❊ وہ جب گیا سیر کو چمک کر چراغ گل کر دیا چمن کا

جدا ہی پر بہی ہماری قسمت سفر میں بہی ہی سقر کی زحمت ❊ کبہی جو بیٹہا غبار غربت تو شعلہ اوٹہا غم وطن کا

کسی نے کہا نہیں داغ اپنا نہیں ہے پرسان کوئی کسی کا ❊ چراغ لیکر ہزار ڈہونڈہا مزاج پایا نہ انجمن کا

خزان نے لوٹا بہار کا گہر نہ بیل بوٹا نہ گل صنوبر ❊ ہوا وہ سب گاؤ خورد فقرا ولٹ گیا ہی چمن کا

یہ دل ہی نجلہ ستہ طبیعت کہاں گئی خلوت کہاں گئی جلوت ❊ نہ مجکو گہر بیٹہنے کی حسرت نہ مجکو ارمان انجمن کا

نہ پوچھی میر یدل کا جوہر یہ لعل و یاقوت سے ہی بہتر ❊ بنایا ہی اسکو اپنا زیور نگین ہے اکبر کی نو رتن کا

ہوا جو اوس چاند سی مقابل تو ہو گیا نور ماہ زائل ❊ ہوئی سیہ وہ ہمکو حاصل گمان ہمکو ہوا گہن کا

جو دار فانی میں گہر بنائی نہ گنج مرقد کو بہول جائے ❊ بنا ہی پوشاک تہان لائی خیال کہتی الکفن کا

اگر شہادت کا اوس نے عاہی سپر بنا خود کا ٹتا رو ہے ❊ بہت یہ نازک مقدما ہی اوٹہانا احسان تیغ زن کا

اگر کہ قتل بہی باندہی تو یہ وصیت ہی تسی میرے ❊ کہ مٹی دینا غبار خط کی چہڑکنا پانی چہ ذقن کا

خموش بیٹہی ہو کیا غضب ہے مزاج کیسا ہی تجہ تعجب ❊ سمجہ گیا میں جو خال لب ہے قفل ہی دروازہ دہن کا

کہو کچہ ای بحر حال اپنا فقیر کسنی تہیں بنایا
جبین پہ قشقہ کمر میں تسمہ بغل میں بیتا گلی میں منکا

٣٢

سرو میں رنگ ہی کچہ تری زیبائی کا ❊ جامۂ گل میں ہے پہایا تری رعنائی کا

[illegible]

ہم بھی یکھیں ... راندازین کیں آنکھیں ہین
کھیلیے چلکی شکار آہوے صحرائے کا

گل وہ ہر باغمین ہے شمع وہ ہر محفل مین
جلوہ ہر جا ہی مری شاہد ہرجائے کا

دل مجنونکی بدولت ہوی تکلیف معاف
مین تو قائل ہوا دیوانی کی دانائی کا

آج کیا نغمۂ من کنت سنون ایساقی
بندہ قائل ہی ازل سی تری مولائی کا

جام نقارۂ شادی ہی مجھی ایساقی
قلقل شیشہ مری نغمہ ہی شہنائی کا

ہاتہ آتا ہی مقدر سے ہمای دولت
جال کس کسنی بچھایا نہین دانائی کا

بادہ خوار یکی یہ تعزیری خمیازہ نہین
مار ڈالی کا شکنجہ مجھے انگڑائی کا

بیکسی نے بے مجھے درگور کیا ہی ایسا
مردی دم بھرتی ہین مجھ زندگی تنہائی کا

بجھ اب شمع بصارت کی ضیا زائل ہے
نام عینک سی ہی روشن مری بینائی کا

۳۴

خرابی لای گا اکدن فراق وہ یار جانی کا
ہماری قصر تمین جا ہی جہلانشانی کا

دکھایا دست پائی نور عالم ناتوانی کا
ہماری سائی کو دعوی ہی ہم سی پہلوانی کا

گھلی جاتی ہین تی روتی ہم شبہای فرقت مین
ہوا ہی دیدۂ تر چور شمع زندگانی کا

ضعیف آہین جو اٹھتی بیٹھتی بھر بین کیا باعث
قد خم گشتہ ہی یا حلقہ ماتم جوانی کا

کسی آفت زدہ کو پوچھتا ہی کون عالم مین
بجز گلخن کوی خواہان نہین برگ خزانی کا

کہین تنکی نی بھی روکا ہی پاکی ڈاٹ ریکو
بہالیجای گا مجکو پسینا ناتوانی کا

فروغ حسن پر جتنی تعلی ہو مناسب ہے
تمہاری تل مین روغن ہی چراغ آسمانی کا

ردیف الف

[illegible]

[illegible]

کہلاتی آئی تان داغ مجکو پہر فرقت
قمر سر پر لیے ہی خوان میری میہمانی کا

چراغ آہ کی ہی کہری گریبان دیکہو
بنا ہی شعلہ جو الہ نیفہ سحرجانی کا

آل کار اس ستم کا سف کا حیلا جل ہی
بندہا ہی پشت غم پرسار میری شادمانی کا

سیی مژگان جانان میری جمونکو صحبت
پڑا ہی سحر زن عیسی مین دورا زندگانی کا

جلاؤن شمع کا شانی مین گیا حشمر ہے
نہ بہڑکی دلمین پروانہ کی شعلہ گیانی کا

طبیعت سحر کی ہر چند ہی ہر رنگ مین یا
مگر مجہلی کیصورت معترف ہی بیزبانی کا

۳۶

بیٹہا ہے پلنگ آج لب بام کسیکا
ترپائیگا شب بہر مجہی آرام کسیکا

چیکی بیہی رہو سحر نہ لو نام کسیکا
ایمان کسیکا ہے نہ اسلام کسیکا

نکلا تری ہاتہون نہ کبہی کام کسیکا
پونہچا یا نہ تابوت بہی دوگام کسیکا

دنیا سی یہ نفرت ہی کہ اٹہ لین بہی
منہ دیکہین کسیکا نہ سنین نام کسیکا

یہ ہونٹہ نہ بولین کلمہ بد یہ دعا ہی
یہ کان سنین کو ہی نہ الزام کسیکا

ٹوٹا جو کبہی شیشہ سے آئی یہ آواز
اس بزم مین معمور ہوا جام کسیکا

ہم قیدیون تک بادصبا بہی نہین آتی
پونہچا ہی کسی گل کو جو پیغام کسیکا

دنیا سی سفر شبنم و خورشید کے مانند
ہی صبح کسیکا تو سر شام کسیکا

ہملوگونکی جو بات ہی وہ بی سرو پا ہی
آغاز کسیکا ہے نہ انجام کسیکا

دیوانی ہین وہ لوگ جو گل کہاتی ہین اے سحر
غمخوار نہوگا وہ گل اندام کسیکا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

	۳۸	
جوبن کا دور معجزہ اے یار ہو چکا		طوطی خط کو آئینہ رخسار ہو چکا
آیا زوال لٹ گئی دولت سرای حسن		برخاست لوگ ہو گئی دربار ہو چکا
تا لونسی کیا جگائیے خفتہ نصیب کو		مرتے کی نیند سویا ہی بیدار ہو چکا
تم کیا کرو گی صید بھڑکتی ہو خود ہی		شہباز حسن کا طلبگار ہو چکا
ابرو کا تیغہ مری ہاتھ آئی یا نہ آئی		مر تیغ کر مین اوسکا خریدار ہو چکا
ڈگنا قفس سے رنج ہوا صحن باغ مین		چہوٹے جو ہم تو موسم گلزار ہو چکا
ساقی صلاح کی ہی تو منہ سی لگا دی خم		دو چار جام سی تو مین سرشار ہو چکا
پہیلا کی پاؤن چین سی آرام سے کیجیے	ق	رفع ملال آپکا ای یار ہو چکا
جسکے فراق سی نیند نہ آتی تہی آنکھ کو		وہ شخص دفن بھی پس دیوار ہو چکا

ساقی بڑا کریم ہی نومید ہو نہ جگر
کوثر کا جام حصہ مے خوار ہو چکا

	۳۹	
امور خیر مین کچہ اہتمام ہو نہ سکا		مآل نیک ہو جس کا وہ کام ہو نہ سکا
بغیر منزل اول قیام ہو نہ سکا		جب آیا کوچ کا دن پھر مقام ہو نہ سکا
ہر ایک فرحت معصیت بہا لے گیا		کسی بشر سی فرشتی کا کام ہو نہ سکا
قدم کسیکی نہ ٹہیری جب آب دانہ اوٹھا		گہر سی بطن صدف مین قیام ہو نہ سکا
شراب آب خجالت نگاہ مین پھیرے		کہ چشم یار سے ہمچشم جام ہو نہ سکا
نزاکت اوسکی قدم چومتی ہی دیکھا کیے		کہ ٹہرتی ہین لیے جسدن خرام ہو نہ سکا

[illegible]

آدمی گردش ایام سے غافل نرہے
وبجلی سوی فلک یکھتی ہیں حسرتسے
یہ جگہ وہ ہی فرشتوں کی کنویں جہانکی ہیں
سو نکھتی بہی نہیں یتی ہو جو ہم سیف و تن
دل لگایا تو ہی پرچین نہیں جا رگھڑی
خالق اوس شک مسیحا کو سلامت رکہے
کوچ کرتا ہوں سو منزل درگاہ کریم
وصل کی شب ہے یہ کہدی کہ نگی گھڑیاں لیو
فاحشہ خانہ برانداز ہی ہرجائی ہے
مختصر کیجیے ہو باف مری سر کی قسم
شرم بالو نکی سپیدی ہو کیا رونی ہین
بیوفا کو جو کلیجا بہی کہلا دین اپنا

شام کیا ہوگا خدا جانی سحر کیا ہوگا
پنبۂ مرہم کا فو ر نشتر کیا ہوگا
پاک آلایش دنیا سے بشر کیا ہوگا
کس مرض کی یہ دوا ہی یہ ثمر کیا ہوگا
یہی دھڑکا ہی مجھی آٹھ پہر کیا ہوگا
مین اگر جان بہی دونگا تو ضرر کیا ہوگا
فکر اعمال عبث زاد سفر کیا ہوگا
نہ بچاؤگی اگر آج گجر کیا ہوگا
گھر مین دنیا کو جو ڈالونگا تو گھر کیا ہوگا
بہاری چوٹی ہی بہت حال کمر کیا ہوگا
دہوپ سی خشک بہلا دیدۂ تر کیا ہوگا
لب و دندانکی طرح شیر و شکر کیا ہوگا

غم ہی ای بحر تری بی سر و سامانی کا
ہوگی کیونکر تری اوقات بسر کیا ہوگا

صحبت سی کاملونکی جو کامیاب ہوگا
جس ذرا پہ پرتو بی نقاب ہوگا
اپنا ہوا آپ قاتل مٹی مین جیتی جی مل

۱۴

ہر جزو کل نبی کا نقطہ کتاب ہوگا
چمکی گا اپنا سودا داغ آفتاب ہوگا
تو ہا بیٹھ کعبۂ دل حج کا ثواب ہوگا

ردیف الف

ردیف الف

جذبۂ شوق دکھائینگے کماندار نگہ
سینے مین دل کی جگہ تیر کا پیکان ہوگا

کون ہمدرد رہی اس کا جلی گا غم بہی
کون خبر شمع مرنجاک یہ گریبان ہوگا

ننگ ناموس خدا رام دامن جیب ٹرین
دل بہت تنگ ہی چاک گریبان ہوگا

کون سی رات قدم رنجہ کرو گی صاحب
کسدن آباد مرا خانۂ ویران ہوگا

منہ وہ آنچل سی چھپانا بھی یاد آتا ہے
نہ جدا دیدۂ خونبار سی دامان ہوگا

دشت گرد و تجہی اللہ دکھائیگا بہار
آبلی پہوٹین گی سرسبز بیابان ہوگا

دیکھکر عارض جانان کو ہر اک کہتا ہے
منہ ادہر مہر کریگا تو پشیمان ہوگا

کیا خبر تہی کہ دل آئیگا یہ تجہ او بت
کہ ترا رشتۂ زنار رگ جان ہوگا

دیکھنے والی حجاب وسکا اوٹھاتی ہین عبث
آنکھون پر پردے پڑینگی جو وہ عریان ہوگا

زلفین سو پیچ سی لیتی ہین بلائین منہ کے
جو اوسی دیکھیگا سو جان سی قربان ہوگا

چال تلوار کی چلتا ہی وہ دہقان زادہ
کھیت رستی مین پڑیگا جو خرامان ہوگا

سیر صحرا کی مری بلبین جیسی ہی ایسی
آبلی سے نہ جدا خار مغیلان ہوگا

بند کہا ہی تجہ بن کی ہوا دنیا مین
گل تری آگی چراغ مہ کنعان ہوگا

گل پہلائیگا اسیری مین ہمارا رونا
خونفشانی سی قفس رشک گلستان ہوگا

نقش بر آب ہوی بحر مین روتی روتی
بحر ہمسا ہی کوئی عاشق گریان ہوگا

لاکہہ پردون مین چھپ کر روبرو ہو جائیگا	۴۳	کحل بینائی غبار آرزو ہو جائیگا

خوبی قسمت سی مجکو عیش غم ہوجای گا
دل اگر خوش ہو تو پہولی کا ورم ہوجای گا

ایکدن افسانہ اپنا حال غم ہوجای گا
جسم گہل گہل کر رگ خواب عدم ہوجای گا

ایکدن عذر خطا ہوگا لب سوفار پر
تیر مانند کمان خجلت سی خم ہوجای گا

عشق ہی مثل زلیخا تو وہ یوسف ہی غلام
داغ دل کہوٹا نہوگا تو درم ہوجای گا

کیا ابہی ان سن ہین اوس محبوب کے ناخدا
باڑہ پر آنی دو قد شمشیر خم ہوجای گا

خوشہ لا تقنطوا کی یاد مین بیٹہی رہو
میکشو دامان تر ابر کرم ہوجای گا

تیغ کی نیچی بہی سر رکہکر نہ ہل پائینگی ہم
ای اجل تیغا در باغ ارم ہوجای گا

کہانی والی چاٹ کر اوٹہ جائینگی وقت قتال
کشت منعم کی لیی ٹڈی حشم ہوجای گا

شوخیان اوس طفل آتشباز کی لکہہ دیکہی
ہاتہ مین پہول کاتب کا قلم ہوجای گا

اوس پری کی راہ مین ابدال سمجہکر پاؤن رکہ
دیدہ عفریت ہر نقش قدم ہوجای گا

دیکہکر رو دیگا برق انداز مین وہ صید عین
دیدہ بندوق مثل چشم نم ہوجای گا

خون بلبل لای گا رو رو سیہ گلزار پر
ہر ورق پہٹ جای گا تختہ قلم ہوجای گا

حال گر دشمن اپنی دیوانی کا پوچہی تو شوخ
کو بکو پہر کی مرا نقش قدم ہوجای گا

منعم اکدن آبرو ریزی کی برسات آتی گی
زر کو پر لگجائینگی جگنو درم ہوجای گا

ہم فقیر اللہ کی جہوٹی صدا دیتی نہین
جو ہمارا جام بہر دیگا وہ جم ہوجای گا

جس صنم کو کبہی بنکر خدا بیٹہا ہی وہ
دیر بہی ای بحر گر کر حرم ہوجای گا

رینگی اوسکی طالب صفحۂ عالم مین ہر گردان
قدم پرکار کی مانندبی منزل نہ ٹھیریگا

بنا جمشید کا کاسہ نہ اسکندر کا آئینہ
کسی معلوم تھا یہ دل کسی قابل نہ ٹھیریگا

اگر ایسی ہی گرمی ہی گل رخسار جانان مین
برنگ دانۂ اسپند منہ پر تل نہ ٹھیریگا

وہ آب تیغ جسدم فی سبیل اللہ کریگا
یقین ہے کوئی مستسقے لب ساحل نہ ٹھیریگا

عبث لیلی کی پیچہی دوڑتا ہی قیس دیوانہ
ہوا پر ہی بگولی کیطرح محمل نہ ٹھیریگا

تمہارا پاس سی جانا اگر آسان کہیگا
تو اپنا دم نکلنا ہی ہمین مشکل نہ ٹھیریگا

خزانمین ہو لسی بی جدا ہوتی ہو یکھی
ہزار احباب ہون کوئی دم مشکل نہ ٹھیریگا

نکہ تاخیر دم بھر ہاتہ کا زر صرف کرنی مین
ہتھیلی پر یہ شعلہ لال کا غافل نہ ٹھیریگا

جگر مین داغ ٹھیرا ہی تو اعضا کی خرابی ہو
یہ شعلہ ہی خس و خاشاک کی شامل نہ ٹھیریگا

دیار عشق مین اہی جگر کس سی کیجیی نالش
عدالت ہی ضلالت ایک بھی عادل نہ ٹھیریگا

مضحکہ جب اشک بی تاثیر ہونی لگا
مثل اشک اپنی پسینی مین ہی تر ہونی لگا

پہر دل سودا زدہ ادھونکا گھر ہونے لگا
گہر او جڑ جائیگا غولونکا گذر ہونی لگا

جب بہار آئی خزان انکھونکی پیچی پہر گئے
جب کہلا صد برگ سو ٹکڑی جگر ہونی لگا

شانسی پیدا ہی ہنر حسینان یار کے
جب ہوا مین کہل گئی کاکل جنون ہونی لگا

بار احسان کب وہ اٹھا سکتی ہین یہ نازک کمر
غیر بی تنکا اوتارا در بدر ہونی لگا

ٹوٹتی جاتی ہی نزاکت یار کی بالونکی ساتہ
جھونک لفونکا بھی اب بار کمر ہونی لگا

ردیف الف

فروتهی وه بیت ابرو حسن کی دیوان مین ۔۔۔ چڑه گئی غصی سی بهون مصرع مین سکتا هوگیا

اوڑ گئی چوٹی بهی سر سی جب چلی بادِ وبال ۔۔۔ تاج شه کو موج چل آ نہی کا جهونکا هوگیا

گو رمین آخر سلایا انتظار یار نے ۔۔۔ دیدهٔ مشتاق مجکو قبر کا ڈهیلا هوگیا

تنگی چهتنا باغ سی نکلا مین دیوانو کی شکل ۔۔۔ یون تهی با خزان مجکو چهیپا هوگیا

نیمچی کے جهونک سی بیکل کلائی هوگئے ۔۔۔ مین نی کهایا زخم اوسکا هاته جهوٹها هوگیا

زیور گل باغ مین پهنا جو اوس محبوب نے ۔۔۔ نخل گل ایسا کهیا پهولونکا دونا هوگیا

بڑه گئی عزت جو گل پهینکی اوس محبوب نے
بحر نے یه آبرو پائی که دریا هوگیا

خط مهری وصل کا آیا اچنبها هوگیا ۔۔۔ ۴۹ ۔۔۔ آگیا نگین خاتم قسمت وه پلکا هوگیا

شعر گوئی مین همارا بول بالا هوگیا ۔۔۔ گوشس گردو نمین دُر مضمون شهره هوگیا

تم گلی سی لگ گئی ٹهنڈا کلیجا هوگیا ۔۔۔ میری پہلومین جو پهپهولا تها وه اولا هوگیا

طرهٔ حسن اوس صنم کی سر په زیبا هوگیا ۔۔۔ زلف کالی نگنی جوڑا کنهیا هوگیا

هی یه سامان تباهی یکدل لاکهون مین لٹا ۔۔۔ اب جهاز زندگی لشکر کا بیڑا هوگیا

هی سزاوار پرستش آتش رخسار یار ۔۔۔ جلگیا پانی نگه تو دست بیضا هوگیا

جان تجا لب مین ٹهیری قصد جانان دیکهکر ۔۔۔ مجکو گهنگرو اوسکی سارنگی کا لهرا هوگیا

جوش وحشت اکطرف ہی محبت اکطرف ۔۔۔ پهرون روتا هون میں اس غم مین مجهی کیا هوگیا

محفل نا قدرین ای بحر بیقدر ہوگیا ۔۔۔ ذره قطره مین هوا ذره میں قطره اگیا

ردیف الف

ردیف الف

کل فرشتونکا گزر ممکن نہ تھا جس قصر مین
اوس محلمین آج غولونکا گزارا ہوگیا

اشک بھر آئی ہین دیکھی سی جمال آفتاب
روئینگی آنکھونکو ہم جسدن نظارا ہوگیا

جسم دم بھر جان کو چھوڑی بہت ہے شاق ہی
ہجر اوسکا کسطرح مجکو گوارا ہوگیا

جنبش مژگان کی صدقی کیا سخن کی احتیاج
قفل مطلب کو کلید اوسکا اشارا ہوگیا

جسکی دامن سی لگا ہجر تباہی مین پڑا
جس کنارے پر مین جا پونہچا وہ دہارا ہوگیا

کیا سخنگوئی نہ جب لطف سخن ہیر کھلا
معنئ اشعار گونگی کا اشارا ہوگیا

بیقراری قلب کو خواب عدم مین بھی ہی
چار کی کاندہی جنازہ کا ہوارا ہوگیا

جب سنی فصل خزان مین نئی فریاد ہزار
غنچۂ دل چاک ہو ہو کر ہزارا ہوگیا

گھر سی لی نکلا ہمین آخر کو یہ جوش جنون
قابل بازار اب سودا ہمارا ہوگیا

چرخ نے حرف غلط آسا مٹا ڈالا ہمین
نقطۂ شک اپنی طالع کا ستارا ہوگیا

عیش کے لذت ملی خوان قناعت پر ہمین
عید کا چاند اپنی روٹی کا کنارا ہوگیا

وا ہی محرومی نہ پونہچی چشمۂ مقصود کو
سوکھی گھاٹون تشنہ کامونکا اوتارا ہوگیا

آج تمنی پی شراب ای ہجر جاکر باغ مین
دانۂ انگور ہر کیا استخارا ہوگیا

۵۲

آئی خزان ہزار کا دل آب ہوگیا
روز وصال گل شب سرخاب ہوگیا

ساقی شتابونکا عیش ہمین خواب ہوگیا
آب سیاہ ہجر مین سرخاب ہوگیا

مسدود ہجر مین رہ آرام ہو گئے
پتلی کا خال قفل در خواب ہوگیا

ردیف الف

گہل گہل کی تیری عاشق گریبانکا قصر تن	کاشانہ حباب کی دیوار ہوگیا
نکلے جو روٹہتی گئی رخسار کی بہار	ہر گل کو میل راہ خزان خار ہوگیا
خالی پڑی ہین دام و قفس صیدگاہ مین	ای مرغ دل کہان تو گرفتار ہوگیا
دل بلبلونکے آتش گلنی جلا دیے	افسوس باغبان نہ فی النار ہوگیا
تہوڑیسی حسن پر ہی بہت یار کو غرور	ابرو جو کج ملی تو کماندار ہوگیا
ہمنی ہما کی ہاتہ نہ بیچین یہ ہڈیان	گنتا جو اوس گلی کا خریدار ہوگیا
بیڑا چڑہا ہی ابرو جانان کمان کا	عالم کی دلسی تیر نظرہ پار ہوگیا
دو گام چل کی اونسی کہا ہی جو نقش پا	ہر دیدۂ تدرو شمرزار ہوگیا
سنبر کی سیر زہر ہوی عشق زلف مین	کنگہی کا پہول مجکو سرمار ہوگیا
ای عندلیب تیرا کلیجا سراہیی	تیغ خزان سی میرا دل افگار ہوگیا
کہولی کمر جو اونسی کمر باندہی قتل پر	خونریز خلق تیغۂ گلنار ہوگیا
خوشرنگ کیا ہی ہونٹہ تمہاری ہین اے بتو	ہر لعل داغ سینۂ کہسار ہوگیا
شاید ہماری پہولونمین تشریف لائینگے	آنیکا فصل گلمین ہے اقرار ہوگیا

دریای عاشقی کا کنارا نہ پوچھیے
ای بحر جو کہ ڈوب گیا پار ہوگیا

آشکارا ہجر و بر کا حال مجبر ہوگیا	۵۴	دلکو آئینہ بنا کر مین سکندر ہوگیا
وصل کی شب کو جو آزردہ وہ دلبر ہوگیا		چاندنی کا کہیت گویا صبح محشر ہوگیا

[illegible]

ردیف الف

مین وہ بلبل ہون کہ میری داغ دلکی سامنے
شعلہ شمع سحر ہر اک گل تر ہو گیا

ترک دنیا سی خوشی اس مرتبہ حاصل ہوے
اپنی جامی سی ہر اک درویش باہر ہو گیا

صنع خلاق جہان ہی خوبرو نکا جمال
سبزہ کیا نکلا کہ مینا آئنی پر ہو گیا

سادی کپڑی ننگئی پر زر فروغ حسن سے
موتی کا ہار پہنا سلک گوہر ہو گیا

مہر آئی آسمانکو میری مشت خاک پر
پہیل کر نور قمر مرقد کی چادر ہو گیا

زخم کہاتا ہی ہزارون سے سر گرم وفا
آتش خنجر مین مرغ دل سمندر ہو گیا

شک ہوا گاوِ زمین کا ثور گردون سے مجھے
پست اس درجہ مری طالع کا اختر ہو گیا

تل گیا نظرون مین تو شبکو جو کوٹھی پر چڑہا
تیرا پلہ پلۂ مہ کے برابر ہو گیا

دیکھتی ہی یار کو بھولا مری خط کا جواب
ایسی آنکہین پہر گئین طوطا کبوتر ہو گیا

یار تیری لف کی تعریف سُنکر بحر سی
غیر رنگت ہو گئی کافور عنبر ہو گیا

۵۶

مجکو جیسے نسخہ سیہ کاریکا دفتر ہو گیا
میکدہ میری کجہے بتکدہ گہر ہو گیا

رات بہر تڑپا کیے ہی یار بسمل کیطرح
تیغ کا ڈورا ہمین ہر تار بستر ہو گیا

بحر و بر مین سب کو تیری آشنائی سے
در صدف مین قطرہ زیرہ غنچی مین زر ہو گیا

دیکھکر زلف سیہ کو چشمہ رخسار پر
عرق ماری شرم کی دریا مین عنبر ہو گیا

یار کی بالی مین جہمکا قدرت اللہ سے
عقد پروین کان مین ہر کی زیور ہو گیا

حسن کا اک شعبدہ ہی جو ادا ہی یار کی
کہل گیا جوڑا جو ہین عطر سبی اژدر ہو گیا

[illegible]

آتش تر روشنی آنکھوں کی تھی انجمن سب — جام کیا ٹوٹا چراغ انجمن گل ہوگیا

واہ کیا ہی ہی تمہاری شمع قد کی روشنی — گھر ہمارا نور کی فانوس بالکل ہوگیا

کسقدر مستی ٹپکتی ہی تمہاری چال سی — پاؤن سی جو نقش چھوٹا ساغر گل ہوگیا

ق

رات کو یارو کی جلسی مین جو آ بیٹھا وہ شوخ — پھر جو دیکھا رنگ محفل کا تبدل ہوگیا

کوی گردن کا ہوا عاشق کوی رخسار کا — شمع پروانہ ہوی پروانہ بلبل ہوگیا

یار او تری تیغ سے یا مری فاد ایسی بحجر

خنجر جلاد تمکو آہنی پل ہو گیا

۵۸

ایک ذرہ دیکھا جو ذرہ حال روشن ہوگیا — تل کا دانہ دیدہ عارف مین خرمن ہوگیا

اوس سراپا نور سی محفل کا جوبن ہوگیا — یار آبیٹھا کہ فرش جہاڑ روشن ہوگیا

روپ بدلا یا نئی زیور سی جوبن ہوگیا — کانکی ٹپی سی منہ کا رنگ کندن ہوگیا

جبکہ تخفیف گنہ فرمائی اوسکی عفو نے — بوجہ اعمال سیہ کا خال گردن ہوگیا

کامدانی کا دوپٹا رکھ دیا جب فرش پر — چاندنی کی کہیت مین تارونکا خرمن ہوگیا

ہم ہین بعد از مرگ بہی محو تماشائے بہار — جب غبار اپنا اوڑا دیوار گلشن ہوگیا

جہانک کر دیکھا جو اوسنے ہم نشانہ ہوگئے — چھری وتری نگہی بندوق وزن ہوگیا

جوش نظارہ ہی تیر ایسی نگاہیں ہوگئین — پردہ ہر اک آنکھ کا چہن چہن کے چلن ہوگیا

بادشاہی یا گدائی جو بن آئی کر چلے — ربع مسکون جا پڑوں اپنا ہی مسکن ہوگیا

فرزدہ باد ای خاکساران محبت فرزدہ باد — کونی آفت خیز ہین اپنا ہی مسکن ہوگیا

ردیف الف

جب ہوا سی یار کی گیسوی مشکین ہٹ گئی

چاک سینی کی سلا کر اسقدر گہرا ہی ہم

جان کو جادہ عدم کا تار سوزن ہوگیا

اوس بت کافر کا عالم ہی بہت عالمفریب

اک اک دن دیکھنا زاہد برہمن ہوگیا

٦٠
اشک غم فرقت میں رفتہ رفتہ باران ہو گیا — پہیلکر کالی گہٹا داغ عزیزان ہو گیا
بیوفائی پی ترکہا اوسکی الفت میں مزا — دل ہوا کہٹا ترش سیب زنخدان ہو گیا
اسقدر برسای ہوتی چشم گوہر بار نی — جرخ پر پانی سی تیلا ابر نیسان ہو گیا
آہ بی تاثیر کی شعلی کو ہی ایسا حجاب — برق کی مانند چمکا اور پنہان ہو گیا
فقر کا یہ چہو مزا سلطان ابراہیم سی — چہوڑ کر شاہی کو درویشی کا خواہان ہو گیا
ذوق میخواری میں کچہ خوف خدا رہتا نہیں — رہن میخانی میں اپنا دین و ایمان ہو گیا
اوستمگر ابتو اپنی زخمیو پر رحم کر — بہر گئی زخم جگر خالی نمکدان ہو گیا
دل تڑپتا رہگیا دشت و جبل کی سیر کو — لغزش پا کا برا ہو پا بجولان ہو گیا
لکہنؤ پر آگئی کیسی بلا ای انتشار — دفتر گلزار اوراق پریشان ہو گیا
کیا تڑپ ہی ذبح جو بلبل ہوا گلزار میں — دامن گل پر لہو اوڑ کے افشان ہو گیا
ذرہ ہی فرسیی ہی روش عاشقو نکا سو ز دل — جب اوڑی خاک اپنی گرد و پر چراغان ہو گیا

رتبہ یہ روشن کلامی سی ہوا انجام کار
بحر اک ذرہ تہا اب مہر درخشان ہو گیا

٦١
تاب رخسی عرتبہ بالی کا عالی ہو گیا — خرمن ماہ درخشان گہٹ کے بالی ہو گیا
نو می پر جیسی اسپند تاری توڑ کر — رشک ماہ چاردہ جام ہلالی ہو گیا
وہ جب آیا فاتحی کو ہمنی آہیں بہریں — پتہر اپنی قبر کا روضی کی جالی ہو گیا
چین ابروئی دکہایا اولٹی سیفی کا اثر — یار کا نقش جمالی بہی جلالی ہو گیا

صحبت بدین بگڑنی دیر لگتی نہیں
دیکھ لینا **بحر** تو ہی لاابالی ہو گیا

اقرار وصل کر کی پھر انکار ظلم ہے
تم کیا پلٹ گئی کہ کلیجا الٹ گیا

آلودگی کیواسطے اپنا بناؤ تھا
نکھری یہ ہم کہ جامۂ ہستی چکٹ گیا

ہمراہ میری کون چڑھا کوہ عشق پر
فرہاد ایک تیشی مین سستی سی کٹ گیا

وہ بوی لطف زلف طبیعت مین اب نہین
کیسا تھا عطر چار ہی دن مین چکٹ گیا

تنخواہ گالیونکی نہ چڑھ کر ملی کبھی
جب صبح کی اوٹھی نوکرو نمین ڈپٹ گیا

قاتل ہین یہ بھی تھی ہوا میری قتل کی
خود آستین چڑھ گئی دامن سمٹ گیا

غازہ سی لالہ زار شفق کو خجل کیا
افشان چنی تو چاندنیکا کھیت کٹ گیا

ہاتھ آکی وہ نکل گئی ای بحر کیا کہین
دل ہاتھ بھر بڑھا تھا گئی ہاتھ گھٹ گیا

۶۳

خالی کا چاند آپکی فرقت مین بھر گیا
اب تک نہ آئی یہ بھی مہینا گذر گیا

ہم جان پر بھی کھیل کی جیتی نہ یار سے
ہمنے یہ داو جڑہ کی لگایا تھا ہر گیا

چن چن کے دانی شیخ نی سبحہ بنالیا
گر کر جو میری تاک کا خوشہ بکھر گیا

کہتا ہی کوی قیس مجھی کوی کوہکن
عہد شباب خلق مین بدنام کر گیا

تیر نگاہ یار کو تار نفس کہون
گذرا جو سینی سی تو مین جیسی گذر گیا

گل تنگ حوصلہ تھا نہ دولت بچا سکا
سونیکا ایک کھا کی نوالا بھر گیا

عاشق کی خوبصورتی اندوہ و غم مین ہے
رنگت جو زرد ہو گئی چہرہ نکھر گیا

صدمے مجھی فلک کی فلاخن کے یاد ہین
پتا اوڑا تو جان کے پتھر مین ڈر گیا

زارا ایسا ہون کوی بولا مجھی غش آگیا	جسنی دامن سی ہوا دی جسم لاغر اوڑگیا
یار کی زلفون سی دلکا چھوٹنا دشوار تہا	گیا ہی پہنسکر یا جہتر مین کبوتر اوڑگیا

بحر اشکونکی شکایت کیجیی یا آہ کی
بلبلا صا ہون کا بنکر مرا گھر اوڑ گیا

۶۵

زیر سر پہٹ پہٹ کی سارا بالش پر اوڑگیا	ہم یہ تڑپی دہجیان ہو ہو کی بستر اوڑگیا
ناتوانی مین بھی ہون چالاک مثل برگ کاہ	جب ہوا آئی مری گھر مین مین باہر اوڑگیا
گیا شب غم مین فقط پران کی ہوش وحواس	خواب بہی آنکھون سی مثل چشم اختر اوڑگیا
آدمی کیواسطی دنیا مین بہتر زینت نہین	صورت رنگ حنا جب ہاتھ سی زر اوڑگیا
یار کو جب مینی خط لکہا تماشا دیکھنا	خلق بازیگر کی کا بک سی کبوتر اوڑگیا
گرمی رخسار سی کافور ٹھنڈا اڑ گیا	جلکی زلفون سی ہوین شکل عنبر اوڑگیا
مین گرفتار قفس وہ مرغ آتش بال ہون	صاعقہ جمکا فلک سے جب کوہ پر اوڑگیا
مین ہون وہ آہوی مخمور دہ بہیجے پچھ کر	پرتو آئینہ سان سد سکندر اوڑ گیا
فرقت ساقی مین موج نشا خنجر ہو گئے	شیشہ گردن سی اپنا کاسہ سر اوڑ گیا
غافلو سنگین عمارت ایکدن برباد ہے	دیکہ لینا پنبہ آسا سنگ مرمر اوڑگیا
خانہ باغ عیش مین جسدن چلی باد خزان	بوریا گھر مین ہا فرش مشجر اوڑ گیا
ای امیر وراہ دنیا مین نہ جم سے چلو	پاؤن مین ٹھوکر لگی تو سر سے افسر اوڑگیا
بحر دو دن ہے رہا مجکو نہ شغل اشک و آہ	پانی ہو کر بہگیا مین خاک ہو کر اوڑگیا

ردیف الف

ردیف الف

واعظ ہماری آگی مذمت شراب کی
تمییز نثار ہونگی نکمّی تہی عرض ہم
کس شوخ بد مزاج سی صلت ہوئی نصیب
پہر یاد آگئی مجہی ناگن سے زلف یا
تا عمر وصف یار کی لکہا پڑا کیے
ہم عاشقوں کیواسطی پوشاک ننگ ہے
کوثر کا جام اوسکو آلہی نصیب ہو
میدان عشق مین مجہی ساتہ دی سکا
گجرا جو ہاتہ مین ہی تو پہی گلی مین ہے
بیٹہی کبہی جو یار کی دیوار کی تلی

کیا خوب نشا ہمنی پیا تو بہک گیا
اب تو ہمین یقین ہوا اب تو شک گیا
لتی لیی مری جو دوپٹا مسک گیا
پہر زہر عشق ساری بدن مین چہٹک گیا
چلنی لگی زبان اگر ہاتہ تہک گیا
کی جسنی پہنی جامہ وری عیب ڈہنک گیا
کوئی شراب میری لحد پر چہڑک گیا
طبقہ زمین کا پاؤن تلی سی سرک گیا
بجلی کمر کبہی کبہی نیچا لچک گیا
سایہ نہ سر پہ نخل سی ٹہیرا سرک گیا

اپنی خدای پاک کا شاگرد ہون مین مجہر
تعلیم جو او دہری ہوا مین وہ بک گیا

۶۸

دل میرا لیکی پہر مری سر سی پٹک گیا
شکوہ جو روی یار سی آنچل سرک گیا
دولت کسیطرح نہ رکی گہری جب چلے
روشن ہو کیون نہ داغ کی سکہ پہ نام عشق
نکلا کبہی جو سیر کو با چشم خونفشان

گیا کہدیا رقیب نے کیا جیمین شک گیا
اک نور چاندنی کی طرح سی چہٹک گیا
کاٹا زمین مین جو خزانہ سرک گیا
چلکے خدا نے جسکو دیا وہ چمک گیا
ساری سڑک کو خون جگر سی چہڑک گیا

[illegible]

انسان ہے پری ہے چھلاوہ ہے کیا ہے وہ
جب ہاتھ ہمنے یار پہ ڈالا نکل گیا

مژگان یار کا جو پھرا رخ یہ غم ہوا
پلٹن نکل گئی کہ رسالا نکل گیا

شاید کہ آب تیشۂ فرہاد اشک تھے
کیا کیا پہاڑ کاٹ کی نالا نکل گیا

بعد فنا ہوی ہی جہانگشت میر خاک
دم کیا نکل گیا کہ رسالا نکل گیا

بی یار میری سینی مین ٹھیرا نہ ایکدم
ہر چند مینے دلکو سنبھالا نکل گیا

ای بحر کشتہ ہو گئی ہم پیچ زلف رقیب
میدان امتحانسی فرالا نکل گیا

ردیف الف

تیری گلی سی جان بلب اک ناتوان گیا
کیا جانیں اوٹھ کی چار کی کاندھی گیا

رسوا کیا نہ عشق نی مجکو کہان کہان
پیچھے مری گئی یہ بلا مین جہان گیا

مجہ ناتوان کو دیدۂ گریان نی کہو دیا
کیا جانوں بہکی آنسوؤں مین کہان گیا

گل سے نہ عندلیب کو صحبت ہوی نصیب
صیاد ظالم آیا اگر باغبان گیا

اللہ ری سوز عشق تری سربلندیان
زیر زمین جلا مین فلک پر دہوان گیا

اک بادشاہ حسن کی نالش خدا سے ہے
ڈنکی کی چوٹ عرش پہ شور فغان گیا

قسمت نے باغ خلد سی بہی دل ہٹا دیا
مین اس چمن سی داغ بدل لالہسان گیا

دیکھیگی سر رقیب کا بندیکی پاؤن تک
جسدن خراج ہاتہ سی ایجان جان گیا

دولت ہماری یار کی قدمونکی ساتھ ہے
پیچھی وہان گئی وہ جہان میہمان گیا

جب خال سر ہینی محبوب پر بنا
گلدستے پر بلال برای اذان گیا

پھولونکی دستے بنگئی سوفار تیر کی
ضایع نہ مجہ قتیل کا اک استخوان گیا

[illegible]

۷۲

چل بسا جوبن تو کیا معشوقین کہن میں رہ گیا | داغ حسرت سبکی منہ کا تل ہو بن میں رہ گیا
حل ہوا کب خال کا عقدہ سخن میں رہ گیا | یہ الاچی دانہ شاعر کی دہن میں رہ گیا
نیچہ کھینچکر جو دست تیغ زن میں رہ گیا | آتے آتے آب خضر اپنی چمن میں رہ گیا
مٹ گیا حرف غلط کی شکل کا نقش بدن | صورت معنی میں لفظ پیرہن میں رہ گیا
جب لکھا حال کمر سکتہ نہ نکلا شعر میں | جب کیا وصف دہن عقدہ سخن میں رہ گیا
جامۂ ظاہر پرستی سے نہ باہر ہو سکے | زندہ خلعت میں ہا مردہ کفن میں رہ گیا
میگساران سخن بہر چکی اپنا قدح | اب ہمارا دور آخر انجمن میں رہ گیا
مشتعل ایسا ہوا اپنا گل داغ جنون | پنبہ زار استخوان جلکر بدن میں رہ گیا
شعر کو ارباب معنی کہتی ہیں سحر حلال | اسم اعظم کا اثر نقش دہن میں رہ گیا
جب کھلا میری سیہ کاریکا دفتر حشر میں | آتے آتے آفتاب اوسدم گہن میں رہ گیا
ہم اگر بیر العلم اسکو کہیں تو تشبیہ کیا | ای پریرو جو گرا چاہ ذقن میں رہ گیا
تمنی گوری گوری ہاتہوں سی جو مٹی دی ہمین | نور چہن کر منونٹ اپنی کفن میں رہ گیا
وضعداری نی چھپایا عیب مجہہ دیوانی کا | پردہ عریانیکا ثابت پیرہن میں رہ گیا
پھنس کے ہم دام محبت میں چھوٹی لاعلاج | زلف کی جھوٹی نی مارا دل شکن میں رہ گیا
وای غربت اسطرح نکلا میں جیسی بوی گل | ای جنون جو ٹوٹا گلی کا بہی وطن میں رہ گیا
دشت وحشت میں نہ پر لیسا تہ کوئی دی سکا | جنگلوں کا فاصلہ مجہمین ہرن میں رہ گیا
گھٹ گیا ابر بہار اوٹھکر تو یہ ثابت ہوا | آتش گل سی ہوا ہوکر چمن میں رہ گیا

۴۷

وقت آخر ہمین وہ یاد رکھا یا نگیا — ہمتو دنیا سے گئے آپ سے آیا نگیا

رازپوشی سی کبھی ہاتھ اوٹھایا نگیا — نبض دکھلاسی مرض اپنا بتایا نگیا

پھوٹ نکلی نہ کبھی سینی کی اندر خوشبو — مشک تھا داغ محبت کہ چھپایا نگیا

میرا دل کسنی لیا نام بتاؤن کسکا — مین ہون یا آپ ہین گھر مین کوئی آیا نگیا

ہاتھ اوٹھا بیٹھی ہم اس لذت کی شیرین سے — غم جدائی کا یہ تھا تلخ کہ کھایا نگیا

جب کیا قصد کہ احسان کسیکا لوئین — آبرو کھوتی لگے ہاتھ بڑہایا نگیا

آج وہ حال ہی اپنا جو کسینی پوچھا — ہوگئے قفل دہن شرم بتایا نگیا

رنج پونہچا جو محبت مین تو راحت سمجھی — دکھ اوٹھایا کیی دل اوس سے اوٹھایا نگیا

کچھ نہ پوچھو لب شیرین کی حلاوت ہمسی — یہ وہ حلوی ہی کبھی بانٹ کے کھایا نگیا

حیف آنکھون سے بھی نکہی مری تشنہ لبی — منہ مین پانی قطرۂ تر سی چوایا نگیا

ناتوانی کا برا ہو ہم اودہر کو جو چلی — تیورا آگئی گر گر پڑے جایا نگیا

مغز چاٹا کیی اندرز و نصیحت والے — غم ہمارا کسی غمخوار سی کھایا نگیا

دوست کب دوست کا ہوتا ہی متحمل راحت — سو گئی پاؤن تو ہاتھون سی جگایا نگیا

کب چارہ دل بیتاب کا رونی سی ہٹا — شعلۂ برق کبھی منہ سے بجھایا نگیا

آمد یار کی کیا نہ سنی گرم خبر — عمر بھر راستہ دیکھا کوی آیا نگیا

جسکے جویا ہوی ہم ڈھونڈہ نکالا اوسکو — عقل گم ہی کہ مزاج آپکا پایا نگیا

اوسکے کوچی سی ضعیفی مین بھی اوٹھی نہ قدم — سر پہ دہوپ آگئی دیوار کا سایا نگیا

قتل ہوا کیا منصب پایا اللہ سی عاشقکی جو شی	جان تجی قاتل پر صدقی کی تیغ نی انعام کیا
ہاتہو نیر پتہی کو اوٹھایا طاقچہ رکہا مصحف کو	دل لینی تبونکا کلمہ پڑہا یا عشق نی ترک اسلام کیا
رنج و الم مین عمر بسر کی قسمت کا شکوہ کیا	دن کاٹی آشفتہ سیری مین کچھ نہ غم ایام کیا
اوسنے تو کی پروای بہت مجھے ہمنی ہی اس کا غم	جان لبونپر آی پر اوسکو آنیکا نہ پیام کیا

• بحر نی کام اچھا نکیا بیباک ہوی بدنام ہو
کمری پر کیون جام کشی کی آکو طشت از بام کیا

شکست و ریخت مین ہین بنگلے مکین تنگ آ گیا کیا	بغیر روح ہین تنکی خرابیان کیا کیا
تلاش یار مین ہین بیقراریان کیا کیا	برنگ باد صبا ہو ٹوان وان کیا کیا
کبھی ستارہ جو میری نصیب کا چمکا	چراغ پا ہوا شدید آسمان کیا کیا
خزان گلونکی عدو باغبان عنادل کا	چمن کے ساتہ اوجڑتی ہین آشیان کیا کیا
اکڑکے چلتی ہین رکہ کی ٹوپیان ٹیڑہے	اہنگ ہین مانی کی نوجوان کیا کیا
ہمارے یوسف دلکا کہین پتا نہ ملا	روان دوان ہے اشکونکی کاروان کیا کیا
کلام کرتی نہین باغ حسن کی بوٹی	پکارتے ہین دوالی مین بوٹیان کیا کیا
کوی نہ سہرہ پتھاتا ہی اب آنکھون پر	ہمارے اوٹھ گئی دنیا سے قدردان کیا کیا
شگوفونکی ہی ہری ڈالیونمین کیفیت	نکال لائی ہین قلمین گلابیان کیا کیا
گران ہین ہیڑ اونسے زلف یار کی کڑیان	اوٹھائی بوجہ یہ مجنون ناتوان کیا کیا
رہے خدا کی حفاظت مین مشت خاک اپنی	ہوا و حرص کے اوٹھی ہین آندہیان کیا کیا

جبریل ہمارے نبی سے بیعت نام یار
جان زار زار
غم مین اوسی کے بسمل ہوے تو کیا
داغ محبت کی دکھان
راحت نصیب ہوی مقابل ہوی تو کیا
گلکی سر بہشت مین داخل ہوی تو کیا

ردیف الف

ردیف الف

	۷۹	
قارون نے سر پر اپنی خزانا اوٹھا لیا		ہمنے جو خرچ یار کے گھر کا اوٹھا لیا
کیا بات تھی کسینے جو بوسہ طلب کیا		ہونٹھون نے قتل عام یہ بیڑا اوٹھا لیا
مین کس بلا سی ہجر کی شب کو مثال دون		پھر موت ہی نہین جو یہ صدما اوٹھا لیا
عاشق ہین ہم ور قدرت پروردگار ہے		گردون سی ہی جو بوجہ نہ اوٹھا اوٹھا لیا
ایسا مین ناتوان ہون پونہچا اوکھڑ گیا		جب ہاتہ مین خلال کو تنکا اوٹھا لیا
کچہ حرف ہو تو کیون نہ خبر آی یار کی		قاصد نی تھیلی دی ہین توڑا اوٹھا لیا
کچہ کم نہین ہے نال سے پہول اسکی ہاتہ مین		اوسنے چھڑی اوٹھای تو اگا اوٹھا لیا
نفرت ہماری خاک سی باقی ہی یار کو		رکھا قدم تو پاینچہ اپنا اوٹھا لیا
سا ہونکی عاشقی مین دوالی نکل گئے		جم ہو گیا فقیر پیالا اوٹھا لیا
تیر مژہ بھی لیس ہی میری قتل پر		ابرو کی تیغنی تو ہی بیڑا اوٹھا لیا
مر کر بھی جنبہ لگتی نہین ہے زمین کو		عاشق کا چین تجہ نی خدایا اوٹھا لیا
کیا کیا فریب کی فریی لوٹتی ہین ہم		گولی بچا گئی کبہی گولا اوٹھا لیا
ہمسے نہو غبار یہ باور نہین ہمین		گو تمنی خاک پاک کا کنٹھا اوٹھا لیا

ای ہجر اوسکی عشق مین اللہ موت دی
جسنے کہ مر کے اپنا جنازا اوٹھا لیا

	۸۰	
گھبرا کی ضبط سے جو دل اپنا اوٹھا لیا		نالون نی سر پہ عرش معلا اوٹھا لیا
اس باغ مین جلی ہی ہوا اتہام کی		چوری لگی گلو نکی جو پتا اوٹھا لیا

بھرا ہی آنکھ مین جادو کھلا اشارہ سی
بہت کمر کی لچکنی کا ہی خیال انکو
چڑھا خمار جو سر پر اوتر گئے غرت
اوٹھا کی داغ لیا حق سعی کا پیسا
ہوا کو جان دی مینی زمین کو سٹے
معاف کیجے ہی خدائی ضعیف پر تکلیف

زبان کا مژدہ بیزبانسے کام لیا
جو دو قدم بھی چلی پاچونکو تھام لیا
عمامہ رکھ کی گرو ساغر مدام لیا
نہ مرتشی کیطرح ہمنے زر حرام لیا
ادا کیا دم رخصت جو قرض وام لیا
ستم کیا اگر اب دست و پا سی کام لیا

قسم کھاونگا تیسون کلام کی ای بحر
کسیکا خواب مین بوسہ تولا کلام لیا

ردیف الف

۸۲

سخت صدمونکی تلی یہ دل ناشاد آیا
عقل کے جال مین کب حسن خداداد آیا
وہ فسونساز محبت جو مجھے یاد آیا
آبرو نشتر فولاد کی اللہ رکھے
بنگیا شعلہ جوالہ فلک کا دورہ
ناموافق ہے بہت کوچۂ جانانکی ہوا
جذب وحشت نے دکھایا اثر مقناطیس
نقشہ کھینچنے ندیا نازنی بدلی سو رنگ
ناتوان ہوگی ہنروار اسیری ہے ہم

پھر آئی مری گھر مین جو صنم یاد آیا
اوڑ گئی ہاتھونکی طوطی جو وہ صیاد آیا
سامنے نبکی پری شعلۂ فریاد آیا
جبکہ ہم مین نرہا جون تو فصاد آیا
منہ سے باہر جو کبھی شعلۂ فریاد آیا
گل خندان مین گیا نکہت برباد آیا
رگ پھڑکتی نہ لگی دیر کہ فصاد آیا
بھر گیا گھر کو خجل ہوکے جو بہزاد آیا
لغزش پا ہوی زنجیر تو حداد آیا

[illegible]

اصل کو اپنے نہ بہولا کسی عالم مین ایاز
تنبیہ بوٹی نہ ہی زاغ کمان کا طعمہ
واقعی منزل ہستی ہی مقام غفلت
موت کو بندگئی جانکے ایسا بہولے
صورت لحباب کے آنکھونکی تلی پہرنی لگے
قد آدم کوئی شعلہ جو بہڑک کر اوٹہا
ملک الموت ہیں اب سبب نگہا مین مجکو
سرو و شمشاد کی پہ دہی جو نمودار ہوی
چوٹی گند ہوئی ہوی یار نی کہلوا ڈالے

جب مجے صلح ہوا ماہوس کہن یاد آیا
واہ کب مین تجہی او چرخ فلکن یاد آیا
جو یہان آیا اوسی پہر وطن یاد آیا
گور یاد آئی کسیدن نہ کفن یاد آیا
آگیا منہ کو کلیجا جو وطن یاد آیا
اوس پریزاد کا بیساختہ پن یاد آیا
جان پر بنگئی اوس گلکا ذقن یاد آیا
تیر اوبٹا سا قد ای شک چمن یاد آیا
رحم آیا کوی محبوس سن یاد آیا

بحر کیون آہ بہری تمنے او آنسو بہر لای
بیٹہی بیٹہی تمہین کیا مشفق من یاد آیا

اک خاک کی تپلی کا وہ جوبن نظر آیا
عشاق کی دل کا جو نظارہ کیا ہی
کچہ ایسے گلے پڑگئی ابرو کی محبت
سی بیٹہی آنکہو تجو تماشای جہان سے
گلہای شہادت ہوی مجپر جو نچہاور
جب اپنی گریبان مین منہ ڈال کی دیکہا

خورشید چراغ تہ دامن نظر آیا
پتہر کوی دیکہا کوی آہن نظر آیا
تلوار کا ڈورا رگ گردن نظر آیا
ہر موی مژہ صورت سوزن نظر آیا
پہیلا ہوا تلوار کا دامن نظر آیا
دلسے نہ زیادہ کوی دشمن نظر آیا

ردیف الف

[illegible]

کبھی جو بادی کی لہرائی جو اوڑائی وہ شبنم جالی
نکلے جو بوتہ گت بنائی چھلاوہ بنکر ستار آیا

چلے جو عاشق پہ تیر و خنجر ہوا وہ سر سبز سرخ ہوکر
چترہا سر ہوکا اگر سنا پر نہال الفت میں بار آیا

اسی سمجھتی ہیں جو ہیں غازی کی سر لٹنا ہے سرفرازی
کریگا کیا کوی عشق بازی میں جان کے بدبہار آیا

ہوی یہ بربادو زندگانی رہتی ہستی کے کچھ نشانے
صبا نے ہر چند خاک چھانی نہ ہاتہ مشت غبار آیا

پیچھے چلنے والی چاہتی گلی کا یار اپنا کر کے کہیے
دی نہ کس کسنی اوسکو وہاں گی نہ دم میں وہ گلعذار آیا

وصال محبوب کی تمنا کسے پر اظہار کی نہ صلا
قرآن سعدین میں یہ چھپا جو کوی اختر شمار آیا

چہک رہے ہیں چمن میں بلبل مہک رہے ہیں کھلی ہوی گل
چھلک رہی ہیں پیالہ دل خوشی ہے بھی بہار آیا

بتاؤ ای بحر اپنی جبکی ہی ہی تمنے بھی دل لگی کی
خوش آئی صورت کسی پری کی ہی یہ تمکو بھی پیار آیا

ردیف الف

۸۴

محبوب خدا نی تجھے نایاب بنایا
قد سرو کیا رخ گل مہتاب بنایا

جب کچھ نہ بنی عشق نی بیتاب بنایا
خود بنگیا شعلہ مجھے سیماب بنایا

اوس حسن کی دریائی جو بہر کر مجھے دکھایا
موج قدم ناز کو گرداب بنایا

سرمست شہادت ہیں یہ سی عشق میں ساقی
آب دم خنجر کو مے ناب بنایا

آگاہ کیا عشق سے قانون وفا سے
جب ناخن شمشیر کو مضراب بنایا

سب عضو بدن شمع صفت بہ گئے گھلکر
اس سوزش دل نی مجھے سیلاب بنایا

اک ات اوڑائی نہ مزی دختر رز سے
ساقی نی بط مے کو بھی مرغاب بنایا

جسم ایسا دمکتا ہی کہ کپڑی چمک اوٹھے
نینو کو تری حسن نے کمخاب بنایا

۸۸

کبک شہ طاؤس اک دن ہین یار کے نخچیر پا | ہین جہڑی وہ ہری کمانین اونگلیان ہین تیر پا
پاؤن کو سبزہ لگا ہی ضعیف وزار ہون | چین پیشانی ہوی گویا خط تقدیر پا
سیر کو نکلا جو مین دیوانہ آتش قدم | آگ جنگل مین لگی اللہ ری تاثیر پا
کیا رہا وا ثون ہی کو کریگا انقلاب | ہتہکڑی زنجیر ہوگی ہتہکڑی زنجیر پا
مین بچھا دیتا ہون آنکھین جب وہ کرتا خرام | تیلیو پر کھینچ دی نا نقش پا تصویر پا
عرش پر پہنچی ہوی نعلین جسنی پیر کی | یو چھپے موسی سی اوس محبوب کے توقیر پا
حور کی گالو نکو نسبت اوسکی تلو وی نہین | کیا ید بیضا سی اون تشبیہ ہی تحقیر پا
خون کا دریا بہیگا یار تیری چال سی | عاشقو نکو موجۂ رفتار ہے شمشیر پا
بوسہ دینیکے طریقی پر قدم ہٹتا نہین | دست ممسک سے سوا ہی یار کی تاخیر پا
سن رہا ہون یار کی باتین قدم اٹھتا نہین | ہوگئے جادو بیانی سی یہان تسخیر پا
کوچہ گردی سے صورت قدم رکتی نہین | کاٹ ڈالون اپنی کو نخچی ہی ہی تعزیر پا
توڑتا پھرتا ہی اپنی پاؤن گلیو نمین گدا | بوریے کا نقش کیون کرتا نہین تسخیر پا
دم خفا ہو کر ہمارا طوق گردن ہوگیا | تا نکی جو انکی آئی مین ہوی زنجیر پا
جا دو معجز نمائی پر جو وہ رکھی قدم | لے ید بیضا سے بیعت یار کی تنویر پا

بس گیا ای بحر اوسکی چال پر جب قیس قیسم زر
سبز کے کفش پانے دی آواز دشمن ریر پا

۸۹

وہ شک عمر و قمر گہات پر نہین آتا | کبھی اندھیری اوجالی نظر نہین آتا

قطعہ

ولہ

رشک بلقیس کو لکھتا ہوں کچھ اپنا احوال
نامہ بر آج مرا مرغ سلیمان ہوتا

آہ سوزان کی ہوائی نگئی تا بفلک
چرخ چرخی کی طرح سے شرر افشان ہوتا

شور چشمی صنم سے جگر افگار ہوں میں
دلکے بدلی مری چھاتی پہ میں نمکدان ہوتا

سوزش دلکو بہت ضبط کیا ہے میں نے
دیکھتی آگ برستی جو میں گریان ہوتا

ہوس جیتے ہی میں کیا کیا مجھے ارمان تھے
زہر کھاتا تری شکر کا نہ خواہان ہوتا

رات کو یار کے پہلو سے دامن سرکا
اپنی حالت میں سر بسر بگریبان ہوتا

بحر کہتی ہے اعمال مجسم اپنے
آدمی مجکو سمجھتا جو وہ انسان ہوتا

۹۱

دم مرگ بالین پر آیا تو ہوتا
مرے منہ میں پانی چوایا تو ہوتا

یہ سچ ہے وفادار کوئی نہیں ہے
کسیدن مجھے آزمایا تو ہوتا

تسلی نہ دیتا تشفی نہ کرتا
مرے رونے پر مسکرایا تو ہوتا

مجھے اپنی فرقت سے مارا تو مارا
دم نزع مکھڑا دکھایا تو ہوتا

ق

غلط ہے کہ مردہ نہیں زندہ ہوتا
تو میرے جنازے پر آیا تو ہوتا

وہیں چونک اٹھتا میں خواب لحد سے
مرا شانہ تو نے ہلایا تو ہوتا

ہوا عید کے دن میں قربان تجھ پر
بلا کر گلے سے لگایا تو ہوتا

مرے قتل پر تمنے بیڑا اٹھایا
مرے ہاتھ کا پان کھایا تو ہوتا

وہ سنتا نہ سنتا ہوس تو نہ رہتی
مرا حال ہمدم سنایا تو ہوتا

[illegible]

بھلا ہوا کہ نہ مجھسی ہوا حساب کتاب	شمار جرم نہ روز شمار مین ہوتا
ہماری دل سے نہ جوہر کھلی حسینو پر	کبھی نہ آئینہ دست نگار مین ہوتا

خدا سے عشق صنم مین بھی گلا ہی مجھ
یہ دل ہماری ہی کچھ اختیار مین ہوتا

۹۲

وہ وحشی ہی دل عاشق کہ قابو ہو نہین سکتا	مسخر شیر ہوتا ہی یہ آہو ہو نہین سکتا
کوئی گل تجھسی ہموزن ہی سمن بو ہو نہین سکتا	کوئی کانٹا تری الی ترازو ہو نہین سکتا
کبھی تسخیر وہ افعی گیسو ہو نہین سکتا	شکن ہی نقش وہ سحر جادو ہو نہین سکتا
تری جوڑے صبح جی کی ہو نہین ہاتھ پھیلا کے	شہ خاور کا پنجہ شل ہی جلو ہو نہین سکتا
چکور آغوش مین کسطرح اوڑکر چاند کولی	نہ جس تک رسائی اسپ قیا ہو ہو نہین سکتا
کوئی مصرع بطرز مصرع بیتی نہین ہوتا	کوئی مطلع بشکل بیت ابرو ہو نہین سکتا
بصارت ہو تو پھر دیدار اوسکا بالمشافہ ہے	کہ انکار فاین ما تولوا ہو نہین سکتا
فروغ ماہ کیا ہو رو برو اوس روی روشن کے	مقابل نیر اعظم سے جگنو ہو نہین سکتا
ہمین مین چشم سوسن مین نظر کوئی نہین ہے	کمر مین بال مین فرق اک سر مو ہو نہین سکتا
کبھی گلشن بھاری مین کبھی جٹی خزانی ہین	دو فصلی ہی مزاج باغ یکسو ہو نہین سکتا
مری لینی ہو خال صنم نقش حجر ابو	خدا کے گھر سی باہر اب یہ ہندو ہو نہین سکتا
ازل سے قاتلو کو نقش خوبی ہی مجھرو	کسی تلوار کی پٹی پر اُگو ہو نہین سکتا
نہ ہاتھ آئیگی وہ انگیا کی جڑیا مجھ	فرد کنیا پنے الاسا ہو آنسو ہو نہین سکتا

[illegible]

خوان عاشق پر کمر باندھی ہوئے ہین خوبرو	تیغ عصری حلق پر ہوتی تو شہرت مانگتا

کیا خبر تجھے عاصیونکی بھی دعا مقبول ہی
بحر دنیا کی بکھیڑے سی فراغت مانگتا

۹۵

پھر اولٹ کر جو خبر میری مسیحا ان لیتا — سانس اولٹی نہ مریض تپ ہجران لیتا
وہ جو زنار پہنتا تو رگ جان لیتا — سر قشقہ کی بدل خون مسلمان لیتا
ملک گیری ہو اگر سیانسی جانان لیتا — مور حیہ تیغ کا اقلیم سلیمان لیتا
آستین سی کھلا ساعد رنگین اسکا — آڑسی ہاتھون تجھی نیچہ مرجان لیتا
کیا کہون کوئی خریدار محبت نہ ملا — بیچ کرجان مین اک بوسہ جانان لیتا
اگر ابرو نہ در جنگ کو تیغا کرتے — مور حیہ تجسی بھی بین صف مژگان لیتا
کیا خبر تہی کہ جلائیگا جنا مین ہی مجھے — یادگاریکو مین کیون داغ عزیزان لیتا
کس و ناکس کو ڈبو کر ہوا یا پی مشہور — بھینٹ مجکو یہ ترا چاہ زنخدان لیتا
پیرہن تجہ وحشت سی بچاتا کیونکر — مین جو دہنکو پھڑاتا وہ گریبان لیتا
شرم غنچی کو رہی تیری دہن سی ورنہ — کہلکہلیونمین اوسی ہر اک گل خندان لیتا
حیف زاہد نی کسی گل کی حکایت نسنے — بخدا بیچ کے قرآن گلستان لیتا
تیری وتری ہوی پوشاک جو دیدہ ہو — یہ کرنداز کلہ مہر درخشان لیتا
دیکھتا جسکی جلانیکا مزا انگلیچن ہے — کوئی دو بیک کی اوج مرغ خوش الحان لیتا
لی نکلتا تری کوچی سی جو میرا لاشہ — اسپ چوبیکا مزہ تن بیجان لیتا

ردیف الف

زینت رنگ نقا جائی مین بھرا اولٹا
اس مرقع کا دکھائی دیا نقشا اولٹا
ملکہ چادر مہتاب نظر آئی نہ [illegible]
اوس پہ بیسی جو سوئی مین دوپٹا اولٹا

[illegible]

ردیف الف

97

وہ ہیں جو مردمک دیدۂ پر آب گھٹا | کہ جنکے سامنے ہوتی ہی آب آب گھٹا
بخار میکدہ سے ہو جو فیض یاب گھٹا | بجائے آب کرے بارش شراب گھٹا
فراق میں ہی سیہ انکو عذاب گھٹا | دخان نار سقر سی ہی حساب گھٹا
مقابلہ جو ہوا میری چشم گریان سی | رخ فلک کا ہوا خان سحاب گھٹا
حضور دیدۂ پر آب پانی بھرتی ہی | یہاں نظر میں ہی مشکیزۂ پر آب گھٹا
وہ بال کھولی ہوی چڑھ گیا جو کوٹھی پہ | فلک سی ہو گئی کافور مشک ناب گھٹا
وہ دانہ ہو نہیں کہ جسکی بہار عنقا ہی | وہ کشت ہوں کہ جسے ہی پر غراب گھٹا
ہزار بار گرج کر برس گئی لیکن | نہ میری دیدۂ تر کی ہوی جواب گھٹا
ہمارے سینے سی اوٹھا ہی آج ابر بخار | گلیم اوڑھ کی نکلی فلک جناب گھٹا
سنائے جب سی فسانہ ہمارے [illegible] | ہوی ہی چشم جہاں سے خیال خواب گھٹا
خزان رسیدہ نہایت ہیں کس نظارہ | کسیکی سیخ نظر پر نہ ہو کباب گھٹا
کبھی ہماری تمہاری ہو فرقت [illegible] ہووے | بڑھا یا اپنا بڑھا آپکا شباب گھٹا

کوی طلسم سی ہی بحر چشم دریا بار
دکھاتی ہی مجھی پتلی تہ حباب گھٹا

98

بسے کے باغ میں جنت کا لی ثواب گھٹا | خزان رسیدوں کی منہ میں جو آگ ہے آب گھٹا
بلا چمن میں کسی ہوا نو شتاب گھٹا | پہاڑوں میں نہ بھری در بدر خراب گھٹا
اسکے فیض سے آنکھوں میں [illegible] | شراب ناب کی بوتل ہی لاجواب گھٹا

دیکھنا حسن خداداد ذرا اوس بت کا
مار کر مجھکو وہ تائب ہوئی سفاکی سے
اونکی خدمت میں شب وصل گزاری ہمنے
آپکی جو حرکت ہی وہ ستم ہی صاحب
نہ کھنچی یار کی تصویر کسی سی ہر چند
اوڑ چلا ہاتھ سی وحشی جو کوئی طائر دل
سیت ہاتھ سے جو ٹپکی تو یہ خوشبو پھیلے

شمع روشن ہوئی ہاتھ سے جو نقشا کھینچا
منکشف تیغ ہوئی ربنی چلا کھینچا
چیتی کی نئی کبھی مٹھی کبھی پنجا کھینچا
اونگلی جیتکا کہی پائی پہ پنجا کھینچا
رات کا سایہ دیا چاند کا نقشا کھینچا
زلف پیچان نے وہین یار کی پہند کھینچا
عطر گویا کف رنگین نے حنا کا کھینچا

یار کی ساتھ مین دریا مین جو اوترا ای بحر
رسن موجنی کیا کیا مجھے باندہا کھینچا

نہ عرش پہ مجھی لیجا نہ لامکان پہنچا
کلام بحر نہ تا گوش قدردان پہنچا
اوڑیگا گنبد افلاک بنکے غبار را
نثار کرتی ثریا کو تیری جھکے پر
چھٹا جو تمسی تو قید حیات سی چھوٹا
بہار سبز قدم کو نہ آئی دیر سے لگے
گئی بسنت مین گلدستی جا بجا گلچین
زمانہ تشنۂ دیدار ہی حسینوں کا

۱۰۰ کمند آہ جہان یار ہو وہان پہنچا
نکل کے بحر سی موتی کہان کہان پہنچا
جو میری آہ جہانسو کا دہوان پہنچا
ہمارا ہاتھ نہ بالای آسمان پہنچا
ہماری گھر سی جو نکلا تو میں خیابان پہنچا
چمن مین کہیت پڑا لشکر خزان پہنچا
کوئی تو اہل قفس کو بہی ارمغان پہنچا
دلیل ہے جہ یوسف پہ کاروان پہنچا

[illegible]

ردیف الف

پاک رکھا ہمین دنیا مین تہیدستی نے
آب زرسی کبھی دامن نہوا تر اپنا

دل غنی رکھتی ہین درویش امیرونکی طرح
بوریا چاہیی مسند کی برابر اپنا

یہ بہی اک فقر ہی جو نشا مین لغزش ہمین
کشتی مے سی سنبہلتا نہین لنگر اپنا

نحس وہ اپنا ستارہ ہی جو ہو ساعت
چہوڑ دی شکل فرح زایچی مین گہر اپنا

نامہ کیا یار کو پہنچا یا کہ معراج ہوے
عرش پر بیٹھہ کی کوبجی گا کبوتر اپنا

کوچہ زلف مین کیونکر نہ ہون سرگردان
کون اس بہول بہلیان مین ہی سر اپنا

مین وہ بلبل ہون جو صیاد جہی وہ کرے
لین عروسان چمن بیچکی زیور اپنا

آتی ہی ان یار کی صورت کا تماشائی ہے
آئینہ بہول گیا میری طرح گہر اپنا

بحر کیونکر نہ جہلکین ہم کس و ناکس کے حضور
تیغ کہینچے ہوی سر پر ہے مقدر اپنا

۱۰۳

مر گئی پر بہی نہو بوجھ کسی پر اپنا
روح کی ساتھ ہوا ہو تن لاغر اپنا

بسطرح دل مین بھرا رہتا ہی افسونکا دہوان
دم نکلجای کسی روزنہ گہٹ کر اپنا

یار سوتا نہین منہ کر کی ہمارے جانب
کبہی کروٹ نہین لیتا ہی مقدر اپنا

تم جو دو پہول چڑہاؤ تو خوشی مارے
قبر کہل جای پہلی تن لاغر اپنا

انتظام آپکی سرکار مین یہان لازم ہے
بندوبست آپکا گہر مین ہی باہر اپنا

حور بہی تم ہو نگاہون پری بہی تم ہو
اب تو ایجان دل آیا ہی نہین پر اپنا

نور برساتی ہی افسونکی گہٹا چہر پر
پاؤن اوس کوچی مین پہسلی گا مقدر اپنا

[illegible]

مریض ہجر کو بچتے ہوئے نہیں دیکھا
جو بدخبر کوئی سُنّا مری خبر لینا

پکارتا ہوں مُ گریہ اپنے دامن کو
بکھر گئے صدف چشم کی گُہر لینا

جو مردمین بخدا آبرو پہ مرتی ہین
جو آبرو پہ بلا آئی جان پر لینا

خدا بچائی اگر اُنکی تیری جان اَی ہجر
نہ عاشقی کا کبھی نام عمر بھر لینا

۱۰۵

ہمنے جب قطع علائق پر ارادا باندھا
بہار کر خلعت شاہی کو لنگوٹا باندھا

الله الله نکیلی پہ کمر باندھی ہے
آج تو چوٹ ہی صاحب نے تیغ کا باندھا

سر اوٹھایا بہت آشفتہ سری مین ہمنے
بیڑی پہنی کہ فن عشق مین پالا باندھا

گل ہے ہم چمن دہر مین لالہ نہوے
زر لٹایا نہ گرہ مین کبھی پیسا باندھا

میری سر مین نر ہا درد خمار ای ساقی
دور پیمانہ ہا تری ساغر نی گگنڈا باندھا

ماہرو ونے خبر لی نہ دل افگار و نکی
چاندنی نی بھی جراحت پہ نہ کپڑا باندھا

غیر کی اوسنی سُنی چشم مروت نہ رہی
نہ در گوش پہ اوس آنکھ نی پردا باندھا

ای پری جسنی پھنسا یا تجھی دلکا دیکر
پاؤ نہین طائر سیماب کی ڈورا باندھا

رات گذری ہمین رو رو لہا کیطرح فرقت مین
صبح کو آنسوونکی تار نی سہرا باندھا

دلنی ہر چند کہ بُندیکی طرح سر پٹکا
نہ نکلنی دیا بالی نی جو حلقا باندھا

ماہ کو ہالہ نہ طوق غلامی ہوتا
اپنے سر پہ کبھی آپنی شملا باندھا

رات بھر نظر آتی تھی کھلی بالون سے
ہو گیا پچھلا پہر اوسنی جو جوڑا باندھا

مکان سی نکل آئی ہین زلزلی مین کیہ
بدن مین دم نہ رہیگا جو اضطراب رہا

ق

گناہگار سی کیا پوچہتی ہو اہل عدم
خدا کا لطف ہا مجہپہ یا عتاب رہا

خبر نہین مجہی دنیا تہی یا جہنم تہا
یہ جانتا ہون کہ مین مورد عذاب رہا

برشتہ بخت ہو نمین لطف عیش کیا مجکو
شراب آگ رہی کو ملا کباب رہا

کہلا نہ حال کسی مست لا اُبالی کا
مدام منہ پہ دہن شیشہ شراب رہا

کبہی نہ چاہنی والو سی آپ کہل کی ملی
اگر نقاب نہ منہ پر رہی حجاب رہا

رموز عشق یہ باتین ہین کوہی کیا جانی
کدہر ہوا مین مخاطب کدہر خطاب رہا

مجہنی ہوی ہین جو دیوان کائنات مین بحر
مزاولت مین ہماری وہ انتخاب رہا

107

دم رہا جب تک قلق ہمدم رہا
اشک آنکہو نمین جگر مین غم رہا

ضبط گریہ پر یہ آنکہین مین گواہ
جوش مین آکی دریا تہم رہا

مرگئی عادت نہ رونیکی گئی
تر رہین آنکہین کفن بہی نم رہا

دیکہ لینگی وقت آخر بہی اوسی
اوسکی آنی تک جو اپنا دم رہا

فاتحہ تہا کس شہید عشق کا
رات بہر درگاہ مین ماتم رہا

راستی پر بال بہر آیا نہ حسن
کج رہی زلف و ابرو خم رہا

ضبط نی رکہی لب فریاد بند
صبر میری زخم کا مرہم رہا

شعلہ تہا عہد جوانی اوڑ گیا
برف تہا ہنگام پیری جم رہا

شب فرقت برنگ نغمۂ بارود ہنگام جانے
تجہی اے مرغ عیسی آج ہوشیار ہوتا تہا

مقرر فاتحی کو یار آتا یا عیادت کو
اگر مرنا ہمیں منظور تہا بیمار ہوتا تہا

ادای قامت محبوب تجہی تو نمونہ ہو
جو چوب نا تراشیدہ تہا جو ہر دار ہوتا تہا

بشکل نقطہ ہم گردش سی الہٰی تہی کب بیکر
طناب عمر کو اپنی خط پرکار ہوتا تہا

وبال خلق سی لطف رسا کا تیر قد بو بر
اسی چہرہ رنگیں صورت طرۂ دستار ہوتا تہا

بہلا کیونکر نہ تیغ ابروی محبوب خم ہو
ہمارا خون ناحق آکی سر پر بار ہوتا تہا

لپیٹ کر یار سی تیغ اک شب وا ہی نا کا
ہمارے طالع خوابیدہ کو بیدار ہوتا تہا

پر پروانگی نظارہ سی کیا پر ہیز کرتا ہین
مقدر مین لکہا تہا عشق یہ آزار ہوتا تہا

جو شوق دید تہا تو جلوہ گاہ یار بین آئی
تجہی آئینہ بنا تہا تجہی دیوار ہوتا تہا

تمنا ہے جو شاخ تیغ قاتل پر نشیمن کی
ہمارے مرغ جان کو طوطی زنگار ہوتا تہا

بڑی بہلو تہی کی یار تیری تیر مژگان نے
اٹک کر رہ گیا ولیکن جگر کی پار ہوتا تہا

نہ قالب مین پہر آئی ہوا روح روان نکلی
بڑہا کر اتحاد ایسا ہی کیا بیزار ہوتا تہا

تماشا دیکہتی ہم بہی فراز نیرنگ قدرت کا
کبہی اپنی بہی خارستان کو گلزار ہوتا تہا

نہ تہی امید دریا کی شہادت پر نکلین گے
خدا کو آبرو رکہنی تہی بیڑا پار ہوتا تہا

محبت کی بہت نامہربان سی وا ہی نکلی دا
مسیحا دیکہ لینا تہا تو پہر بیمار ہوتا تہا

فنا ہو کر بہی کوی یار سی اٹہنا نہ لازم تہا
ہمین مٹی پکڑ کر شستۂ دیوار ہوتا تہا

گل نقش قدم اوسی چڑہائی فاتحہ پڑہکر
مزار عاشقان کو تختۂ گلزار ہوتا تہا

ہماری خاک سے کوزہ گر گل کا ہوتا تہا ... ہماری توتی جوش مین مٹی عزیز ہو جاتی ... گلے مین روح کی پہندا یہ بان تو تہا ... دکہائی ناوک سی بنی کرتی آہ عدم ... اسیر دام بلا بال بال ہوتا تہا ... کہیں زلف پریشان حال ہوتا تہا ... ہماری ہماری تجہی ہر لحظہ کو گمان ہوتا تہا ... ہمارے بخت کی تجہی تنا ہی ... تو طرفہ اوحال ہوتا تہا

گیا وہ قفل دہان سوال ہوتا تہا ... مقام رشک سی زخمی ہو وصل ... اہل دہار سے مجہی وصال ہوتا تہا ... ہماری سماتہ وہین پامال ہوتا تہا ... وصال یار کی شب پہر نصیب کیا ... ہماری عیش کو خواب خیال ہوتا تہا

ردیف الف

[illegible]

جس روز تک کہ بال نہ رکہی تہی یار نے
کیون مجکو دیکہتی ہی پچہی سی ہٹ گئے
باہر نکل کے روپ نکالا ہی آپنے
جوڑ ریکو لپیٹ نہ آئی تہی جان جان
چوٹی کی چاند کی سی سر پر بلا رہی
ہر ایک جزو کل نظر آیا کیا جو غور
وہ میری دل کا آینہ توڑا ہی یار نے
دل لیچلکی تہی جان ہی لینی کو آتی ہی
کسکو جلا کے آپنی پیدا کیا یہ نام
خورشید نی اوسکو نہ لکہا تو کیا عجب
وہ لب بلب ہوا جو شب وصل کیا کہون

ق

داخل ہماری ایچی مین وہ ذنب نہ تہا
عاشق فقیر تہا کوئی حاجت طلب نہ تہا
پر دیکہین تو کچہ اور ہی عالم عجب نہ تہا
زلف دوتا کو بیچ مین لانیکا ڈہب نہ تہا
کس رخ سے مجکو چاند کا غم مار شب نہ تہا
دیکہا وہ آینہ نکوئی جو حلب نہ تہا
بیعانہ جسکا آج خراج حلب نہ تہا
یہ بیٹہنا بغل مین مری بے سبب نہ تہا
قتال تہا خطاب مسیحا لقب نہ تہا
میری کتاب مین یہ لغت منتخب تہا
تہا انگبین شان مین شکر مین لب نہ تہا

لیتے ہی بوسہ وہ لب کا مین گیا
ای بحر ہلدی کی گرہ تہی طب نہ تہا

ردیف الف

١١١

کچہ سکندر کی حقیقت نہ قلندر سمجہا
یون تو خرمن کو مین کوڑی کی برابر سمجہا
آنکہ لڑتی ہی مین آپکو جان بر سمجہا
جو ملا خوان کرم سی اوسی بہتر سمجہا

اپنی مٹی سی نہ آئینہ کو بہتر سمجہا
آبرو سی جو ملا دانہ تو گوہر سمجہا
گہر کی پلکو مین سر اپنا نہ خنجر سمجہا
آگیا زہر بہی حصے مین تو شکر سمجہا

قرآن مین برا ہو برا اور بہ کہ اچھی ہین
ہو جان نثے جان جہان بہت اچھا
برا بھلا ہمین کہتی ہی فائدہ کیا ہی
چمن کو جلاتی ہین ہی باغبان میں پیچھا کیا ہی
جلاتی ہی تپش ہین ہم ... بہت اچھا
کبھی جو روتی ہین ... فغان بہت اچھا

خال عارض کی محبت مین ہو داغ بل بیڑیان پای عنا کب مین پڑی ہستی مین کچھ نہ معلوم ہوی لگی حقیقت مجکو		شعلہ نکلا مین جسبی بخت کا اختر سمجھا قید خانہ نظر آیا مین جسبی گھر سمجھا کبھی شیشہ اسی سمجھا کبھی تہر سمجھا

بے لبا مین ہی تلوار کا اسلوب ہے بحر
اپنی جوہر کو مین اپنی لیے زیور سمجھا

مرگ کو زیست ہمارا دل نادان سمجھا ایسی بربادی ان آنکھون نے دکھائے مجکو کیا ہی پر نور ہی انداز خرام اوس بتکا چشم تحقیر سی دیکھا نہ کسیکے جانب جسکا انجام بلندی ہو وہ پستی اچھی بے نقابی مین ہی رخسار کا پردہ بکھلا	۱۱۲	تیغ جلاد کی ڈور بکو رگ جان سمجھا اپنی پلکون کو مین خاشاک بیشان سمجھا نقش پا کو مین دیوالی کی چراغان سمجھا ذرّی ذرّیکو مین خورشید درخشان سمجھا دلو بخت اپنی کنوین کو مہ کنعان سمجھا کوئی قرآن اوسی کوئی گلستان سمجھا

کوئی سمجھا نہ مجھی خاک چمن ہے ای بحر
خس و خاشاک کو مین سنبل و ریحان سمجھا

یہ کیا لکھا مجھی او بد زبان بہت اچھا تمہین تھا او بہی اشخاص پیار کرتی ہین کسی یون نہین پڑتی نگاہ خون آشام نہ ہو دو چار نہ بولو نہ اختلاط کرو	۱۱۳	سنا لی اور بہی دو گالیان بہت اچھا ہمین یہ جور و جفا مہربان بہت اچھا ہمین ہین تیر ستمکی نشان بہت اچھا بہت بجا بہت اچھا میان بہت اچھا

مقام خلد سے تیرا مکان بہت اچھا
ردیف الف

دل برخاستہ گیا زلف کے رو کی سی گئے	تیر کے پاؤں نہیں چلے نہ سلاسل دیکھا
ہمتو سمجھے تھے بگڑ جائیگی صورت خط سے	یہ حسن آئینی کا خاک سے زائل دیکھا
دوست کے ظلمین عداوت سے کیا کہتی ہین	جام عو ریمین بھرا زہر ہلاہل دیکھا
بدر ہین گرچہ نمایش مین ہین مانند ہلال	غم نہین ہمکو جو ناقص نے کامل دیکھا
مال میت بھی جو نکلا تو لیا واعظ نے	کبھی و کمرسی قزاق کو غافل دیکھا

بحر کس تار مین کہتی ہو عقائد اپنے
کبھی زنار کبھی سبحہ حمائل دیکھا

۱۱۵

وہ جلوہ آہ دل پر شرار مین دیکھا	نہ پہلجھڑی مین نہ ہمنی انار مین دیکھا
عجیب نور دل خاکسار مین دیکھا	چراغ مہر کو روشن غبار مین دیکھا
تمہاری آنکھ نے دل غار ہو کا صید کیا	ہرن کو شیر پہ غالب شکار مین دیکھا
فرار کر گئی سوی مزار تن سی روح	نہ جب اجل سے مفر اس حصار مین دیکھا
مجھے تو آپ پلاتا شراب یہ واعظ	نہ میرا حال کسیدن خمار مین دیکھا
قدم نہ آگے بڑھاتی پلٹ کے پھر آتے	نہ پھر کی تمنی مجھی اضطرار مین دیکھا
تمہاری زلف کا نظارہ بھی تماشا ہے	جب آنکھ لڑ گئی پتلی کو تار مین دیکھا
طریق عشق مین شاہ و گدا برابر ہین	قدم کا فرق نہ پیدل سوار مین دیکھا
اجل کے خوف سی زرّت تلے کھائے ہین	مزا نہ زندگی مستعار مین دیکھا
چھری فراق کی چلتی ہی مر گئے پہلے	تمہارے کشتے کو بسمل مزار مین دیکھا

[illegible]

تیر مژگان دلنشین ایسے ہی کام آخر ہوا	شیر میرا سا ہی کیصوت نیستان لیچلا
تیری کوچے سے نکلنا اے پری اے ہیہات	خاک کی ذرے اڑا کر مین جرا غان لیچلا
کسطرح کا تیرا چہرہ تھا اے باد خزان	باغ سے مجکو اڑا کر سوئی زندان لیچلا
جب خبر پہنچی مجھے جا رہے ہے اوسکا کلک عفو	دستخط کو مین بھی اپنی فرد عصیان لیچلا
کون خارستان دنیا سے گیا ثابت قبا	گل بھی پڑ کے پیر اپنی جیب و دامان لیچلا

داغ دل گل پھول آنکھین بن پھر آئین نسیم
بسکہ مین صیاد کی گھر مین گلستان لیچلا

۱۱۷	
آشنا کوئی باوفا نہ ملا	گشتئے دل کا ناخدا نہ ملا
جاے مرہم نمک چھڑکنا تھا	زخم کھانے کا کچھ مزا نہ ملا
اوسکے کوچے مین ایسے بھولے ہم	گھر کے جانے کا راستا نہ ملا
دل دیا جسکو رنج ہے پایا	کوئی دلدار باوفا نہ ملا
زندگی تلخ ہو گئی اپنے	تجھسے ملنے کا کچھ مزا نہ ملا
دیکھ لی ہمنے دوستی تیرے	ہمسے اب آنکھ بیوفا نہ ملا
کچھ اجارہ نہین بنی نہ بنی	کیا شکایت ہے دل ملا نہ ملا
آسمان پر دماغ یار رہا	کبھی جھک کر وہ مہ لقا نہ ملا
بوسۂ لب کی تمسے کیا امید	ایک بیڑا بھی پان کا نہ ملا
ڈھونڈھتے ہین کنشت مین جا کر	شیخ کعبے مین تو خدا نہ ملا

ردیف الف

[illegible]

وصل مین فصل نہ باقی رہی یکجان ہیں پان
جیسے پہلو مین ہی الف کے آغوش مین آ

ہاتہ آئیگا مقرر وہ غزال وحشی
بحر حیرتی ہی کہان عقل ذرا ہوش مین آ

۱۱۹

کبہی اک بار جو پہلو سی ہوا یار جدا
جان گہبرا کی بدن سی ہی سو بار جدا

وصل ایسا مری تقدیر مین لکہ دی یا رب
معنی و لفظ کی صورت نہون زنہار جدا

پہانسیان دیتی ہین عشاق مرے جاتی ہین
اپنی گیسو سی کرو جلد کہین ہار جدا

وہیان آیا تجہی پوچہی نہ کسیکو اندا
چہپ گیا دل مین جو تلوسی ہوا خار جدا

کیا مقدر ہی کہ بن بن کی بگڑ جاتی ہی
ہوی سو بار ملاقی ہوی سو بار جدا

آہمین جمعیت دل اوہمین پریشان حالی
زلف محبوب جدا اور شب تار جدا

وہ پہر بیٹہ ادہر اپنی منہ پہیرا ہی
دو گہڑی تو نہون رخسار سی رخسار جدا

سبعہ سیارہ نہ تحویل کرین جوزا مین
تیری محرم سی تارہ ہی مہ و جوزا جدا

مجہسے بلبل کو تعشق مین بہلا کیا نسبت
دل پہ داغ جدا تختہ گلزار جدا

محتسب تیغ بکف آسی تو سر حاضر ہی
لب ساغر سی نہوگا لب میخوار جدا

زیر محراب کرتی ہین دعا کشتہ چشم
مثل ابرو کبہی سر سی نہو تلوار جدا

مہر یوسف سی کنہیا کو بہلا کیا نسبت
روز روشن ہی جدا اور شب تار جدا

لیلی آنکہ پہیر اونہین کہی بجای مژگان
تیری مجنونکی قدم سی ہون اگر خار جدا

بحر کیا میرے نصیبون مین پریشانی ہی
پاسی ہین ہو جدا جیسی الف زار جدا

ردیف الف

خدا کہین تو لگا دیگا اپنا تہل بیڑا
نہو اگر نہین کشتی کا ناخدا پیدا

جمال یار سے روشن ہوا تہا گہر اک شب
ہنوز ہی در و دیوار سی ضیا پیدا

اوان آفت نہین پڑا ہون لوگ کہتی ہین
خدا نے کی نہین اس شخص کے قضا پیدا

ادہر گیا ہی وطن کیون ہے دلکو حب وطن
یہ کیا بنا یگا رہ کر کریگا کیا پیدا

خبر تو لاسی کوئی کیا بہار آ پونہچی
کہ خود بخود مری لبین ہی لولا پیدا

ہی یہ بہی خالق یکتا کی شان یکتائی
کہ ایک کا نہین ہمشکل دوسرا پیدا

دہن کی بات نہین مضمون اسن فصاحت سے
زبان کار ہے اشعار مین مزا پیدا

فلک نی داغ سویدا کو کر دیا ہی حل
ملال دلمین ہی پیدا خوشی ہی نا پیدا

پہٹین جو کپڑی تو پیدا ہو شان درویشی
شکستگی مین ہی الفقر کی صدا پیدا

وصال یار جنہین ہے انہین مبارک ہو
مری ہی درد کی خالق کری دوا پیدا

بہٹکتے پہرتی ہین وادی عشق مین ای بحر
نہ راستی سی خبر ہے نہ رہنما پیدا

۱۲۲ نہین زمانی مین تجہسا کوئی حسین پیدا
نہ باغ خلد مین غلمان نہ حورعین پیدا

اگرچہ لاکہ ہوی لعبتان چین پیدا
مگر نہ تجہسا ہوا دوسرا حسین پیدا

جو دلکو خون کری شاعر و غمین نامی ہو
تراشے لخت جگر کو تو ہونگین پیدا

تمہاری لف جو پونچی تمہاری تنگ و تنگ
دہان مارسیہ مین ہوا نگین پیدا

وہ ہنی خاک اوڑائی ہی یار تیری لیے
عجب نہین جو فلک پر بہی ہو زمین پیدا

ردیف الف

مثل دل خانہ نشینی کو ہوا خلق وشوخ | ہم ہوے مثل قفس بہر نگہ پو پیدا

جو گیا اوس طرف آفت مین گرفتار ہوا | روز ہوتی ہین نئی فتنئی سر کو پیدا

یاد معبود ہی ہر وقت ہم آزادونمین | منہ سی ہر دم ہی یہان نعرہ یاہو پیدا

شب کو نقش قدم اوسکی مہک اوڑھی ایسی | ہو گئی چاندنی کی کہیت مین شبو پیدا

نہر پر بیٹہ کی اوس گل نی جو منہ دہویا ہی | جوش ہی بلبلو نکا آج لب جو پیدا

پہر گئی رت چمن اب سیر کی قابل نرہا | وہ کہان ٹہنڈی ہوائین کہ ہوئی لو پیدا

پشت لب پر ہوئی سبزی کی نمو قہر ہوا | تیغ ابرو کا ہوا قوت بازو پیدا

باغ کی سیر کو کیونکر نہ مزاجی چاہی | بلبلونمین ہی رخ گل مین تری بو پیدا

حد سے افزون جو خوشی ہو تو بہر انجام ہی غم | جب ہنسی آئی زیادہ ہوئی آنسو پیدا

پار بیڑا ہی اگر اوسکی مدد ہو ای بحر | غیب سے نوح کی کشتی ہو لب جو پیدا

۱۲۴

کیا عجب مثل شرر ہون اگر آنسو پیدا | بیشتر ہوتی ہین برسات مین جگنو پیدا

زلف کجبار مین کنگہی نکرو باز آؤ | راستی ہو گی نہ بالونمین سر مو پیدا

آجتک منہ پہ تری میں نی کہی کوئی بات | ہوئی کیا کیا نہین فتنئی مری رو پیدا

تیری پوری کی نگینہ رات کو ایسی چمکی | ایک جگنی سی ہوئی سیکڑون جگنو پیدا

طائر دل کی نصیبونمین گرفتاری ہی | دام پیر دوش ہوئی یار کی گیسو پیدا

اوسکی قدرت نظر آتی ہی محیط عالم | کوئی سمت اوسکی نہین ہے وہ ہر اک سو پیدا

میری نیند اوڑ گئی اوستی جو ذرا منہ پہیرا | اوسکی کروٹ سی ہوا رنج کا پہلو پیدا

ہوئی کہ رونا ہی مشکل ہوا ہمارا

وہ عہد و وفا بن ... لکھا ہمارا

خدا جانے کیا حال ہوگا ہمارا

جلا سے گلا او ... سوجلانا ہمارا

بس اب زندگی ... دکھانا ہمارا

جنون ہی ہی کیا عاقلانا ہمارا

قدم چوستے پھول دانا ہمارا

سیکا کشتہ رفتار ہوں عجب کیا ہی		قدم کا پیڑ ہو خاک فرا سی پیدا
شگوفی چاک گریبان ہوئی گل سرمست		جنون کا جوش ہی فصل بہار سی پیدا
پیالہ بھر کی پلا دار و شفا ساقی		کہ سر مین درد ہوا ہی خمار سی پیدا
ضیا ہی شمع کہان تجا شقونکی تربت		ہی شعلہ تفتہ دلونکی مزار سی پیدا
سیاہ ہیو نہ چہرہ مفلسی نی پہیری ہی		وہ دن گئی جو ہو کوڑی کنار سی پیدا

ہم بغل ہوا جس روز وہ پری ای بحر
یہ روی ہم ہوا دریا کنار سے پیدا

ردیف الف

قوی ضعف مین بہی ہی سود ہمارا	۱۲۶	بہلا شیر پہیر سے تو نچا ہمارا
ٹرا گو نجتا ہے جو صحرا ہمارا		ہی اقلیم وحشت مین ڈنکا ہمارا
اگر آج بہی دل نہ ٹہیرا ہمارا		تو باہر ہی منہ سے کلیجا ہمارا
بڑہائی یہ داغون نے قیمت جنونکی		ہوا آگ کے مول سودا ہمارا
وفا مین لگائی ہی آگ ان بتون نے		اوڑائی دہوین داغ سودا ہمارا
دہن نی کیا ہی بہت تنگ ہمکو		کمر سے ہوا حال پتلا ہمارا
عبادت سمجھتی ہین ہم می پرستی		نہ چہیے سیکدہ مین مصلا ہمارا
کبہی منہ نہ پہیرینگی تیغ جفا سے		وفا کی ہی قبضی مین پتلا ہمارا
خط سبز کی عشق مین مر گئی ہین		خضر نے ڈبویا ہی بیڑا ہمارا
وہ آنکھیں جو ہو نہیں تو یاد آئین زلفین		بلاؤن نے گہر دیکہ پایا ہمارا

ہی یہی صورت تو ہمسے راز پوشیدہ کیجے
ہم غریبونسی نہ پوچھو نعمتِ دنیا کا حال
ایک بھی بھی میرا دل صاف نی لیا
کر گزر نی میر ہمین آپ جو منظور ہو
آدمی ہوتا ہی سرگردان بگولی کیطرح
آے جب جدی کی شب منہدی لگی بیٹھا شوخ
بنکے اوڑ ناگن معرفن کو ڈسی زلف صنم

چشم تر لب خشک چہرہ زرد نقشا برا
شکر کہ اُن کی کہا لیا جو کچھ بھلا اچھا برا
اتنی قیمت پر تو اچھا تھا نہ اتنا تھا برا
آئی دن کا معرکہ ہر روز کا جھگڑا برا
آندھیان اچھی نہین ہوا حرص کا جھونکا برا
دوسری رات استخارہ آفی کو آیا برا
وصل کی شب کو اذانِ صبح کا کھٹکا برا

آنکہ سی دیکہو گی وہ کچہ آبرو کو رو و گی
جہانک تاک اچھی نہین ای بحر لیکا برا

۱۲۹

جان جو کہم ہے چاہنا تیرا
دل لگا کر ستم سہا تیرا
نقش پا بنگئین مری آنکھین
کیا ہوئین وہ تپاک کی باتین
دلمین رہتا ہی تو کہ آنکھو مین
سمجھے دیوسیہ کنہیا کو
چوم لیتا ہون راہ مین جہک کر
تونے تلوار باندہی ہی مجپر

نہو دشمن بھی مبتلا تیرا
اپنی تقصیر کیا گلا تیرا
مین نے دیکھا یہ راستا تیرا
کبھی مین بھی تھا آشنا تیرا
کہین ملتا نہین پتا تیرا
دیکھی جوبن چڑھا و ہوکا تیرا
دیکھتا ہون جو نقش پا تیرا
کہل گیا یار مدعا تیرا

اے صنم کونسی زیور ہین ہے زیور توڑا	سانپ بنکر مجھی ڈستا ہی کا فر توڑا
محتسب تونے جو جبہ رند کا ساغر توڑا	ہنسی ہی کاسہ سر تیرا برابر توڑا
طاق کسری کو تھیلن یہ دون نے شکست دی ہے	چٹکیاں وہ ہین جنہون نے بت آزر توڑا
طوطی سبزہ بنا یا ہی محبت نے مجھے	توڑا پتا جو سینے تو مرا بر توڑا
کچھ خوشی آئی تھی مجھی چاندنی کیفیت	چرخ نے نور بھرا چاند کا ساغر توڑا
تیرا دیوانہ رکیگا نہ کسیکے روکے	جب چڑھا سر یہ جنون پانو کا لنگر توڑا
خوف کرتا ہوں دشمن شکنی سہی یدو	آگ نکلی جو سینے کو یہی تھر توڑا
مال مستی جو کرین اہل دول کیا ہی عجب	نشہ رکھتا ہی صراحی کی برابر توڑا
کب ہے توپ مین باروت کے تھیلی مسک	نہ رہیگا تری صندوق کی اندر توڑا
خط جو نکلا تو اوٹھی آئینہ رخسی نقاب	زنگیون نی حلبی فوج کا سنگر توڑا
سلسلہ نور سے کہتے ہے صنم کی تزئین	چاند تارے کا بنا دی کوی زرگر توڑا
ظلم دگنا ہوا قاتل کو اگر رحم آیا	دوہری چھریان ہوین طیار جو خنجر توڑا

تشنہ عشق کی تقدیر مین ہین گرم آنسو
ٹھنڈی پانی کا بھی ہی بحر مری گھر توڑا

۱۴۲

جانتی تھی جسے دل آج وہ بسمل ٹھیرا	جسکو محبوب سمجھتے تھے وہ قاتل ٹھیرا
جیتے جی عاشق بیتاب کا کب دل ٹھیرا	روح جب کرگئی پرواز تو بسمل ٹھیرا
حال کھلتا تھا نہ عاشق کی کلیجے کا	ترا یہ خط نی جو کھینچا تو رحل تل ٹھیرا

پہنسکی تہونہین لیے پہرتے ہین صیادعبث
تار گل سلسلۂ پای عنادل ٹہیرا

رند میخوار نہ مظلوم ہی ٹہیرا ساقی
محتسب شیشۂ دل توڑ کے عادل ٹہیرا

اہل تدبیر کی قفلونسے نکلتی ہی یہ بات
جوکہ تقدیر سے غافل ہوا عاقل ٹہیرا

کیون نہین روح نکلتی شب تنہائی مین
دام رکہا ہی بدن قید سلاسل ٹہیرا

باغ مین نکہت گل محفلون مین بانگ رباب
وحشت لیے کے سے کعبے مین شامل ٹہیرا

آج منصب محبت مین ہمین سے گل معزول
اس علاقے مین عبث دونکو ہی عامل ٹہیرا

نہ پہلا کشت محبت کا اجارا ہمکو
مدتون تنگی جینے بحر یہ حاصل ٹہیرا

144
آتش باغ ایسی بہڑکی ہی کہ جلتی ہی ہوا
گو چہ گل سی ہوا ان ہوکر نکلتی ہے ہوا

سو وحشت مین وہ ہون کے شکل کاوش ہی مجہے
بن ہوا کہانا نہین مجکو نگلتی ہی ہوا

دم اگر نکلا نفسی پہر بڑی تسکین ہی
خاک پہر نوکی جمتی ہی جو ٹلتی ہی ہوا

گریۂ عشاق سے کیچڑ ہی ایسی جابجا
تہام کر دیوار وگلیون مین چلتی ہی ہوا

جابجا مجکو لیے پہرتی ہی دنیا کی ہوس
بیٹہ جاتا ہی بگولا جب نکلتی ہی ہوا

گلشن عالم کی نیرنگی سی ہو تا ہی یقین
ہر شگوفہ پہولتا ہی پہر بدلتی ہی ہوا

ہین جیے آہین تو منہ سے باہر آتا ہی جگر
ذرہ کیو رونسے اکثر ہی نکلتی ہے ہوا

نازکیمین شاخ گل ہی سرو بالا یار کا
جہونکے لیتا ہی جو آہستہ ہی چلتی ہے ہوا

خاک اوڑتی ہی جو اوسکی پا ہوسکی گلشت مین
پہولونکی منہ پر یہی غازہ ملتی ہی ہوا

ردیف الف

تری نماز کا زاہد مجھے ثواب ہوا

میری دہر سے ایسا سفر شتاب ہوا
کہ اپنا منزل اول میں پا تراب ہوا

ہوا یہ زار کہ پشہ مجھے عقاب ہوا

بہت بعید ہی یہ میری بخت خفتہ سے
نظارہ یار کا کیونکر میان خواب ہوا

ردیف الف

میں پس گیا نگاہ حقارت سی چرخ
کھولی جو زلف یار نے سم ہوگئی ہوا

پتلی کا خال دانہ مجھے آسیا ہوا
دورہ زمانی کا دہن اژدہا ہوا

باغ جہاں میں کون کسیکا ہی دوست بجز
نرگس کے واسطے نہ بنفشہ دوا ہوا

۱۳۶ کون آیا دیکھنی کو غش آیا تو کیا ہوا
ہمنے یہ اپنا حال بنایا تو کیا ہوا

دلبر نقاب ڈال کے آیا تو کیا ہوا
ابر تنک نے چاند چھپایا تو کیا ہوا

تقصیر ہو معاف دل آیا تو کیا ہوا
معشوق تمکو ہمنے بنایا تو کیا ہوا

کرتے ہیں دوستوں ہی سے شکوہ خفا نہو
کلمہ کوئی زبان پر آیا تو کیا ہوا

راحت ہی عاشقوں کو جو معشوق سے رنج
تمنے کسیکی دل کو دکھایا تو کیا ہوا

میں صدقے اپنی سنگدلی کی شب فراق
تو نے پہاڑ مجھپہ گرایا تو کیا ہوا

آنکھوں سے کسکی اشک بھی تھمنی آہ کے
بیدرد کو جو حال سنایا تو کیا ہوا

میں کیا کروں جو پھر بھڑک اوٹھا داغ جگر کا
سو بار آنسوؤں نے بجھایا تو کیا ہوا

تسکین دے رہا ہوں دل بیقرار کو
کل آئیگا وہ آج نہ آیا تو کیا ہوا

کھایا نہ رحم تونے کسی خستہ حال پر
تجھپر کسیتنی زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

پھر آکے غش گرایگا ای اضطراب دل
تونے مجھے اوٹھا کے بٹھایا تو کیا ہوا

ل جاو تم گلی سے ہماری تو عید ہو
ابرو کا چاند تمنے دکھایا تو کیا ہوا

پھولونکی لسی دی چوپی بلبل کی زمزمے
غنچوں نے چٹکیوں میں اڑایا تو کیا ہوا

لہو جو روئی تو انگار اشک بنگئین آنکھین
مژہ کی سیخ پہ ہر لخت دل کباب ہوا

ہوا ثبوت بگولی کی سربلندی سے
جو خاکسار ہوا وہ فلک جناب ہوا

خود اپنی بھید سے محرم کیا جسے چاہا
کسیکو ہوگیا القا کسیکو خواب ہوا

ہزار دلمین بھرا غم کبھی نہ چھلکے ہم
پھپھولا بنگیا وہ دیدہ جو پر آب ہوا

حضور نی جو مجھے لہر بحر فرمایا
تخلص ایک ہوا دوسرا خطاب ہوا

جو غم ہوا تو یہ تڑپا جو خوش ہوا اپلا
کبھی تو موج ہوا دل کبھی حباب ہوا

ہوا نصیب یہ سوز و گداز عشق مجھی
دل آبلہ ہوا مغز استخوان مین آب ہوا

مین تیری شکل سے بیزار ہوگیا ناصح
مگر نہ تجکو نصیحت سے اجتناب ہوا

سیاہ کار تو پیری مین بھی ہا ای بحر
سفید ریش پہ کیا خوشنما خضاب ہوا

۱۳۸

محل راحت و آرام عشق یار ہوا
نصیب دل کو غم آنکھوں کو انتظار ہوا

مین نام بھولکا لیکر گناہگار ہوا
شراب جان کی قاضی گلی کا ہار ہوا

نہ دیکھا اوسکی سوا کچھ جب کھلی آنکھین
خدا صنم کو مین سمجھا جو ہوشیار ہوا

بلای جان ہوئی خال سیہ کی دید مجھی
بھلا ہوا کہ نہ زلف دوتا سی چار ہوا

خبر نہ تھی کہ ہر اک سی تو یون ملوگی تم
حجاب اٹھا کی تمہارا مین شرمسار ہوا

مقابلہ صف مژگان سے ہوچکا دلکا
قرار ہوش سے بھی پیشتر فرار ہوا

کرے جو نفس کشی وہ بڑا بہادر ہے
اسے جو مار لیا اژدہا شکار ہوا

گیا دماغ فلک پر جو ملگئی مسندیل
وہ اوڑ چلا جو ہوا دار پر سوار ہوا

ردیف الف

۱۴۰

دل ہمارا یہ جو فا سے آشنا کیونکر ہوا
دل جو کھا نے والا اپنا دلربا کیونکر ہوا

کھینچکے سینے سے لگا لیگئی کیسی کی کشش
یہ قدیمی آشنا ہمسے جدا کیونکر ہوا

عشقبازی کیجیو ائل تھا اپنا مزاج
دل ہمارا اس بلا مین مبتلا کیونکر ہوا

دل یہ کہتا ہی کہ چل غیرت یہ کہتی ہی بجا
اس کے مطلب مین ہمارا مدعا کیونکر ہوا

چند در چند اپنا یہ افسانہ ہی یدو ستو
کچھ نہ پوچھو کیا کہین جو کچھ ہوا کیونکر ہوا

دشمن جا نسے مداوا ہی مریض عشق کا
خاتمہ ہی رہبر داروی شفا کیونکر ہوا

کیا کہین ہم جس کی غم مین مر گئے جی
پہر محبت کا اوسکی حوصلا کیونکر ہوا

بیس ڈالا ہوگا اوس گلنی خرام ناز سے
دسترس اوسکی قدم تک اپنا کیونکر ہوا

راز دل سے آشنا ہتک نہین اپنی زبان
اپنی رسوائی کا چرچا جا بجا کیونکر ہوا

بات کیا تھی کیوں ان سے چھپا تھا وہ آہ جم
بحر کیا ٹہیری کہو تو فیصلا کیونکر ہوا

واعظ نی حال گور سنایا ستم ہوا
مرنیکی کچھ خوشی نہوی سخت غم ہوا

سوراخ مور ہی مجھی بیر العلم ہوا
دنیا ہی مین نتیجہ ظلم و ستم ہوا

چھاتیکی سل فراق مین عشق صنم ہوا
مین سوختہ نصیب دنیا نہ دین کا

پتھر کی بنگئی یہ بتونکا جنم ہوا
معراج دار ہوگئی بام عروج کی

شمع کلیسیا نہ چراغ حرم ہوا
ہستی بی ثبات کا وقفہ نہ پوچھیے

عیسے گئی فلک پہ جو اوسکا کرم ہوا
مٹنے کسیکے پڑ گئے لب پر جو ل گئی

معلوم کچھ نہ فرق وجود و عدم ہوا
سوسن کا رتبہ ایک ہڑی آج کم ہوا

قطعہ

ردیف الف

غزل دو بحرین

برسون مری دل مین ترا غم رہا
تو نہ مری گھر کبھی مہمان ہوا

دلکو مرے پاون کے نیچے ملا
سر پہ مرے یار کا احسان ہوا

خانۂ دلمین تو ہے وہ جلوہ گر
گرچہ مری آنکھ سے پنہان ہوا

سو رہا آرام سے کچھ کھا کی مین
زہر مری درد کا درمان ہوا

گل سے تری منہ پہ جو دیکھا عرق
قطرۂ شبنم اوسے طوفان ہوا

ق

مجکو تو غش آگیا پوچھو نہ حال
جس گھڑی آراستہ جانان ہوا

ہاتھ سی مشاطہ کی طوطی اڑی
آئینہ بہی دیکھ کے حیران ہوا

بحر یہ کیا حال ہے کیا شکل ہے
عشق مین انسان سی حیوان ہوا

۱۴۳

پتا لگا نہ کہین ہمنے جسکی نشان ہوا
مکان بہی مراد نیا مین لا مکان ہوا

ہر اک کی شان جو صفت حبیب مرا بیان ہوا
دہان ذرۂ عالم کی مین زبان ہوا

کمال ہو کسی فن مین کمال مشکل ہے
ہوا مین پر تو میرا مہر جوان ہوا

عدم کی سیر کا اللہ رے شوق پیری مین
چلا مین تیر کی صورت جو قد کمان ہوا

کہلا رہا ہی مجھی مہر گوشت پیر فلک
عجب بخیل کی گہر مین مین مہمان ہوا

قبول حضرت باری ہی کلام کلیم
خدا کی شان ہی الکن جو خوش بیان ہوا

پہونچ سکا نہ مرا عکس آئنی مین کبہی
فراق آئنہ رو مین یہ ناتوان ہوا

نہ شکل آئینہ پر تو فگن ہوا جب یار
پری کا سا بہی پری سی مجھی گمان ہوا

پاس میرا وہ نہیں ذرا نہ ہوا

پھر محبت کا جو صلا نہ ہوا

جب کسی کی نظر پڑی رخ پر

خال مشکین سیاہ داغ نہ ہوا

دیکھی کیفیت بہار و خزان

مین دو رنگی سے آشنا نہ ہوا

دل شگفتہ ہوا نہ پہولون سے

کوی کانٹا گرہ کشا نہ ہوا

الفت ... دل رہا نہ ہوا

کسی زلف مین رہا الجھا

غنچہ دل کا کشادہ نہ ہوا

ای فصل بہار ...

دل ... پامال رہا

الفت ابروی صنم کی ہوی تیہر کی لکیر
محو ایسے خط قسمت کسی عنوان نہوا

منحرف کیون رخ محبوب سے ہی ابو عطا
تو مسلمان ہوا قائل قرآن نہوا

ولسی نا چیز زمانی مین کوی چیز نہین
مول کیا مفت ہے جسکا کوی خواہان نہوا

ہم بہی تو دیکھتی کسطرح نکلتی گرکر
چاہ یوسف یہ ترا چاہ زنخدان نہوا

کبڑی پہاڑ سی بہی نکلے نہ حرارت دلکی
رشتہ شمع کوی تار گریبان نہوا

نالہ کرنیکو بہی منہ چاہیی تقصیر ہے
کوی زنگولہ حجاز حدی خوان نہوا

سفلہ وون کبہی رونق محفل ہوگی
جگنو ونسی کبہی عالم مین چراغان نہوا

ای جنون نکلی نہ اک داغ حسرت دلکی
داغ مجکو ہی کہ طاؤس گلستان نہوا

باہی شنگرف ہی لکہی کہ لب لعلین ہے
بات یہ پوچہتی یاقوت رقم خان نہوا

کوئی لڑکا نہ دم قید ہوا دامن گیر
کوئی تیہر مجہی سنگ در زندان نہوا

ای جنون کچہ نہ ملا آبلہ پائی کا مزا
گو کہر و پا نہین کیون خار مغیلان نہوا

کیا فرو مایہ بڑہی گا اوسی ہمت کیا ہی
بحر دریا کا کبہی چاہ مین طغیان نہوا

۱۴۵

داغ بیعانہ حسن کا نہ ہوا
کہوٹے داموں معاملا نہ ہوا

دل مکدر رہا صفا نہ ہوا
فیض آئینہ رونکا نہ ہوا

کچہ نہ کام آی داغ کی بوٹی
قلب تا نبار ہا طلا نہ ہوا

دردمندان خال کہتے ہین
گولیان کہائین فائدا نہ ہوا

ردیف الف

... بیان ... نہ ہوا

عقدہ خاطر ...

بیکسی کا ... نہ ہوا

[illegible]

ردیف النون

سنگ اسود دیکھکر خال صنم یاد آگیا | طوف تو دوران ہر کعبہ سیہ خانہ ہوا
تیری سجدیکی لیی لوح زمین پیدا ہوے | مہرۂ گردون تری تسبیح کو دانہ ہوا
باغ عالم مین نہ دیکھی اک سرو دوستی | پھول کنگھی کا نہ سنبل کی لیی شانہ ہوا
فائدہ کیا ہی جو مسک کو ہی دنیا مین حریص | خرمن سے کبھی حاصل نہ اک دانہ ہوا
لوٹ لے ہر اک حسین ملک دل عشاق کو | خط رخ سی حسن کی عامل کو پروانہ ہوا
کیا خبر تھی یا ی بوی ہی یہ تقصیر سے | دل مرا پامال کر ڈالا یہ جرمانہ ہوا

سحر اپنی کس سی کہیں خلق ہی غفلت شعار
مردم خوابیدہ کو کب شوق افسانہ ہوا

١٤٧

بک گئی اپنا خریدار ایک جانا نہ ہوا | درہم داغ محبت ہمکو بیعانہ ہوا
نقش اعظم سی دل پر داغ ہمخانہ ہوا | مین ترا اسم جلالی پڑھ کے دیوانہ ہوا
باعث سوداکتابی رہی جانا نہ ہوا | کہنی کو دیوان حافظ پڑھ کی دیوانہ ہوا
شبکو سوتی مین جو چہرہ سی دوپٹا ہٹ گیا | مرغ سیمین بال شمع رخ کا پروانہ ہوا
چھٹکے اپنی یار سی زندان غم مین پھنس گیا | ایک ایک آنسو مجھی زنجیر کا دانہ ہوا
ہی گرفتار تعلق جو کوئی ہشیار ہی | قید سی وہ چھٹ گیا جو شخص دیوانہ ہوا
بادہ خواریکا غرض اپنی وہ گلچین ہے | پھل گیا جب نخل تن انگور سر دانہ ہوا
اعتماد دوستی دنیا مین کس پر کیجیے | کل جو اپنا تھا یگانہ آج بیگانہ ہوا
جا بجا تذکور ہوتا ہی ہمارے عشق کا | راز دل اپنا ہر اک محفل مین افسانہ ہوا

ردیف الف

پہن لیا کبھی جہالا تو اوڑھا جوبن
جمال یار کے بستر کو تازیانہ ہوا

وہ کیونکہ آئین کہ دریا ہی آہ ہین حائل
ہماری اشک بھی یار کو بہانہ ہوا

پیون شراب تو کیا حال ہو بغیر اوسکے
جو کہا گیا کوئی انگور منہ مین دانہ ہوا

کوئی لباس بشر کی لیے نہ زیبا تھا
پسند خاص عناصر کا چارخانہ ہوا

کوئی نہ داد کو پوچھا جگر فگارونکی
فغان با نہ ہوئی زخم دل دہانہ ہوا

ہی وہ کی چشم عنایت گناہگارونپر
جو ایک اشک بہا عفو کو بہانہ ہوا

نہ ہلنی پای وہ ابرو نگاہ چل نکلی
بچا جو تیغ سی مین تیر کا نشانہ ہوا

ہزار حسرتو نپر یاس نی چہری پھیر کے
نظیر گنج شہیدان مرا خزانہ ہوا

رکا نہ یہ فرس بدلگام عمر رواں
اگرچہ ذرہ ذرہ آفاق بھی دہانہ ہوا

کیا ہلاک مجھی میرے فکر روزی نے
برنگ ژالہ عدو میرا آب و دانہ ہوا

مجال تھی کہ اوڑاتی صبا زر گل کو
نہ جیب خاص عنادل کا آشیانہ ہوا

نصیب فتح کبھی ہے کبھی شکست مجھے
کہین تو تیر ہوا مین کہین نشانہ ہوا

وہ دانت کہتی ہین جو میری یاد ہی سے
حریف سانپ بنی اور مین خزانہ ہوا

یہ راز عشق رہی دل ہی مین تو بہتر ہے
ادہر زبان سے نکلا ادہر فسانہ ہوا

لیا جو ہاتہ مین دف حسن سی بنا مہتاب
جو گانے بیٹھ گئے پہلجھڑی ترانہ ہوا

عدم کی راہ مین اک گنج ڈالتی ای **بحر**
ہماری پاس نہ قارون کا خزانہ ہوا

ردیف بای موحدہ

151
دہ گل نقش قدم ہی جا بجا ہان عندلیب / ایک دن یان گذروان ہی کاروان عندلیب
کھل گیا غنچی کی کہلتی ہی ہان عندلیب / ریشہ گل ہی مگر تار زبان عندلیب
عاشق و معشوق ہین اللہ دی اتحاد / پہول بال و پر ہون کاٹی استخوان عندلیب
عشق لے گرمی سے بخشی تی ہی تجلی حسن کے / ہی چراغ گل کی بتی تار جان عندلیب
بیقرار رنگی کو ہی ستا نہین بن یاسمین / گوش ہر گل کو ہوی پارہ فغان عندلیب
کسکے گلبرگ لب شیرین پہ سبزہ آگیا / چیونٹیون نی پر نکالی ہین بیان عندلیب
موج بیتابی کی چلی ہین ہی سو فا گلو / کیا لگی صیاد کو تیر فغان عندلیب
یار کی رنگین خرامی سی ہوی گل نقش پا / پانو کی جوتی ہوا ہی آشیان عندلیب
بی سبب بستے نہین سنگ غم صیاد سی / سرمہ ہونگی چشم گلچین استخوان عندلیب
کچہ خبر انہین ہمصفیر دنکی خبر کہاتی نہین / نکہت بربادی چہپی نشان عندلیب
یون گل داغ محبت کو چہپانا چاہی / بہیس مین طاوس کی پہرتی ہی جان عندلیب
منزل جذب محبت کی کوی دیکھی بہار / رنگ گلشن ہی غبار کاروان عندلیب

بحر کون اسکی قد و رخسار کا شیدا نہین
ہمرہ جان فاختہ ہی گل ہی جان عندلیب

152
گرم ہی وصف بہار چمن بیان عندلیب / پہلے جہڑ سی کم نہین شاخ زبان عندلیب
آب گل کی موج ہی روح روان عندلیب / بلبلا ہی صاف جسم ناتوان عندلیب

کس دن وہ چار نرگسی آنکھوں سی ہو گیا
اس عشق نے کیا مجھی بیتاب بی سبب

جو اونکی بات ہی وہ لڑکپن کی ساتھ ہے
اقرار محبت ہی تو انکار بی سبب

پہلا جگر کی داغ کا شاید سرک گیا
یہ چشم تر نہیں ہی گہر بار بی سبب

دکھلا کی یہ بہار شگوفہ پھولا سے ٹینگی
اوڑھا نہیں وہ شال گلنار بی سبب

نکلے تھی مجھ پر آج وہ تلوار باندھ کر
رہگیر ستہ ہو گئی وہ چار بی سبب

آہ نہیں یہ کی تو کیوں جاگتی ہو مجھ
رہتا ہی شب کو کوئی ہی بیدار بی سبب

١٥٤

ہمیں نا شاد نظر آتی ہیں دلشاد ہیں سب
ہمیں اس وہ ہیں برباد ہیں آباد ہیں سب

خاکساروں سی ملاتی کدورت کیا ہے
ایک اس کی جھڑکنی میں جو برباد ہیں سب

شکوہ اب کیا ہی تجھی کہتی تھی ہم بیدل
جنکی تلوار سی بر دین وہ جلاد ہیں سب

عقدے کھل جائینگی اغیار کی رشتہ فتنہ
ہمیں الفت کی گرفتار ہیں آزاد ہیں سب

ان حسینوں میں برا کس کو کہوں کس کو بھلا
مجھے دیوانہ بنانیکو پریزاد ہیں سب

آستین وہ یدہ گریان سی جدا ہو کیونکر
نہیں مجھ لی سی جیتوں کی نرمی یاد ہیں سب

کسکے کاکل نہیں شانہ کی کھلی رہتی ہے
دام بر دوش ہی اسطرح صیاد ہیں سب

کوئی سنتا نہیں فریاد کسی کی بلبل
کہنے کو جتنی ہیں گل گوش بفریاد ہیں سب

دشت گردی ہی وا مجکو اگر سودا ہی
خار جنگل کے نہیں نشتر فصاد ہیں سب

شمع روتی ہی [illegible] بزم میں ہر کہتا ہے
وادرس کوئی نہیں [illegible] بیداد ہیں سب

[illegible]

سحر اپنی خفقان کی یہ دوا ہین وہ ہین
ساتہ احباب کے گلگشت سحر صحبت شب

۱۵۶

درپیش خواب مرگ ہی ہر دم تمام شب
فرقت مین ہی بلای مجسم تمام شب

زلفین ہین جو یار کی برہم تمام شب
گہٹتا رہا دہوین مین مرا دم تمام شب

مہمان غم ہین شمع صفت ہم تمام شب
رولین ہین یہ دیدۂ پرنم تمام شب

جاتا ہی کون مہر لقا صبح سیر کو
چہڑکاو روز کرتی ہی شبنم تمام شب

ہم وحشیونپہ تنگ ہی تجہ بن جگاہ دہر
پہیلا کے پاوں سو نہ سکے الکدم تمام

شوق جمال مین ہی عجب نیر صبح بی
رہتا ہی فرش خواب بیان تم تمام شب

مجکو کرہی نشانہ تفنگ شب فراق
چہرے لگا شوق سی شبنم تمام شب

گستاخ ہاتہ ہو نہ سکا عجب یار سی
محرم سی تجنی پائی محرم تمام شب

کیا سنگدل ہی نیند اوسی آتی ہی کسطرح
سنتا ہے میری شعر رشن ماتم تمام شب

صبح شب فراق بدیکہین تو خوب ہے
مرنے کی چاہیے جیتی ہین ہم تمام شب

پہونکا کرینگے صور جو نالی اسطرح
سوئی گا نیند بہر کی نہ عالم تمام شب

اللہ ری اشتیاق جب آیا وہ شمع رو
پہرا وار گرد پہری ہم تمام شب

ہمسای کہ نہ دہری بلا تہین ڈالیے
دن بہر تو نالی کیجیے ماتم تمام شب

ہمسے الگ تہلگ جو وہ سویا پلنگ پر
کیا کیا وہ ہیر بن مین ہی ہم تمام شب

سوتی کہا جو مینے زلف کو تیڑ ہی وہ ہو گئے
نکلا نہ پہر اون ابرو و نسی خم تمام شب

[illegible]

خدا نے نور کی سانچے مین تجکو ڈہالا ہی
جو دیکہتا ہی وہ کہتا ہی یہ سخن کیا خوب
بیان حسن کا کی اگر ...
... [illegible]

سرکشی اتنو نہین بیا کہ جو بن ڈہل گیا
سجدہ واجب ہے صنم جب ہو زوال آفتاب

اے ہمائی حسن ہمہ رہ ہو جو تیری خاک پا
خال حشیم شپرک بنجاے خال آفتاب

حسن یکرنگی کہان ہے عشق و معشوق مین
کب ہوا سو رحمکبھی پر احتمال آفتاب

کیا فلاکت مین ہیلا انسانکا جوبن رہے
غیر ہو جاتا ہے گہنائے سے حال آفتاب

تیری مجہکی لیے آتا ہے فرانشاہ حسن
آینہ دار روئے مین لکہے لی خط و خال آفتاب

اوسن ہی کی یاد مین آخر کو سودا ہو گیا
داغ سے پیدا ہوا سر مین خیال آفتاب

اپنی کوٹہی پر چڑہا دنکو جو وہ جیا دخلق
آسمان پر چوکڑی بہولا غزال آفتاب

مین وہ میکش ہون اگر دیکہون سو خم فلک
ساغر مہتاب سے جہلکی زلال آفتاب

نجم تیری گہر مین کیا آئی بہلا وہ مہروش
خانۂ آئی مین ہوتا ہے وبال آفتاب

۱۵۹

بغیر یار گوارا نہین کباب شراب
گزک ہے داغ مجہے اور خون ناب شراب

اگر ہے شوق طہارت شراب پی زاہد
تری نجاست قلبی کو ہو گی آب شراب

دماغ اہل خرابات کی معطر ہین
کباب نافۂ مشک ختن گلاب شراب

ہیون نجات سمجہ کر جو عشق ساقی ہے
درود پڑہ کی تپاؤن پی ثواب شراب

بغیر سکر ہوا ہے یہ عالم سکرات
ہماری منہ مین چوآؤ بجائے آب شراب

چمن یہ جہوم رہا ہے سیاہ مستی مین
عجب بہار ہی برسی جو سحاب شراب

شب وصال ہی انجم کہلا ین نقل مجہی
پلائی اپنی پیالی مین ماہتاب شراب

[illegible]

وہ قدم رکھتی ہی جو خوشخرامی یار کی		ریگ ماہی سا کری نقش کف پا اضطراب
کیا تسلی ہو گئی آیا جو ہیں شعلہ رو		اوڑ گیا سیماب کے مانند سارا اضطراب
ہمنشین تو مجکو سمجھا یا نہ کر ٹہون پہر		چوگنا دلکو قلق ہوتا ہی گنا اضطراب
ہم اگر اپنی دل بیتاب سوانکو کہا ہین		پارا ہی بیقراری اوشعلا اضطراب
زندگی کا ہیکو ہوگی عاشق بیتاب کے		پسلیونکو توڑ کر رکھ دیگا دلکا اضطراب

بحر ایسا مضطرب ہو نہین بیچہا بیٹہون اگر
بوریا دکھلای مثل موج دریا اضطراب

آہ ہو نسی ہو نگی گنبد ہفت آسمان خراب	۱۶۱	کس کس مکان کو نہ کریگا دہوان خراب
مرکر بھی اپنی ساتھ ہین ہرزہ گردیان		ہے پشت خاک صورت ریگ روان خراب
قامت وہ ہے کہ جس سے قیامت ہے آشکار		نقشہ وہ ہی کہ جس سی ہے نقش جہان خراب
تاب و توان کو جسم مین ڈھونڈھتی ہی روح		جیسے غبار راہ پس کاروان خراب
ناساز ہو مزاج تو یا تو نہین کیا مزا		بیمار کیطرح ہی زبان و ہان خراب
زیور زوال حسن مین پہنا تو کیا بہا		پتے سنہری صورت برگ خزان خراب
قطعیر سے کرونگا سگ یار کا گلا		مرقد کی خار ہین جو ہوئین ہڈیان خراب

ای **بحر** تجکو ڈہونڈہ ہے پہر شش جہت مین ہم
تیرا پتا کہین بہی ہے او خانمان خراب

کرتا ہون کب زبان ہلا کر سخن خراب	۱۶۲	واعظ کا نام لون تو ہو میرا دہن خراب

[illegible]

وابستہ تار تار ہی ہی قدر مشک کی
بگڑی جو زلف یار تو ہو گا چمن خراب
صد شکر ہی ہی قمر ہی نازک بدن
ہی چمن نسیم سی پوچھی چمن خراب
زلف دوتا دو راہ اسلام و کفر
زاہد او ہم خراب او دو ہم ہی برہمن خراب

[illegible]

خاموشی صنم کا ہمین کچھ گلا نہین
جس شخص کی دہن ہی نہو وہ دے کیا جواب

قاصد کو جرم نامہ بری پر کیا شہید
قاتل نے اشتہار لکھا نامے کا جواب

چلا رہا ہے کوئی پس کاروان غریب
دیتی ہی ہر قدم پہ جو بانگ درا جواب

کعبہ کوئی بنائے کلیسا کوئی اوٹھائے
پر دل کی اک دریکا نہین دوسرا جواب

بہزاد سے بھی یار کا نقشہ نہ کھنچ سکا
قرآن کا کسی سے نہ لکھا گیا جواب

اگرچہ نہین ہے ذائقہ صبر و شکر سے
دیتا لب سوال کو اپنی گدا جواب

ہے رمز عشق مسئلہ جبر و اختیار
واعظ ہماری بات کا کب دے سکا جواب

چلا رہا ہون قلقل مینائے می کی شکل
دے جام کی لبون سے مجھے ساقیا جواب

جسنے ترا کلام سنا بحر یہ کہا
شاعر ہے بے نظیر اور اشعار لاجواب

ردیف بای فارسی

۱۹۴

روشن ہزار حسینہ ہین شمس و قمر سے آپ
غائب ہین پر نگاہ کی صورت نظر سے آپ

آنکھین چھپاتی پھرتی ہین مشتاق راہ مین
کیا جانیے گذرتے ہین کس رہگذر سے آپ

روئے کوئی غریب تو ہنستا نچا ہیے
واقف نہین کسی کی فغان کی اثر سے آپ

کانٹے بہی ہین خط مین جو چھوتے نہین اوسے
اتنا نہ ہاتھ کھینچیے میری خبر سے آپ

رہگیر کیون تڑپتی ہین تشویش تھی مجھے
اب کھل گیا کہ جھانکتی ہین چاک در سے آپ

حمام نے تو اور بھی چمکا دیا بدن
گویا نہا کے نکلے ہین آب گہر سے آپ

ہمیں فصل زمستان بہت خوش آتی ہی — وہ ٹھنڈے ٹھنڈی ہوا اور وہ سہانی دہوپ

لگی ابر کا لکہ نہ کس طرح چہتری — کری نہ چاند سی رنگت کو آسمانی دہوپ

عجب نہیں گل رخسار سونی ہو جائین — بہار حسن کو ہی آفت خزانی دہوپ

امیر شال و دوشالہ نہیں گرم احت و عیش — غریب کے لیے جاڑون مین زندگانی دہوپ

ذرا سی گرم ہوا مین ہمیشہ بناتی ہین — نہ کر سکی کی گلو نکی مزاجدانی دہوپ

موافقت نہیں سرد و گرم مین ہو گی — ہے چاندنی مری پیری تہی جوانی دہوپ

شباب یاد دلاتی ہی ہمسر سفیدی سحر — ہے آفتاب جوانی کی نشانی دہوپ

ردیف تای فوقانی

۱۶۶

کیا کھلی بہارین تجہی یہجان محبت — غارت گر اسلام کہ ایمان محبت

وحشت مین جو کہاؤن قسمی تلو نکی پہپہولے — مجنون ہی ہی اک خار بیابان محبت

کانٹی نظر آئین وہی گل باغ جناں کے — رضوان کبہی دیکہی جو گلستان محبت

پامال کرو مجکو کہ سر اپنے چڑہاؤ — سو جان سی قربان ہو یہجان محبت

تم ساتہ تصور کی مری دل مین چلی آؤ — آباد کرو خانۂ ویران محبت

دوڑائیے کس طرح گلی شکوہ کی گہوڑے — ہی تنگ دہانی سی ہی میدان محبت

دل آبلو نسے خوشۂ انگور ہوا ہے — کیا خوب پہلے ہین مجہی ارمان محبت

ہر لخت جگر لعل ہے داماں مژہ مین — عشاق نے لوٹا ہی بدخشان محبت

اللہ کی قدرت

[illegible]

پانی سے ہوا ہو تو نہیں جو روی یار درخت
چاروں سے ہی نہیں سمجھیں قارون درخت
یہ عناصر ہی ہیں کہ پیدا ہے میرے
گلزار میں ہیں چار درخت
میری ہر آہ شعلہ سے شعلہ پہول
سو فسانہ ایک عشق میں یار درخت
بویا اک تخم اوسکے ہزار درخت
جب چلا باغ سے وہ سرو روان
ہو گئی طائرون کو دار درخت

گہر میں و بس بت کے رسائی نہوی پر ہوے		سحر بی پتلی ہی کا ٹری پ بو رات

اللہ رے جوبن اللہ ری صورت — اللہ ری وجاہت ۱۶۸
عارض گل خورشید میں شبنم شادابی قامت — ہی نور کی حالت
ابرو مہ نو اور جبین بدر درخشان — انجم صفت افشان
ہی چین جبین موجۂ دریائی لطافت — طوفان محبت
دیکھا جسے تو نے لبِ اعجاز سے مارا — کچھ کر کی اشارا
جادو تری آنکھوں میں ہی چتونمیں شرارت — پلکین ہین کہ آفت
سمجھا تہا تری زلف کو یہ مرغ دل اپنا — سنبل ہے شگفتا
جب پیچ میں آیا تو کھلی اسکی حقیقت — ہے دام محبت
کیا قہر ہی تیغ نگہ کا حال ہر ک مہ و بیباک — عشاق ہیں غمناک
اور اوسپہ غضب ہے تری خود بینی و نخوت — نگتوریکی عادت
لب پارۂ یاقوت ہین دندان وے نایاب — دل جن پہ ہے بیتاب
کسطرح مین لوٹون نہ تری حسن کی دولت — ہی بوسیکی حسرت
کیا بات ہی اک باتمین دل لی لیا میرا — میں رہ گیا تکتا
کیا سحر و فسونگو تری تقریر سی نسبت — باتمین ہین کہ آفت
ہی عقد ثریا کہ تری کانمین جھمکا — بجلی ہے کہ بالا
پرویونکو تری حلقۂ نگوشکی ہی حسرت — ای کان ملاحت

[illegible]

171

شب وصلت ہی خوشی مین ہو بسر آجکی رات ‏— رشک گا کیجیے ای رشک قمر آجکی رات

میرا مہمان ہی اک رشک قمر آجکی رات ‏— منزل ماہ نظر آتا ہی گہر آجکی رات

اوسکی افشانسے افشان ہی ہمارا بستر ‏— ہے ضیا بخش ستارونکی نظر آجکی رات

آج پروانی کو امید برومندی ہے ‏— پائیگا سرو چراغانسی ثمر آجکی رات

گورے گوری ہی گالونکی زیارت ہی نصیب ‏— شام ہی دیکھ رہا ہون سحر آجکی رات

یار آیا ہی مری گھر مین بہار آئی ہی ‏— گل شببو ہی مرا اک داغ جگر آجکی رات

زلف جانانکی درازی شریک شب ہے ‏— لائیگی روز قیامت کی خبر آجکی رات

آرزو ہی ہین آپسمین سر گرم وصال ‏— یار ہی ہم ہی بہم سینی مین تن آجکی رات

آج غم کو نہین رنج اگر ہی تو یہے ‏— جاگتا ہوگا تمہین چار پہر آجکی رات

وصل محبوب کجا عاشق ناشاد کجا ‏— خواب کہلا رہی ہی مجکو مگر آجکی رات

ہے شب وصل صنم فضل خدا شامل ہے ‏— بہر شمشیر مرآفت ہی سپر آجکی رات

یار ہی حور لقا مطرب و ساقی غلمان ‏— صبح فردوس کی ہی مرتبی پر آجکی رات

کیجیے دلبر مہرو پہ نچھاور ای بحر ‏— ہاتہ آئین جو ستارونکی گہر آجکی رات

ردیف تای ہندی

172

ای نالۂ فراق سپہر بریں اولٹ ‏— ایدل تڑپ کے آج بساط زمین اولٹ

اے بخت فرد عشق مین مشہور ہو میرا نام ‏— خط جبین کو صورت نقش نگین اولٹ

ردیف ثای مثلثہ

غم و اندوہ عبث نالہ و فریاد عبث	۱۷۴	بھولی جو آپکو اوس شخص کی پہر یاد عبث
پیش بیداد گری دل طلب داد عبث		کوئی سنتا نہیں کرتا ہی تو فریاد عبث
پٹی بندہ ہوا تا ہی آنکھوں پہ وہ جلاد عبث		جرم دیدار پر اک دم کو یہ بیداد عبث
پنکھڑی گرتی ہی گل کی تو صدا آتی ہے		اپنے ہم حسن دو روزہ پہ ہے ہو شاد عبث
تیرا اون کا جھٹکنا ہمیں معلوم تم تہا		بیوفا خاک ہماری ہوئی برباد عبث
وہ نہ اپنا ہوا جسکے لیے اپنو سی چھٹے		خانہ ویسی ہم اپنی ہوئی آزاد عبث
میری یہ کوہکنی یار کی وہ سنگدلی		آگے شیریں کی ہوئی محنت فرہاد عبث
کٹرے بہائینگی اگر ہم تو وہ رسوا ہو نکلے		ہمیں دیوانہ بتاتی ہیں پریزاد عبث
مثل بسمل کو یہ دم کا ہوں قفس میں تنہا		صید بیتاب سے آزردہ ہی صیاد عبث
رنج رہتا ہے کسیکا نہ کسیکی راحت		چار دنکے لیے مغموم عبث شاد عبث

چشم عبرت سی حبابونکو ذرا دیکھو بحر
دار فانی میں محل کرتے ہو بنیاد عبث

خفا ہو ہو کی ہر اک بات پر تکرار کیا باعث	۱۷۵	ابھی بیٹھی تھی خوش کیوں ہو گئے بیزار کیا باعث
کسیکو خواب میں کیا قتل کرنی کا ارادہ ہے		مسہری میں لگی رہتی ہی کیوں تلوار کیا باعث
خراباتی ہوں مجکو رنج دنیا کا نہ عقبی کا		ہوئی اعضای تن میری ضعیف و زار کیا باعث
وظیفے پر اوسی شک ہی کہ مجہپر سحر کرتا ہے		کبھی یاد خدا ایسا خدای خوار کیا باعث

یار کی رخصت نہین ایسی جو گھبراؤن نہین
دیکھیے ترک ادب کی کیا ملی تعزیر کل
ایکدم تو بھی نہ سو ہجر سے مین پا نہین
جی کہین لگتا نہین بیطرح گھبراتا ہون
گرد باد و نہین نظر آتا ہے عالم طوق کا

غم مین سمانکی گھر چھوڑیگا صاحبخانہ آج
پیٹھ ہی سے سو حرم منہ ہی سوی بتخانہ آج
کل نہ کہنے آئینگا سن لی مرا افسانہ آج
دیکھیں آباد ہوگا کونسا ویرانہ آج
خاک اڑاتا گھر سی نکلا کونسا دیوانہ آج

بحر قبلہ سر کی بل چلیے بلا یا ہی تمہین
کیجیے ہر ہر قدم پر سجدہ شکرانہ آج

۱۷۷

ہم بغل رشک ماہتاب ہے آج
چاندنی میرا فرش خواب ہی آج

فلک کیا ہی جو لطف ساقی ہے
آب کوثر ہی گل شراب ہی آج

ناتوانی کا حال کیا کہیے
لب گویا کو بھی جواب ہی آج

ق

جوش مستی کا دن ہی ایسا تھی
منہ برستا ہی جوش آب ہی آج

جام مے پی رہا ہون گن گن کر
خط ساغر مد حساب ہے آج

پھول پیتا ہی باغ مین وہ گل
بلبلونکا جگر کباب ہے آج

چشم بد دور عیش کا دن ہی
گل چشم فلک سحاب ہے آج

میری ہی دم سی ہی سب آبادی
میکشو میکدہ خراب ہے آج

یار وعدے سے پھر گیا شاید
بدلی تسکین کے اضطراب ہی آج

سو چکے وصل مین جو سونا تھا
نیند آئی خیال و خواب ہی آج

قطعہ

ردیف جیم

وہ پری تسخیر ہو مین بھی سلیمانی کرون — خاتم الفت کو ہی نقش اثر کی احتیاج

اے شب فرقت نفقنہ کیون بلائی ہی مجھے — سو دل کو ہی تماشہ سحر کی احتیاج

لب پر آہ گرم ہی منہ سے اڑائین ال ہم — ہی برای عیب پوشی کچھ ہنر کی احتیاج

وہ تو دل کا کدہ خاک وطن سے جا چکا — میرے آئینے کو ہی گرد سفر کی احتیاج

بحر میرے شعر کی اندھی کی آگی قدر کیا
گوہر معنی کو ہے تار نظر کی احتیاج

۱۷۹

ہم اپنے جی تھون آپ ہین مبتلای رنج — چٹکائین انگلیان جو نکلی صدای رنج

جی خوش ہو تو محفل عشرت ہی جای رنج — آتی ہی شادیانے کی مجھکو صدای رنج

میری طرح عدو بھی ہو مبتلای رنج — دم کو پچگیا ر گونسی یہ کہینچی جفای رنج

انجام کار کیا ہی ہنسی ہین سے آرنج — ممکن نہین کہ خوش طبعی ہین نہ آی رنج

ذرات کیطرح ہے عناصر کو انتشار — ہی میری مشت خاک کو آندھی بلای رنج

ہر جرعہ پھیرتا ہی چھری سی کلیجی پر — پیتا ہون جام زہر مین بھر کر دوای رنج

بیگانگی کی شکل بسر کی جہان مین — پشتارے باندھ باندھ کی ہمنی اٹھای رنج

شاخین نکالتے ہین وہ اب بات بات مین — دو چار دن میں دیکھیے کیا گل کھلای رنج

صورت بشر کی خود کہی دیتی ہی حال دل — ہر چند منہ پہ لای نہ وہ ماجرای رنج

ضبط بکا محال ہی یعقوب کے طرح — آنکھون کو روتی جو مقدر دکھای رنج

دار رعنا مین ہمکو کسی سی گلا نہین — یہ سینہ بھر داغ ہی یہ دل برای رنج

قطعہ

ردیف جیم فارسی

بی سبب اون پرونکی نہیچ نہین مین نہین — میرے جانب سی کسینی کچھ لگایا جھوٹ سچ

زندگی انسان کی امید پر موقوف ہے — کچھ تو فرما دیجیی بندیسی عدا جھوٹ سچ

دیدہ و دل کا تماشا انجمن کی رو. سُننے — باغ آتشباز ہی ہم شاعرونکا جھوٹ سچ

جان صدقی ایک بوسی پر کیے تنگی عمر بھر — دیکھ لو منہ سی ملا کر منہ ہمارا جھوٹ سچ

یا وہ گوئی آدمی کرتا ہی روٹی کی لیے — جان لو و لقمہ اپنا ہی دنیا جھوٹ سچ

بیچتا پھرتا ہون اپنا دل گر حسب مراد — ان پریرو نکا مجکو بھی ہے سودا جھوٹ سچ

صبح کاذب و سیہ ہی صبح صادق و سفید — وقت پر چھپتا نہین کھلتا ہی سبکا جھوٹ سچ

کیا ہمارا بار احسان ہے وہ کیون کر جھک کر ملے — بحر ہان الزام نہی کو ہی شکوہ جھوٹ سچ

ردیف حای حطے

چبھی ہی نوک مژہ کسکے نیشتر کیطرح — ۱۸۱ — کہ زخم دل لہو روتا ہی چشم تر کیطرح

شب فراق کی ڈرسی یہ زہرہ آب ہوا — چراغ شام اوڑا شبنم سحر کیطرح

کھلے ہنسی مین جو دندان آبدار اوسکے — نگاہ پیری رشتہ گہر کی طرح

فلکنے ہمکو دکھایا یہ سرد و گرم جہان — کہ آہی قطرے کی صورت گئی شرر کیطرح

خیال خواب کہان انتظار جانان مین — کھلی رہینگی آنکھین شگاف در کیطرح

نہال قد کی صفت کشتگان عشق سی پوچھ — بسیر الیتی ہین جو حسین ہی جانور کیطرح

کسینے کعبہ بنایا کسینے بتخانہ — بنا نہ ایک گھر و ندا تمہاری گھر کیطرح

چلا نہ دعوی حسن آگی یار کے ذرہ
نکل کی شمس بھی کاذب ہوا سحر کیطرح

کسینے مجکو نہ پوہنچا یا میری منزل پر
ہر اک کی پیچھی پڑا گرد رہگذر کیطرح

دریغ کیون ہین سنگ کوی یار سی ای بحر
یہ ہڈیان تجہی میٹھی ہین نیشکر کیطرح

سمان چڑہ کر بہی چلبلی نہ وہ ابرو کیطرح ۱۸۳
تیغ رہجاتی کی ٹوٹی ہوی بانزو کیطرح

کیا خطا آپ جو برہم ہوی گیسو کیطرح
آنکہ کیا دیکہ کی ٹیڑہی ہی بہی ابرو کیطرح

کسطرح اپنی طبیعت کی نہ عاشق ہیی
جلوی کہلا رہی ہی شاہد گلرو کیطرح

میری آنسو مجہی سوای جہان کرتی نہین
کچہ سمجہتی یہ نہین کو دکِ بدخو کیطرح

ذکر اوس گل کا عروسان چمن سی نکرو
تھوڑے تھوڑے ہوی جاتی ہین لجالو کیطرح

سجدہ شکر کرین ہم جو سگ کوچہ یار
کعبہ دل مین ہماری ہی آہو کی طرح

یہ سبب ہے جو وہ چلتی ہوی بل کہاتی ہین
دیدۂ ناف مین چبہتی ہی کمر مو کیطرح

زلف کے عشق مین سیعین لوگ ہین زنار ببند
پہ جبین کالی کو مسلمان نہ ہندو کیطرح

اژدہا تنگی نہر انی یہ نہ بیٹھا اسی مسک
در مراند آنجہی پوہنچا نہ نکلی بچہو کیطرح

میری شعر و نسبی ماغو مین سرور آتا ہی
لطف کہتی ہین معانی گل خوشبو کیطرح

کوی چہو تہو ن بہی جو دیتا ہی مجہی خوشدہ چل
دانت روتی مین نکل آتی ہین آنسو کیطرح

فلفل خال صنم کا جو وہ عالم دیکھے
مشک کافور نہ نکلا وہی بو کیطرح

ایک تنکی کا بہی احسان بہت بہاری ہی
پلہ جہک جاتا ہی آنکہو کا ترازو کیطرح

[illegible]

کیا کیا نہ انقلاب کیے آسمان نی سر پھوڑ لی کہ اپنا گلا کاٹ ڈالیے		سیدھا ہوا نہ اپنا نصیبا کسی طرح فریادرس نہین کوئی اپنا کسی طرح
	نالہ ہوا دہان کہ آہون کی گن کھچین حسرت ہی جگر پار ہو تیرا کسی طرح	

شریک حال نہین آج انتظار مین روح	۱۸۵	یہ حال ہی کہ ہی گھر مین تو غور رہگذار مین روح
نہ بھولی گی بغل یار کو مزار مین روح		وصال یار دکھیگی بہت فشار مین روح
ہر ایک پھول یہ مرتی ہی کیسے بہار مین روح		مجھی کھلائی گی افیون لالہ زار مین روح
فراق یار سی ہلچل مین زندگانی ہی		جو اضطراب مین دل ہی تو ہی اضطرار مین روح
وصال مین یہ مزا ہی کہ امتیاز نہین		بغل مین دلبر مہرو ہی کنار مین روح
کیا ہے عشق نے مجبور ہر طرح مجھکو		نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح
یہ سوز عشق سے جلتا ہی تن بدن میرا		اوڑا ہی ہی ہوین آج کل بخار مین روح
پناہ مانگی تو وہ تمہاری قامت سے		جو پھونک دی لب عیسیٰ نی یاد دار مین روح
نسیم آہ کو تحریک دی ہی اے غم یار		برنگ نکہت گل ہی دل فگار مین روح
جو مر رہو نہین غم ہجر مین جئے تو خوش ہو		چراغ گھی کی جلائی مری مزار مین روح
اگر نکالی وہین سے تو جی پہنچتی ہی		کہ اوسکے قبضی مین دل کی اختیار مین روح
ہوس نظارہ گل کی ہی داغ دیکھین گے		مجھے لٹائی گی انگار پر بہار مین روح
کڑھی اوٹھائین ترا الفت شعار مشکل ہے		بدن تو کیا نہی آہنی حصار مین روح

ردیف الحا

ہے نور کی سطح شب فرقت تمام صبح
ٹھیرا ہی عاشقون کی کفن پر لباس صبح
مجھسے بڑی تو زلف سیاہ ہی تو ان شام ہی
کیا اعتماد شام کا کیا اعتبار صبح
دیکھا نہ مہر نو کی ترو صل [illegible]
[illegible] آسمان [illegible] غبار صبح

[illegible]

گویا اوسی ستارہ ہی لب کنار صبح
[illegible] غبار صبح
[illegible] صبح

تاری شب فراق مین گنتا ہون اسلیے — یہ سوتی ایک روز کرونگا نثار صبح

دو و شب فراق کی بوجہی دماغ سوز ہے — کہول ای نسیم کا کل کافور بار صبح

بالو نمین کیا ہی روپ ہے ڈورا سی مانگ کا — گویا کہ نصف شب مین ہویدا ہی تار صبح

ای سحر اوسکی آنکہہ کی تعریف کیا کرون — پتلی جبین شب ہی سپیدی عذار صبح

ردیف خای معجمہ

۱۸۷

جلوی کہلاتی ہی تیغ قتلگہ کی خاک سرخ — جب غبار اوٹہا شفق پہولی ہوئی افلاک سرخ

خون عاشق سی نکر تلوار او سفاک سرخ — لال ہو جاینگی اطباق زمین افلاک سرخ

آفتاب عشق سی جلکر ہوس خاک ہو — ایک چٹکی مین تو ہوتا ہی مس اکسیر سرخ

راتدن خون جگر کہاتا ہون پر ہی ضبط ہے — زخم بنجائی دہن لیکن نہ ہو مسواک سرخ

عاشق شیدا شباب اہل حسن کے ہین ہم — ہی کبہی پوشاک سبز اونکی کبہی پوشاک سرخ

آرزو ہی محتسب کے خون سی نکالے بہر رن — گہنگہن پہیچو کی شکل دیکہون نجم شہاناک سرخ

رنگ کہتا ہی بدن کی رنگ سی کیا رنگ ہے — زرد ہو جاتی ہی اوسکی جسم مین پوشاک سرخ

دیکہنا اوس آفتاب حسن کا دشوار ہے — اشک حسرت سی ہوا ہی دیدۂ ادراک سرخ

پہر گیا جسوقت وہ گلگون سوار آنکہون تلے — تار اشک خون سی کہائی دیگئی فتراک سرخ

دیکہ واعظ کشتگان عشق ہین ایسی عزیز — جیب یوسف کو ہی صندل کربلا کی خاک سرخ

دن بہت گزرے نہین دیکہی وہ جنگل کی ہوا — ایکجانب کو ہوئین ہرداک سو ڈہاک سرخ

[illegible]

دیکھکر آئینہ تہرسا لگے کا دلبر — اپنی صورت سے ہیگا تو خفا میرے بعد
کان پکڑیگا زمانہ تری نکتوروں سے — دیگی خفت تجھے یہ تیر جفا میرے بعد
سرد ہو جاوےگی یہ گرمی بازار جمال — کوئی ہوگا نہ خریدار ترا میرے بعد
نازبردار کوئی مجھسا نہ پیدا ہوگا — یاد آئیگی بہت تیرے وفا میرے بعد
خال ہندو کی ضلالت نرہیگی مخفی — زلف مشکین کے عیان ہوگی خطا میرے بعد
بال ہو جوگی مری دلکی گرفتاری پر — عنبرین زلف پر آئیگی بلا میرے بعد
نرہیگی کبھی اس اوج پہ ابرو کی ہلال — ہوگی ناخن صفت انگشت نما میرے بعد
ٹھوکرین تمکو کہلائیگا تمہارا چلین — خاک اوڑاتی پہرگی شکل صبا میرے بعد
تمسے بوسہ کا طلبگار نہوگا کوئی — تلخ ہوگا لب شیرین کا مزا میرے بعد
چتونون مین نرہینگی یہ مسیحے انداز — چشم بیمار کی ڈہونڈہوگی دوا میرے بعد

یاد خاطر رہے اس بحر جگر سوز کی بات
داغ ہوجاوگی ای ماہ لقا میرے بعد

۱۹۰

گرجا ہی آنکھ سے جو تجھسے وہ چار چاند — چار ابروون نے تجکو لگائی ہین چار چاند
کیا ہی گلی مین تیری ہی جا بجا طوق — اک طوق کی اسیر ہوئے ہین ہزار چاند
خنجر بکف ہے یاد رخ یار مین یہ آہ — شکل کتان ہے ایک اک شب فگار چاند
میری شب فراق بلای سیاہ ہے — چہ گرد اپنی ہالی کا کہی حصار چاند
پہونچا کوئی حسین نہ اوسکی عروج کو — خورشید سنگ رہ خذف رہگزار چاند

[illegible]

نہین یہ پتلیان اے چشم فتان
ترے گھر مین ہین وحشی نظر بند

مین گھبراتا ہون محرم سی تمہارے
کھلی دل کی گرہ کھولو اگر بند

دعا یہ مانگتا ہون مین شب وصل
قیامت تک رہی باب سحر بند

خدا جانی کہان ہون اور کیا ہون
کھلے احوال کیا جب ہو خبر بند

جو ہاتھ آئین وسی یہ دانۂ اشک
رہی مشت صدف مثل گہر بند

لکھی گا حال دل ای بحر کب تک
بس اب ولیفر لگا مکتوب کر بند

۱۹۲

تارے گنتی رات کٹتی ہے نہین آتی ہے نیند
دلکو تڑپاتا ہے بحر آنکھونکو ترساتی ہے نیند

گھر مین آنکھونکی قدم رکھتی نہین پاتی ہے نیند
دونون پلکونکی طمانچی رات بھر کھاتی ہے نیند

فرش راحت پر مجھی جسوقت یاد آتا ہے یار
مرغ دل ایسا پھڑکتا ہے کہ اوڑ جاتی ہے نیند

کون ہے راحت رسان آیا شب اندوہ مین
موت سی آنکھین چراتی ہے جو شرماتی ہے نیند

سوؤن کیا آنکھونکی ڈھیلی ہوگئی ہین سنگ راہ
آکی بستر خوابگہ مین ٹھوکرین کھاتی ہے نیند

عین راحت ہے مجھی خنجر گذاری یار کے
تلوے آنکھونسی جو سہلاتا ہون آجاتی ہے نیند

دن نکل آتا ہے اونہی کو نہین جی چاہتا
سامنے جب سوتا ہے وہ کیا پاؤن پھیلاتی ہے نیند

خواہش دیدار آنکھون مین سحر ہے سوؤن کیا
پتلیون مین اپنی جا تل بھر نہین پاتی ہے نیند

مرغ بسمل عاشق مجبور دونو ایک مین
اوسکو پھڑکاتی ہے گل اور اسکو تڑپاتی ہے نیند

کیسی نکھیی کیسی توشک کیسا تو ہی پلنگ
ہین وہ غافل عمر سی گھر آکی پچھتاتی ہے نیند

[illegible]

جو دلجلو نکی گئی تا بآسمان فریاد
کرینگے نجم چٹک کر سپند سان فریاد

جو دل لیا ہی تو پھر دلبری بہی لازم ہے
کہان معاملہ حب آ سی درمیان فریاد

یہ وہ زمانہ ہی ہنستی ہین لوگ رونی پر
ہوئی ہی نغمہ نے پیش مردمان فریاد

مقام گریہ ہی شاید کہ غفلت مردم
جو شبکی پردہ مین کرتی ہین بیابان فریاد

مین دیکھتا ہون وہ چال برہمن زدہ ہے
پناہ مانگی جہنم کرے جنان فریاد

قصور کیا ہوی ایسی کہ نا قبول ہوے
سگ و ہما سی کرینگی یہ استخوان فریاد

جنون کے جوش مین پیدا ہی جنگل کو
وہان شہر سے کرتا ہی بستان فریاد

پناہ مانگو خدا سے تو ستم نہ کرو
ستم رسیدو نکی ہے تیر کمان فریاد

وہ اور ہین جو تمہاری ستم سی نالان ہین
زبان کاٹی آئی جو تا زبان فریاد

ہنوز ابر کی پردہ مین برق لرزان ہے
نکل گئی تہی مری منہ سے ناگہان فریاد

نہین ہی کوئی جہان داد رسی ثابت
گئی زمین سے بالای آسمان فریاد

وہان جو غیر نی چٹکیا ن اونگلیان لی و
تو بند بند سی اوٹھنی لگی یہان فریاد

رقیب آگ مین جہونکی تو ضبط مشکل ہی
سپند سان ہی سیتی مین کب نہان فریاد

محیط عشق مین ڈوبین جو میرے شکل ای بحر
برنگ غوک کرین ساری مچھلیان فریاد

ستا رہا ہی مرض جیسی زبان فریاد
تمہاری ہجر مین نالان ہی جان جان فریاد

١٩٥

دو ہای ای دل بیتاب ہدیان ... مین
رہا نہ خون بدن چشم خونفشان فریاد

[illegible]

ردیف دال مہملہ

جو ایک پل بھی نہیں تجھ بن کی آنکھین
کرین زبانہ مژگان سے شتابان فریاد
ہمارا بینا دہتی ہین افلاک سے نالہ عشق
ہمارے نالے پہنچی تھان تھان فریاد
ہوا اثر ... خروش بکاری ای ...
جو دل ہوا آب خوشی سے ...

ردیف دال ہندی

[illegible]

تا او موجہونکو دیا کرتی ہین اہد کی حضور | تیری رحمت پہ جو کہتی ہین گنہگار گہمنڈ
سر اوٹھایا جو بگولی نی پریشان ہوا | خاک ہو خاک کی پتلی کو سزاوار گہمنڈ
ایک پشی سی بہی نمرود کا کچہ بس نہ چلا | جب نہ اتنی بہی ہو قدرت تو ہی بیکار گہمنڈ
شیر کے سامنے ہاتہی کی حقیقت کیا ہے | ڈر مجہی ہی نہ کری کوی بد اطوار گہمنڈ
سر نہ چڑہ نالہ کشونکی نکہین صبح ہونکی | سب نکل جایگا ای چرخ ستمگار گہمنڈ
زور و زر رکہتی ہین جو لوگ ہے حال اونکا | اگر اک بار تواضع ہی تو سو بار گہمنڈ
لا کہ پندار فروشی کری بازار جہان | مول لینگی نہ محبت کی خریدار گہمنڈ
دانی بکہرینگی اگر رشتہ دولت ٹوٹا | نکر و موتیونکی ہار ہے زنہار گہمنڈ
اپنی رتبی سی جو بڑہ بڑہ کی بہت بولتے ہین | منہ کی بہل اونکو گراتا ہی اڑ یار گہمنڈ
پوچ گوئی پہ جہالت سی ہی جنکو پندار | بحر لکہ او نکی سر دفتر اشعار گہمنڈ

ردیف ذال معجمہ

مجہی ہو نسخہ اکسیر سے سوا تعویذ | اگر چلے رہ حب مین وفا ہی کا تعویذ
بد نکو گرمی سودا جلاتی دیتی ہے | فتیلہ بنگیا بازو مین جو بندہا تعویذ
ہوی فقیر تو دنیا کی آفتونسی چہٹی | ہر اک بلا کو ہوا نقش بوریا تعویذ
مریض عشق ہو کوی بشر خدا نکرے | کہ کارگر نہین کوی دوا دعا تعویذ
ہم اپنی سر پہ وحشت کا جو ما و تارینگے | کسیکے سر کا اگر ہاتہ آگیا تعویذ

مٹے ہوی نقش پا کی صورت
آنکھین قدمون تلے بچہا کر

کیا خار ہوی ہے حسرت دید
آنکھونمین اٹک رہا دم آکر

آتا ہی وہ گل وداع ہو لون
ای زندگی اور کچہ وفا کر

اب دل مین بہی ہے آینہ دار
گھر بیٹھیے سب سے منہ چہپا کر

بنواتے ہین غیر سے گلوری
بیٹھے امرے قتل پر اوٹھا کر

بلبل جو فغانمین مجہسے بجہتی
ہنسنے لگے پہول کہل کہلا کر

راضی برضا اگر ہے ای دل
اپنے کا نہ غیر کا گلا کر

اٹکی تہی ہماری جان اوسی مین
رخصت ہوے یار کو بلا کر

بیعانہ ہے خاتم سلیمان
چہلا کوی ہاتہ کا جدا کر

منصور یہ بک رہا ہی کیا تو
ای بندۂ حق خدا خدا کر

ق

مجکو نہ سلائین ساتہ اپنے
حسرت ہی یہ کہدین مسکرا کر

آرام کیا کرونمین جب تک
آنکھین تلوونسے تو ملا کر

اس سن مین یہ بیت پڑہیان ہجر
لاحول ولا خدا خدا کر

۲۰۰

چپ رہ خدا کیواسطی غل کرنہ دہوم کر
گالی تو سن چکا تری ہونٹھونکو چوم کر

آنکھین ابہی پر آب ہین کرلی مقابلہ
سر پر گرج گرج کی نہ ای ابر ہوم کر

روشن کرین چراغ جو زندونکی قبر پر
اٹہی بنائین پنبۂ مینا کو توم کر

جان دی ہمنی اوسی کیا جان کر

ایجر یصو جلساز ہیسے حصول
کیا ملا مکڑی کو جالا تان کر

وہ نہین سنتے ہماری داستان
سو رہی منہ پر دو پٹا تان کر

کلمۂ باطل سے جھنڈی پر نہ چڑہ
قصۂ منصور سن کچھ دہیان کر

دم ہی کو ہی دم کفن سے گور کھود
دست و پا چلتی ہین کچھ سامان کر

مار ڈالا جست و جو ہی یار نے
گور مین سوتے ہین چادر تان کر

یار نے تجکو کھلایا اپنے ساتھ
بحر اب گھر چلکے دسترخان کر

۲۰۲

ہم کبھی روی جو ما یوس تمنا ہو کر
ایاک اک بوند گری آنکھ سے دریا ہو کر

رہگیا ابکی برس پھر مجھی سودا ہو کر
بنگئے میل قدم بادیہ پیما ہو کر

ہمسا نکلا نکو ہی کو ہی وفادار نہین
سنگ بٹھلا دیے ہین نقش کف پا ہو کر

رفتہ رفتہ یہ کداری ہو ہی سوز غم سے
ہڈیان ہوگئین اپنی کف دریا ہو کر

کوڑی کوڑی یہ رہا دانت تلاش زر مین
ہڈیان ہمنی چبائین سگ دنیا ہو کر

فتنۂ حشر جو دیکھی چلن اس کافر کا
چوم لی دونون قدم نقش کف پا ہو کر

دور عالم مین اگر میری سیہ روز کا ہو
قلب گردون ہی ہی مہر سویدا ہو کر

دلکو اسواسطی پہلو سی جدا کرتا ہون
آرزو ہی کہ ملون یار سی تنہا ہو کر

دیکھکر روی مصفا جو نہ حیرت ہوا و سے
یار کا کلمہ پڑہی آئنہ طوطا ہو کر

حال کہلتا ہی ہر اک چیز کا خصیت سے
دیکھہ نیرنگ چمن نرگس شہلا ہو کر

ایک آفت ہو تو انسان کہی چال اوسکا … گور کی گود مین پلتا ہو ہمین پیدا ہوکر
ہفت کشور کی زمین ناپتی پہرتی ہین ہم … پاؤن گر بنگئی ہین بادیہ پیما ہوکر

چارہ جو ہوتی ہوا ی جگر دغا گیشو سی
مار ڈالین گے یہ بیدرد مسیحا ہوکر

٢٠٤ اوسکی زلفین جو مخالف ہوین سایا ہوکر … اثر دہی خوف سی لرزوم ہوی کانٹا ہوکر
اوس لحمانداری پیش آگہی تو دا ہوکر … دیکہ ایدل ہمہ تن چشم تمنا ہوکر
اوڑ گیا چین بغل سی جو وہ محبوب اوٹہا … پہول قالین کی چہبنی لگی کانٹا ہوکر
عین حسرت نظر آتی ہی نزاری اپنی … مژہ چشم تمنا ہوی کانٹا ہوکر
غنچے دلہای عنادل کی نہ کہلنے پائی … پہول مرجہا گئی کیا جلد شگفتا ہوکر
جال موجونکی پڑین یار جو دریا مین نہائے … مچہلیاں شست لگائی لگین کانٹا ہوکر
کف رنگین پہ جو بوسی کا تصور گزرا … اوڑ گیا رنگ حنا رال کا شعلا ہوکر
یار کی جاتی ہی جاتی رہی جب ہوش و حواس … دم لگا سینے مین گہبرانی اکیلا ہوکر
تیری زیبای اگر دیکہی وہ یسر جمال … گل خورشید رہی کا نمین بیٹہا ہوکر
آہ برگشتہ اثر سے یہ تعجب کیا ہی … موتی اودن کا نونمین بہر جائین جو مینا ہوکر
سُنین سکی نہ کہین اپنی ہی بین ہی نجات … عشق مین زیست بسر کیجیے مردا ہوکر
اونگلی پکڑا او نہ اطفال چمن کی چہوکر … پہول پونہچا نہ پکڑ لین کہین گجرا ہوکر
ترہا نل نہ پہ بہرام نہ فرہاد نہ قیس … رہگیا جا رہی دن عشق کا چرچا ہوکر

دشمن و دوست نہ ... [illegible] ... ہی مرگ دانی
... [illegible] ... ہی در مقتل ... بولا ہی مینا را ہو کر
دلکو برباد کیا ... [illegible] ... ہم نہ پہچان ... دوبارا ہو کر
کیا جان ہی یہ روگ ... [illegible] ... خدا دکھلای
وصل مین وصل ... [illegible] ... گوارا ہو کر
اشتیاق ... [illegible] ... ہی یون ... نظارہ
آنکھین اون ... [illegible] ... ایسی ... سارا ہو کر
چھلیان ... [illegible] ... جاتی دو ... ہو کر
بحر ... [illegible] ... تمہارا ہو کر
یہ بڑا ... [illegible] ... داغ گیا یا ... ہو کر

حسن اوس گل کا وہ شیرین ہے جسے دیکھی شیرین	عرق شرم مین گھل جای بتاسا ہو کر
رہتی چاہیے خردی و بزرگی کیسی	بڑہ گیا سرو سی قد یار کا بوٹا ہو کر
مگ کر سکتے نہین میری عناصر تقسیم	جوہر فرد بنا عشق مین دبلا ہو کر
شمع ہو کر تب ہجر انسی گھلا جسم اپنا	بیقرار ایسی اوڑی روح پتنگا ہو کر
ہون وہ بیمار اگر فکر دوا ہو مجکو	گنگ ہو جای فلاطون مسیحا ہو کر
مجہ سیہ کار کی پرسش جو مقدم ہوگی	نکلیگا روز قیامت شب یلدا ہو کر
سوجھتا کچھ نہین وینکی سوا فرقت مین	خوب آنکھونکی دوا کرتی ہین اعمی ہو کر
روز فرقت سی اگر ڈرسی تجھی اشب وصل	رہ مری خانہ دلمین تو سویدا ہو کر

بحر ہرگز نہ کہی گا کہ سد بار و گھری
منہ کو آجایگا سو ٹکڑی کلیجا ہو کر

۲۰۷

منہ سے نکلے جو مری آہ شرارا ہو کر	بوتہ چرخ سے نجم اوڑ گئی پارا ہو کر
میرا صیاد اگر آنکہ اوٹھا کر دیکھے	آہو چرخ رسیدہ ہو چکارا ہو کر
عاشقو صبر سے بہتر نہین کوئی لذت	شہد ہوتا ہی یہی زہر گوارا ہو کر
یار اگر اپنے ستارے کی نظر سیدھی ہے	روبرو آیگا تو آنکہ کا تارا ہو کر
اور بھی حسن پسینے سی چمک جاتا ہی	بوند ماتھے سی ٹپکتی ہی ستارا ہو کر
تیری میدان مین رستم کی حقیقت کیا ہے	ذرہ بجائیگا مریخ او تارا ہو کر
دیدہ گور مین پتلی سا چھپا ہی بہرام	مورچہ مارا ہی فرگان صف آرا ہو کر

چاند لیتا ہی تری بام سی بالا ہو کر
بیقراری نی ... [illegible] ... بالا ہو کر
ہڈیان اوڑ گئین دل مین یہ کی جلا جی
چاند سورج ہوی قربان ... [illegible] ... ہو کر
بجلی کا کوندتی تصدق ہوی بالا ہو کر
ہم ستم پر بھی یہی قول رضینا بقضا
حیف ہی شکوہ کری چاہنی والا ہو کر

ردیف ... بحر

... [illegible] ... بیدار ہو
چراغ ... دل ... [illegible] ... بالا ہو
سانس ... بجھتی ہی ... [illegible] ...
... [illegible] ... بالا ہو
آب ... [illegible] ... بال ... ہو
بجلیان ... ستارا ... لالا ہو
شمع ... [illegible] ...
... [illegible] ... بالا ہو

... [illegible] ... جہان ... بالا ہو
... [illegible] ... ابلا ... ہی ...
... [illegible] ...
جا بجا ہی

[illegible]

جو لپٹے لیے جاتے ہین رنج کو راحت
کانٹو پہ بسر کرتے ہین گلزار سمجھ کر

صیاد ستمگر کی ہاتے ہے آنکھ لگی ہے
فریاد کرے مرغ گرفتار سمجھ کر

چھپر کو محل جانتے ہین بی سر و سامان
خوش رہتی ہین ٹٹی کو وہ دیوار سمجھ کر

افلاس سی ہی باب ملاقات مقفل
مہمان بھی آتا نہین نادار سمجھ کر

وادی محبت کا ہر اک خار ہی سوزن
اس راہ مین رکھیو قدم ہشیار سمجھ کر

میری تن لاغر پہ کسی دن تو کرو رحم
بنجاؤ مسیحا مجھے بیمار سمجھ کر

ہر پنکھڑی سے خون کی بو آنی لگی ہے
پھولونکی چھڑی باندھی ہی تلوار سمجھ کر

کرتا ہون بہت یاد عروسان چمن کو
ان آنسوؤنکو موتیی کا ہار سمجھ کر

اسد رجہ طبیعت مین نزاکت ہے سمائی
زیور بھی پہنتا نہین وہ یار سمجھ کر

ای بحر وہ موجین ہین زلفون نے دکھائین
آگی نہ بڑی مانگ کو منجدھار سمجھ کر

۲۱۰

بیخبر جو ہین وہ خوش ہوتی ہین دنیا دیکھکر
طفل روتا بھول جاتی ہین تماشا دیکھکر

شہر پر آشوب ہی عشق جنون زا دیکھکر
بند ہوتی ہین کانین میرا سودا دیکھکر

ہاتھ سی چھوٹا عصا وہ سرو بالا دیکھکر
آنکھ سی عینک گری وہ صفا دیکھکر

جاہ و حشمت مین بشر کا حال دیکھا چاہیے
سوانگ بنجاتا ہی دولت کا تماشا دیکھکر

شہر سی جنی قدم اپنی نکالی شکر ہے
کچھ تو آنسو بھیگئی دامان صحرا دیکھکر

بادہ نوشی ناگوارا ہی فراق یار مین
جان پر گرتی ہی بجلی ابر مینا دیکھکر

ردیف الراء

غافلونکو دولت دنیا سی استغنا نہین
نشہ کیا سیراب ہو سکتی ہین دریا دیکھکر

یاد آیا رات کو جھمکا کسی کی کان کا
جان پر ٹوٹا فلک عقد ثریا دیکھکر

[illegible]

کس نو رسکی ہی جلوہ گری مشت خاک مین
پریونکی ہوش اوڑتی ہین انسانکو دیکھکر

دل پر ہزار داغ دیی باغبان نی
ہمتو ہوی نہال گلستان کو دیکھکر

غیرت سی اون لبونکی ہوی ہین عقیق زرد
موتی سفید ہوگیی دندان کو دیکھکر

رفتار ہر دو بارہ مقصد مین ایک ہی
ثابت ہوا یہ گبر و مسلمان کو دیکھکر

پابند عشق ہو کی مزا دیکھہ زندگیش
جنت کو بہول جایگا زندانکو دیکھکر

پہر روز حشر کا بہی اندیشہ کچہ نہین
جیتا رہا اگر شب ہجران کو دیکھکر

گل کیطرح شگفتہ رہا داغ سر مدام
پہولی کبہی نہ پاؤن بیابانکو دیکھکر

گالو نپر اوسکی نگاہین ہین یون ابہی
دوڑین پتنگی جیسے چراغان کو دیکھکر

بیرنگ میری شعر سی تصویر ہوگیی
اڑ رنگ ہٹگیا مری دیوان کو دیکھکر

کب تیر جستہ سوی کمان پہرتا ہی رخ
اب گہر کو بحر پہیر چلی میدان کو دیکھکر

۲۱۲

صبر کرتی ہین اسیران قفس بیداد پر
ہون اگر گرم فغان بجلی گری صیاد پر

قد جانان دیکھکر کٹ گیی اہل چمن
پال قمری سی چلی آری سر شمشاد پر

یار کی روی درخشانکا جو پر تو پڑ گیا
داغ کہا یا چاندنی آئینۂ فولاد پر

زیست کا نقشہ بگاڑا یار کی تصویر نے
سایہ دیتی ہی بلا نازل ہوی بہزاد پر

یاد کرکی یار کی زلفونکو روتا ہون جو مین
دوڑتی ہین سانپ اتونکو مری فریاد پر

رنگ کہلایگا اکدن بجہ ای بلبل باغبان
آئیگی اکدن خرابی گلشن آباد پر

[illegible]

ابر رحمت جہومتا ہی خانۂ خمار پر

[illegible]

[illegible]

ردیف الرای المهمله

خوابیدگان خاک کا رحمت رسا ہی کون
نوبت سنے نہ صبح شب وصل یار کی

بی کوشش آب و دانہ میسر قفس مین ہی
بعد فنا بہی ہین جو ہی بیقراریان

ہر روز ایک داغ نیا دیکہتی ہین ہم
کیا کیا ہوا مین آی ہین پہول کی جہونکی

ایذا اسی دم چرانینگی ہرگز نہ اہل درد
جو مال مردہ ڈہونڈہتی ہین اونسی کیا عجب

بالای بام آج وہ دیکہین گی چاند نی
رنگ حنا سی لپٹ گئین شاید کہ انگلیان

حسرت ہی باندہ کر مجہی لیجای وہ آسمان
سمجہا نہ میرا صاف سخن پر ہی سواد

تخم اہل ہری ہون تو سبزہ ہو گور پر
ٹکرا کی سر مین مر گیا پہلی ٹکور پر

اس اپنی لب پر کی تصدق کرو پر
اک روز ہڈیونکا حریرہ ہی گور پر

ایکی برس سوا ہی نور روز مور پر
مچہلی اوڑا رہی ہین وہ بالی کی ڈور پر

نشتر لگا کی دیکہ لو زخمونکی چور پر
صندوق کا گمان کرین میری گور پر

بہاری ہی چاند چودہوین شب کا چکور پر
چہالی شکست بندگی ہین پور پور پر

فتراک پر نظر ہی کبہی باگڈور پر
عینک نی کچہ اثر نکیا چشم کور پر

ای بحر شعر کوی بہی کشتی سی کم نہین
دل پہلوان ہی جو طبیعت ہی زور پر

گل کمر باندہ ہین جو خون عاشق دلگیر پر
موجزن ہی کوچۂ قاتل مین سیلاب فنا

بوسۂ بر روی مشکل جبین رعب حسن ہی

بلبلونکا جوش ہو آب دم شمشیر پر
تیغ کی دیوار گرتی ہی سر رہگیر پر

۲۱۵

دل جو ہو سینہ سپر قبضہ ہی شمشیر پر

یہی کبہی جو داغ جگر کا کیا ہی ذکر
انگار ارکہ دیا ہی کرسی زبان پر
کیونکر نہ کل سا ہوتا ہین زلفونکی پیچ سی
دو ہری بلا و تہا ہی نزول ایک جان پر
یعقوب سی محبت یوسف کو ہو
پوری ہی جان دی ہین ...

[illegible]

سیدین شتاب چاک گریبان صبح ہجر	سوزن جو لیگئی ہوں مسیح آسمان پر
اوس بت کو کیا خدا نی عطا کی صفا حسن	رخسار سی سہیل کی گرا خال سان پر
باغ و قفس کے رنج مکافات ہو گئی	صیاد کے نثار فدا باغبان پر

رو بیٹھی سقف و بام کو ای ہجر منہ کی ساتھ
ابکی یہ رت کٹی تھی ہماری مکان پر

۲۱۷

قربان مہ و مہر ہیں رخسار کے اوپر	کیا نور کا عالم ہی مری یار کی اوپر
ابرو کی اشارے پہ وہ ترچھی نظر او ٹھکے	برچھی کا ہی اک وار ہی تلوار کی اوپر
اللہ تری زلف کی آفت سے بچالی	بیماری ہی یہ شب عاشق بیمار کی اوپر
دو روز کی یہ سیر ہی دو دن کا تماشا	ای مرغ چمن پھول نہ گلزار کی اوپر
کب تک مجھی تڑپاؤ گی تم ہجر میں اپنے	اب رحم کرو ابہی گنہگار کی اوپر
جسطرح سے چاہی کوئی مول لی آئے	موقوف یہ سودا ہی خریدار کی اوپر
اوس لال دوپٹے نے مجھی قتل کیا ہے	ثابت ہی مرا خون ستمگار کے اوپر
اک جام نہ ہاتھ آیا گئی فصل بہارے	سر پھوڑیے اپنا در خمار کے اوپر
للہ ذرا چاند سے مکھڑے کو دکھا دو	کچھ مہر کرو طالب دیدار کے اوپر
مشکل مری آسان کرا ی پنجہ چشت	یہ پوشاک گران ہی بدن زار کی اوپر
ارمان رہا سیر کا چھوٹی نہ قفس سے	افسوس خزان آگئی گلزار کی اوپر
زاہد کو مبارک رہی سجدہ نہ محراب	سر اپنا جھکا ہی در خمار کے اوپر

ردیف الرا مع

لکھوں وہ شعر عارض رنگین کی صفحہ پر
پہنچین دل و جگر کی گلین بین الا و پر
بہاری ہی پاؤ ناں مری ناں پاؤ پر

۲۱۹

شان نارنجی ہوی زیبا وہان بالای سر
داغ سودا سی اٹھی شعلی یہان بالای سر

پانوکی منہدی ستم ہی اور آفت سر بال
آگ اسکی پانوکی نیچی وہان بالای سر

مثل گلبو جان نکلی گی جو نکلا باغ سی
خون کیون لیتا ہی میرا باغبان بالای سر

گرد کلفت سی ہین آلودہ ہوا ہون پائمال
اس مین نے ڈہادیا ہی آسمان بالای سر

بخت ایسی ہین جو ڈہونڈہون سایۂ پیر کرم
صاعقہ ہو یک بیک آتش فشان بالای سر

کچھ نہ پوچھو ستم و چشم کی سرگذشت
ہوگئی زاغ و زغن کی آشیان بالای سر

سرفرازی تمنے فرمائی قدم رنجہ کیا
بیٹھیے بالای چشم ای مہربان بالای سر

جمع زرکسواسطے تقلید قارون السلیمی
بوجہ لیتی ہین عبث اہل جہان بالای سر

نکلی جاتی ہی ہین ہی پانوکی نیچی سی آج
پہٹ پڑا ہی بیکسی کا آسمان بالای سر

ہوگئی غرق شہادت دیکھکر پہ عرق
ہوگیا تلوار کا پانی روان بالای سر

آتش افروز نی یارب سر اٹھایا ہی
شمع کی مانند کہینچ انکی زبان بالای سر

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد
غم نہین آفت پر آفت ہو یہان بالای سر

آدمی دیکھی کدورت کا صفا کا مرتبہ
ہی مین نیچی قدم اور آسمان بالای سر

منزل حالی کو پہونچا جو تواضع پر چلا
جب اوڑی خاک قدم پایا مکان بالای سر

کیون مجھی رکھنی نہین دیتا چمن مین باغبان
کیا اوٹھا لیجاونگا مین بوستان بالای سر

آہ سوزان سی یہ کہتی ہی مری طاقتی
کوہ گرتا ہی جو آتا ہی جوان بالای سر

نیک ممتاز جہان ہی بدلیل خلق ہی
خار کی جا زیر پا گل کا مکان بالای سر

یار سر سہی او سے زلف گران ہی سکو	چشم بیمار نظر آتی ہے رنجور کمر
ہوائی پردہ جو وہ نور کا نکلا شب وصل	طور کو لی نظر آئے شرر طور کمر
یہ لچک ہمکو دکھائی نہین بل کرتی ہی	مثل زلف اپنی نزاکت پہ ہی مغرور کمر
قتل عاشق پہ حسینون نی کمر باندہی ہے	حلقۂ ناف ہی پھانسی دم ساطور کمر
نہ ہی آنچی پوشاک ہی اک وضع کے ساتھ	نہ بمعمول ہی پردہ نہ بدستور کمر
کیا شرارت ہی نظر بھر کی جو دیکھا ہمنی	صاف بجلی سے چمک کر ہوئی مستور کمر
کچھ ریاضت سی نہین پشت خمیدہ ہی	بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر
گئے وہ دن جو نہ لگتی تھی کمر بستر سے	اتنی کروٹ کی نہین سی ہی معذور کمر
دیکھو ہاتو نہین جو ملجائیگی کھو جائیگی	زلف بڑہ آئی ہی نزدیک ہی ہی دور کمر
کیا مری حلقۂ آغوش نہین معلوم ہو وہ	جب شب ہجر تنگی کی ہی جلی ہین ہو بہر ور کمر
پیٹ تو چشمۂ خورشید ہی ناف اختر ہے	پشت آئینے کی صورت رگ بلّور کمر

شعرا کی نہی قدر زمانی مین بحر
باندہ مزدور یونپر صورت مزدور کمر

ہو گئے یار محبت کے چلن سے باہر	۲۲۲	کیونکر اوٹھین نہ مرے پاؤن وطن سے باہر
تیری کتی کی ہی الفت مین یہ بیتاب ہو نہین		ہڈی ہڈی ہوئی جاتی ہی بدن سی باہر
خار کی شکل کھٹکتا ہی رقیب آنکھو مین		گل کو دیکھو نہین جو بلبل ہو چمن سی باہر
یار جامی سی نہ باہر ہو غم عاشق مین		میرا مردہ نکل آئیگا کفن سے باہر

۲۲۴

توڑ و قفل در گنجینہ کو لیکر پتھر — ای امیر و در و یاقوت ہین کنکر پتھر

ہین ہم مجنون ہون جو برسین ہی سر پر پتھر — کاسۂ سر سی صدا آتی کہ پتھر پتھر

سخت کٹتی ہین شبین ورنہ گذرتی ہین کٹ گئے — کوہ افلاک نظر آتی ہین اختر پتھر

چاندنی دیکھنے نکلا شب فرقت مین جو مین — پرتو ماہ نے مارا مرے سر پر پتھر

مر گئے پر بھی مجھی یو جنون کا ڈر ہی — رکھو قل پڑھ کی مری قبر کی اندر پتھر

بلبلو دیکھیو تہین موج چمن کی تو بھی — طبع نازک کو یہان تو ہی گل تر پتھر

جان دیتے ہو عبث پختہ عمارت کے لیے — لوح مرقد کو بھی ہوگا نہ میسر پتھر

کیون ہی ہم حسن پرستو نسی عداوت واعظ — کسدن آئینی نی مارا تری منہ پر پتھر

کیا سلامت رہی دل عشق کی پامالی سے — سرمہ ہو جای اگر کہا ی یہ ٹہوکر پتھر

تیری تصویر ہی اک بت کہ خدا کی قدرت — مثل آئینہ ہوی دیدۂ آزر پتھر

جب سی دیکھی ہی لطافت تری حسن کی — اپنے آئینی کو کہتا ہی سکندر پتھر

اوسکی اک جنبش ابرو نی کیا کام تمام — چاٹتا رہگیا جلاد کا خنجر پتھر

ق

جبکہ فرہاد سی شیرین نی یہ اکدن پوچھا — کیا بنی تجہپہ تراشی گئی کیونکر پتھر

کوہکن نے یہ کہا جان حقیقت تو یہ ہے — نرم معلوم ہوی مجکو سراسر پتھر

ڈہا دیا کوہ مگر بس نہ چلا تجہپر — سخت دیکھا نہ تری دل کی برابر پتھر

بحر ہفتاد و دو ملت کو ہوا ہی سودا — باندہ رکہ گوشۂ دامان مین بہتر پتھر

۲۱۹

شال نارنجی ہوی زیبا و ہان بالائی سر
داغ سودا سی اوٹھی شعلی یہان بالائی سر

پانوکی منہدی ستم ہی اور آفت ہی کمال
آگ وکی پانوکی نیچی وہوان بالائی سر

مثل گلبو جان نکلی گی جو نکلا باغ سی
خون کیون لیتا ہی میرا باغبان بالائی سر

گرد کلفت سی ہین آلودہ ہما ہون بال
اسن مین نی ڈہا دیا ہی آسمان بالائی سر

بخت ایسی ہین جو ڈہونڈہون سایہ ابر کرم
صاعقہ ہو یک بیک آتش فشان بالائی سر

کچھ نہ پوچھو قوم وحشیونکی سرگذشت
ہوگئی زاغ و زغن کی آشیان بالائی سر

سرفرازی تمنے فرمائی قدم رنجہ کیا
بیٹھیے بالائی چشم ای مہربان بالائی سر

جمع زر کسواسطے تقلید قارون سی ہو
بوجہ لیتی ہین عبث اہل جہان بالائی سر

نکلی جاتی ہی زمین ہی پانوکی نیچی سی آج
پہوٹ پڑا ہی بیکسی کا آسمان بالائی سر

ہوگئی غرق شہادت دیکھکر تیغ عرق
ہوگیا تلوار کا پانی روان بالائی سر

آتش افروز و نی یارب سر اوٹھایا ہی
شمع کی مانند کھینچ آئی زبان بالائی سر

بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد
غم نہین آفت پر آفت ہو یہان بالائی سر

آدمی دیکھی کدورت کا صفا کا مرتبہ
ہی زمین زیر قدم اور آسمان بالائی سر

منزل عالی کو پہونچا جو تواضع پر چلا
جب اوڑی خاک قدم پایا مکان بالائی سر

کیون قدم رکھنی نہین دیتا چمن مین باغبان
کیا اوٹھا لیجاونگا مین بوستان بالائی سر

آہ سوزان سی یہ کہتی ہی مری نا طاقتی
کوہ گرتا ہی جو آتا ہی دہوان بالائی سر

نیک ممتاز جہان ہی بد ذلیل خلق ہی
خار کی جا زیر پا گل کا مکان بالائی سر

بار سر ہی اوسے زلف گران ہی اسکو — چشم بیمار نظر آتی ہے رنجور کمر

ہوائی پردہ جو وہ نور کا ٹکڑا شب وصل — طور کوئی نظر آئے شرر طور کمر

یہ لچک ہمکو دکھاتی نہیں بل کرتی ہی — مثل زلف اپنی نزاکت پہ ہی مغرور کمر

قتل عاشق پہ حسینون نی کمر باندھی ہے — حلقۂ ناف ہی پھانسی دم ساطور کمر

نہی آپکی پوشاک ہی اک وضع کے ساتھ — نہ بمعمول ہی پردہ نہ بدستور کمر

کیا شرارت ہی نظر بھر کی جو دیکھا تمنی — صاف بجلی سے چمک کر ہوئی مستور کمر

کچھ ریاضت سے نہیں پشت خمیدہ زاہد — بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر

گئے وہ دن جو نہ لگتی تھی کمر بستر سے — اب تو کروٹ کی بھی لینی سے ہی معذور کمر

دیکھو بالو نہیں جو بلجائیگی کھو جائیگی — زلف بڑہ آتی ہی نزدیک ہی دو دور کمر

کیا مری حلقۂ آغوش میں معلوم ہو وہ — جب چھنگلی کی ہی چھلی میں ہو بھر پور کمر

پیٹ تو چشمۂ خورشید ہی ناف اختر ہے — پشت آئینی کی صورت رگ بلور کمر

شعر اکی نہی قدر زمانی مین بحر
باندہ مزدور یونہی صورت مزدور کمر

۲۲۲

ہو گئے یار محبت کے چلن سے باہر — کیونکر اوٹھین نہ مرے پاون وطن سے باہر

تیری کنگھی کی ہی الفت میں یہ تاب ہو نہین — ہڈی ہڈی ہوی جاتی ہی بدن سے باہر

خار کی شکل کھٹکتا ہی رقیب آنکھوں مین — گل کو دیکھو نہین جو بلبل ہو چمن سے باہر

یار جامے سے نہ باہر ہو غم عاشق مین — میرا مردہ نکل آئیگا کفن سے باہر

۲۲۴

توڑ کر قفل در گنجینہ کو لیکر پتھر / ای امیر و در و یاقوت ہین کنکر پتھر

ہین نہ مجنون ہون جو برسین سی مری سر پر پتھر / کاسۂ سر سی صدا آئی کہ پتھر پتھر

سخت کٹتی ہین شبین روز گزرتی ہین کٹھے / کوہ افلاک نظر آتی ہین اختر پتھر

چاندنی دیکھنے نکلا شب فرقت مین جو مین / پرتو ماہ نے مارا مرے سر پر پتھر

مر گئے پر بھی مجھی یہ جنون کا ڈر ہی / رکھو قل پڑھ کی مری قبر کی اندر پتھر

بلبلو دیکھو تمہین موج چمن کی تو ہی / طبع نازک کو یہان تو ہی گل تر پتھر

جان دیتے ہو عبث تجہۂ عمارت کے لیے / لوح مرقد کو بھی ہوگا نہ میسر پتھر

کیون ہی ہم حسن پرستونسی عداوت واعظ / کسدن آئینی نی مارا تری منہ پر پتھر

کیا سلامت رہی اہل عشق کی پامالی سے / سرمہ ہو جای اگر کھای یہ ٹھوکر پتھر

تیری تصویر ہی ای بت کہ خدا کی قدرت / شکل آئینہ ہوی دیدۂ آذر پتھر

جب سی دیکھی ہی لطافت ترے رخسارے کی / اپنے آئینی کو کہتا ہی سکندر پتھر

اوسکی اک جنبش ابرو نی کیا کام تمام / چاٹتا رہگیا جلاد کا خنجر پتھر

ق

جبکہ فرہاد سی شیرین نی یہ اکدن پوچھا / کیا بنی تجہ پہ تراشی گئی کیونکر پتھر

کوہکن نے یہ کہا جان حقیقت تو یہ ہے / نرم معلوم ہوی مجکو سراسر پتھر

ڈہا دیا کوہ مگر بس نہ چلا تجھ پر / سخت دیکھا نہ تری دل کی برابر پتھر

بحر ہفتاد و دو ملت کو ہوا ہی سودا / باندہ رکہ گوشۂ دامان مین بہتر پتھر

جنون عشق کی منزل خدا نہ دکھلائے
بشر کو لوٹش پا ہے بہانۂ زنجیر

کیون باندہتی ہو مال کی پیشانی پہ تیلو
کل زاد سفر بہی ہی تمہین وقت سفر بار

چمکی ہوی ہے آج وہ سرکار تمہارے
پریون نے کیا ترک سلیمان کا دربار

ہیبت سی ہوائی ہوی مہتاب کی نکہت
نکلے مری منہ سے جو کبہی آہ شرربار

دیکہا نہ اثر خاک بصارت کو بہی کہویا
پتہر پڑین اس رونی پہ اے چشم گہربار

انگشت نما کون ہو حاجت طلبی مین
ماتہی اپہ الف کہینچتے ہین چہوڑ کی گہر کا

قرآن بہلا کیونکہ اوٹہاؤ کی قسم پر
تمکو تو حمائل ہہی ہی بالای کمربار

اے بحر یہ صحبت یہ مصاحب ہین غنیمت
برخاست ہوا دیکہ سلیمان کا دربار

ردیف رای ہندی

٢٢٧

اگر دکہای ہمارا دل فگار بہار
ہزار بار ہو اس پہول پر نثار بہار

رہی طبیعت وحشی مین خار خار بہار
پہر و ہمین دشت مین ٹہرا رتا بہار بہار

نسیم صبح سی کب لہلہا رہا ہی چمن
تمہاری سبزۂ رخ پر ہی بیقرار بہار

بہار آی ہی اہل چمن ہین جوبن پر
دکہا رہی ہین عروسان سبزہ زار بہار

سواد خط سی کہلا حال سبزہ زار شباب
چہپی ہوی ہی پس پردۂ غبار بہار

چہرکی آب سے سبزی کی موج ای بلبل
کوی شگوفہ پہلائیگی ابکی بار بہار

کلی کلی کے چٹک سی ہی پنچھی کی آواز
کہین نہ مرغ چمن کو کری شکار بہار

تمہاری دید کو آنکہین بنا کی نرگس کے
ہمیشہ باغ مین ہے محو انتظار بہار

ہماری داغ ہین جتنی نہونگی پہول اتنے
اگر نہو اوسی باور کری شمار بہار

ردیف زای ہندی

تیری آہین یار کو ناساز ہین	ساز اپنا اے دل مضطر نچھیڑ
حشر برپا کر کی لیٹا ہون ابہی	سونے دی او فتنہ محشر نچھیڑ
کہدو مشاطہ سی افعی ہے وہ زلف	او سکے کاٹی کا نہین منتر نچھیڑ
رونگٹا ڈاڑہی کو ڈاڑہین مار کر	محتسب رندونکو منہ چڑھ کر نچھیڑ
خوش نہوگا کوی سوتا چونک کر	بحر تو غافل کو سمجھا کر نچھیڑ

ردیف زای منقوطہ

۲۲۹

شمع جسم وہ دیر ہی ہر بال شرر ریز	کس آگ مین جلتا ہو نہین پروانہ پر ریز
کس رنگ طلائی نی کیا ہی مجھی کشتہ	اکسیر کے مانند مری خاک ہی زرریز
رخصت ہوکے باغ سی بہار آگ لگا کر	ہین شعلہ فشان نخل تو فواری شرر ریز
یہ سبزہ مژگان ہی پہر اکسیر کی بوٹی	ٹپکا مس دل پر جو کوی قطرہ اثر ریز
کیا کیا مری محبوب کی باتونمین مزا ہے	دانت اوسکی نمکپاش ہین لب اوسکی شکرریز
ای غیرت گل اتو ذرا غنچہ لب کہول	آخر ہوی شب کہنی لگی مرغ سحر ریز
کیا پست اصالت کی ملاقات سی حاصل	قالین کا شجر ہی گل افشان نہ ثمر ریز
ہی جلوہ صد برق یہان ایک تڑپ مین	ققنس کیطرح بال و پر اپنی ہین شرر ریز
دنیا مین تجمل ہی تو گردونکی بدولت	اختر ہین گہر ریز تو خورشید ہی زرریز
وہ آینہ ہی عارض جانان جو نظر آئی	طوطی کیطرح کرنی لگی مرغ نظر ریز

ردیف زای منقوطہ

[illegible]

بحر [illegible] نہین [illegible] آواز

[illegible] کیا نماز

کیونکر ہو قبول [illegible] نماز

جس دن پی پی پڑہی بر بانماز مستی

مستی مین لغزش اپنی رکوع و سجود ہے
نکلے جو میکدے سے تو ہو گی قضا نماز

جاتی ہین گرتی پڑتی ہوی راہ شوق مین
کیا جانین ہم طریق ہی کیا اور کیا نماز

لاتقربوا الصلواۃ اسی امر پہ ہی نہی
پیکر می غرور نہ پڑھ واعظا نماز ؀

اللہ دی جو نیت خالص حضور قلب
پھر عرش سجدہ گاہ ہی کرسی ہی جا نماز

ہر دم جہاد نفس مین تکبیر ہے بلند
سر پر ہی تیغ جبر مگر ہی بپا نماز

دامان تر کی لو خبر ای زاہدان خشک
اس جامہ نجس سی نہین ہی روا نماز

ہے اضطراب فاقہ مین اوٹھ بیٹھ سحر قوت
زاہد کجا و روزہ کجا و کجا نماز ؀

تیر و کمان ہین اسکی قیام و رکوع بحجر
اکدن اوڑائیگی ہدف مدعا نماز

ردیف سین مہملہ

خود بخود فصل خزان مین ہی گرفتار قفس
بلبل زار کی اعضا ہین خس و خار قفس

آنکھ کہلتی ہے میسر ہوا دیدار قفس
موی مژگان کی قسمت سے ہوی تار قفس ٢٣٢

ہم اسیرونکی اگر تیر فغان کاری ہین
ہو گی دیوار چمن صورت دیوار قفس

گوش گل تک کوی نالہ نہ پہونچنی پایا
چاک منقار کی سینی کو سلے تار قفس

قید صیاد مین کیا آی عنادل کو مزا
گل صد برگ نہین سینہ افگار قفس

کہی دیتی ہی بنا ئی قفس تابوتی
زندگی پہر نہ رہا ہونگی گرفتار قفس

ہم صفیرو کوی کیا جانی اسیری کا مزا
مین چمن بیچکی ہوتا ہون خریدار قفس

ردیف شین معجمہ

ردیف عین

ہر ایک لوح جبین پر لکھا ہوا ہی یہی — نہ جای لیکے جو اپنج بشر کسیکے پاس
ہوا ہون طعمۂ شہباز ہر دو چشم صنم — کسیکے پاس مرا دل جگر کسیکے پاس
گئے وہ دن جو گزرتی تھی صحبتوں میں دن — مہینوں اب نہیں اپنا گزر کسیکے پاس

بلای چشم بتان سے خدا بچائی بحر
پیالہ زہر کا رکھا ہی ہر کسیکے پاس

۲۲۴

دل بیچنے کو جائیں کس باوفا کی پاس — دام وفا نہیں ہی کسی آشنا کی پاس
کیا پوچھتی ہو صدمہ جدائیکا دوستو — اوٹھی جو بت کی پاس سے پہونچی خدا کی پاس
کیا عشق کا مریض ہو عیسی سی چارہ جو — یہ روگ وہ ہی جسکی دوا ہی قضا کی پاس
گر دونکو تیری حسن کی سائل پہ رشک ہی — کشکول میں ہی چاند کی ٹکڑی گدا کی پاس
دولت ہی آگی خلق میں گمراہ ہو گئے — گھر ہو لکر گدا کا گئی پادشا کی پاس
شبکو ہیں جو کہتی ہیں مو باف سرخ ہے — اک لعل شبچراغ ہی زلف دوتا کی پاس
اوس رشک گلنے مہندی منگائی ہی باغ سے — دی نذر اشرفی جو کوی ہو حنا کی پاس
گر دشمیں کسطرح نہ ہوں قوتکی لیے — دانہ مری نصیب کا ہی آسیا کی پاس
باشندگان دار فنا کو یہ چاہیے — بنوائیں گھر نیا تو کفن سیکی ہرا کی پاس
غافل نکل کی باغ تعلق سی سیر کر — کیا برگ گل بہار پہ ہی بینوا کی پاس
حاصل ہوای گلشن دنیا سی کچھ نہیں — جز خاک دہول خاک نہیں ہے صبا کی پاس
گہر سی نکل کی چال چلی کس ادا سی تم — اک تازہ قبر بنگئی ہر نقش پا کی پاس

ایسا ہی تنا گہیل کی اوٹہا ہون [illegible]
صحن [illegible] ہی ہی فضای عیش
ای سحر قطع زیست ہوی رنج کر دیا
[illegible] بجا خدا کی ثنای صدای عیش
[illegible] فلک کینہ خواہ کی گردش
زمانے مین ہی ہمارا تباہ کی گردش
[illegible] کی زمین پر قدم نہ ٹہر سکا
[illegible] ابر مری دود آہ کی گردش

جنون کی دی ہی سزا اس گناہ کی گردش
کیا طواف صنم خانہ میں نے احرام
اودہر کو پہرتی ہی دل جدہر دیکہے
ہوی ہمارا نکا حلقہ نگاہ کی گردش
طلا [illegible] ہین عشاق اوسکی آنکہ ہین
امیر کی ہی حفاظت سپاہ کی گردش
ورقیب سے جب بازگشت کرتی ہی
فلک کو پیچ مین لاتی ہی آہ کی گردش
اوٹہا رہا ہون نشیب و فراز کی صدمے
مری ستارہ کی ہی دلو چاہ کی گردش

عشرت ہی موج آب ادہر آئی اودہر گئی
کچہ خوش ہوا نہ مین زن دنیا کی وصل سے
بیجا حباب سر مین ہی ہی ہوای عیش
انزال سی ہی کم نظر آئی بقای عیش

سحر اب کہان وہ ولولہ وہ جوش و امنگ
آخر ہوا شباب ہوی انتہای عیش ؂

٢٢٦

جہنکار سن [illegible] ہی ہی نوای عیش
دیکہا شرفی اگر نہ ہو دیکہی لقای عیش
دل خوش ہو ہر طرح جو مقدر ہو کہا سکے عیش
روٹہا صنم رقیب سے ہمنے منای عیش
دنیا مین کچہ بساط نہین انبساط کی
اوتری نہ سو کہی گہاٹ کہین آشنای عیش
شیرین زبان و دست کرم کو نہ پوچہیی
دو کنجیان ہین میری لیی در کشای عیش
فریاد عندلیب سی ثابت ہوا ہمین
ہر گل ہی داغ آہ حزین سے ہوای عیش
پیرین نہ ہد و ورع جو انہین نہ ہمیان
ہی روز بہر رنج و تعب شب برای عیش
حسرت سے ہنستے کہیلتے مٹی مین رب ہین
سر پر ہماری قہقہہ دیوار ڈہای عیش
انسان کا مزاج اگر ہو رضا پسند
پہر غم نہین جہان مین وسکو سوای عیش
شام فراق یار سحر ہو تو جانیے
پیدا ہوا ہی بیضہ غم سے ہمای عیش
بعد فنا ہی کوچہ محبوب یاد ہے
خلد برین مین ڈہونڈتے پہرتی ہین جای عیش
زر کو بہی انتشار ہی ذرات کیطرح
چوپائی چل رہی ہی جہانمین تمامی عیش
دولت پرست گبر و مسلمان نظر پڑے
نوع بشر ہی بندہ زر زر خدای عیش
منظور اگر شگفتہ دلی ہی تو بہول پے
بنت العنب کے موج ہی زنجیر پای عیش

ردیف شین معجمہ

[illegible] لطف کی [illegible]
کہتی ہی [illegible] سیاہ کی گردش
[illegible] مین ہی کا غذ [illegible]
پہ دل ہوی [illegible] کی گردش
[illegible]

[illegible]

کبھی چمن میں کبھی دشت میں کبھی سر راہ
خزاں میں پوچھو نہ اس کج کلاہ کی گردش

کبھی ہی چاہ زنخداں میں گاہ ہی سر لب
نصیب لکھی ہی دولاب چاہ کی گردش

کہ اُنکی ٹوپی ہے کہ جو گشت کی اونچی
دکھائی خسرو زرین کلاہ کی گردش

پتنگ لڑتی ہیں ہمسے جو آنکھ لڑتی ہے
جگر یہ دیتی ہے گڑھی نگاہ کی گردش

خراب ہے مری مٹی بگولی کی مانند
قیام خواہ کیا میں نی خواہ کی گردش

ہرن کو شیر سمجھ کر پناہ میں ہے
زحل کا دور ہے چشم سیاہ کی گردش

تلاش یار میں آوارگی نصیب ہی
بجان زار بحال تباہ کی گردش

خدا کا فضل رہا زاویہ نشینوں پر
کبھی نہ قطب نے مانند ماہ کی گردش

کہاں نجات سپید و سیاہ عالم سے
نہ چین دیگی یہ شام و پگاہ کی گردش

کجا محلۂ لیلی نواح نجد کجا
نہ پوچھو قیس فراموش راہ کی گردش

گہن سے چھپ نہ سکی مہر و ماہ بر جو تمیں
خدا دکھائی نہ روز سیاہ کی گردش

سیاہ خانہ ہمارا ہوا نہ منزل ماہ
کبھی دہر کو نہ ای رشک ماہ کی گردش

فراق یار میں پھر پھر کی کو بکو گریان
بنائی بحر نی گرداب راہ کی گردش

۲۳۹

عجب طور ہی کوئی خوش کوئی ناخوش
تمہاری ملاقات سی دل ہو گیا خوش

اگر قتل عاشق تمہاری خوشی ہے
بہت خوب ہم خوش ہمارا خدا خوش

ہمیں تو کچھ اُن سی شکایت نہیں ہے
خدا جانی وہ ہمسے ناخوش ہیں یا خوش

الہی میں ہون عیدی ہی سوا خوش
کہ من روسیاہی کا تیری لیے ہے
مجھے داغ دیکھ ہو مہ لقا خوش
فراق اندون کچھ پوچھو ہمارا
بدر پریشان ناساز ناخوش
محبت سی ہر رنگ میں ہے یہ پانی
دین بحر سے کیون ہے سب آشنا خوش

قطعہ

نصیب ۲۴۰ ولہ

[illegible]

Checked 1987

ریاض البحر از بحر امداد علی ۲۵۶۲۳۰

فقیر پیر مغان وقف التصیب بصیب
کسیکی سنتی ہین باتین یہ اپنی کہتی ہین
کہان ہم اور کہان تم یہ دم غنیمت ہے
ہوا مین تیری ہوائی ہوا جو نالۂ دل
بند ہی ہوی ہی نیت نہ بھولیی تجکو
گلو نکو دیکھ لو یہ روشنی کوی دم ہے
خدا کی شانکو دیکھو نہ قیل و قال کرو
کھلین ہین جب تلک آنکھین زبان بند نہین
فراق یار مین یہ سلب ہوگئی طاقت
ہماری بات جو سنتا نہین کوئی ہے ای بحر

کھڑی ہین جام بکف ہم سر مژگان خاموش
پڑی ہین جا کہ یہ یاران خوش بیان خاموش
کرم کیا ہی تو بیٹھو نہ مہربان خاموش
نہ تابعہ ہوا شعلۂ فغان خاموش
پڑ ہی ترا کلمہ دل جو ہو زبان خاموش
خزان کری نہ چراغان بوستان خاموش
بتونکی طرح سی بیٹھی ہو یہان خاموش
جب آئے نیند ہمین ہو رہی قصہ خوان خاموش
پڑا ہون صورت دیبا مین ناتوان خاموش
پکارتا ہی دل اپنا کہ ای زبان خاموش

ردیف صاد مہملہ

۲۴۱

سیکھا ہی کس استاد سی ای یار یہ رقص
دیکھی نہین یہ گردش چشم ادبت طناز
کھٹنے مین بھی پڑتی ہین بھی ٹھکراتی ہو دلکو
بی یار خوش آتا نہین با جا کہ یہ طاؤس
کیا بیٹھی ہوی کہتی ہو ناچ محل مین

شاگرد ہو زہرہ بھی جو دیکھی وہ ترا رقص
قدرت کا تماشا ہی تری تیلیونکا رقص
ایجان جہان ظلم اسی کہتی ہین یا رقص
دیکھین نکبھی ہم جو کری مرغ ہما رقص
عاشق کو تڑپتے ہوئے دیکھی نہ یا رقص

ردیف صاد مہملہ

آفت ہی زمانی کی بلی یار کی رفتار
رقاص کی صحبت سی کنارہ کرو ای بحر
قطع امید دل ہی ہوئی ہوا و حرص

دلکی خرابیاں ہین یہ سب بیقرار جان
کعبے کو ڈھا رہی ہی بنا ہی ہوا وحرص

ہر شخص کا ہی دانت زمانیکی مال پر
دو سانپ گنج پر ہین بجا ہی ہوا وحرص

کیا داو عشقباز تہیدست کا چلے
رکہتا ہی کیا بساط سوا ہی ہوا وحرص

جب تک کفن نہ پہنین گے یہ مردم حریص
اوتریگی جسم سے نہ قبا ہی ہوا وحرص

ای بحر کیا حباب صفت سر اوٹھائیے
اپنی گرہ مین کیا ہی سوا ہی ہوا وحرص

ردیف ضاد منقوطہ

۲۴۳

گل خورشید سی علی ہی بہار عارض
کیجیے توڑ کی تار و نکو نثار عارض

دیکھکر تجکو گل پہول سی یہ کہتی ہے
مین ہون قربان وہ ہین تیغ ہو نثار عارض

کالی آندہی خط نوخیز کی اوٹھی ایسی
روز عارض نظر آیا شب تار عارض

تیرا دیدار ہی پیغام اجل ای صیاد
خال گول ہی ہر اک ل ہی شکار عارض

برج میزان یہ شرف رکہتی ہین اوسکے ابرو
پلۂ ماہ مین تلتا ہی وقار عارض

ای پریرو نظر بد سی تو محفوظ رہی
رہی یہ زلف سیہ فام حصار عارض

کہ رہی ہین ارنی طالب دیدار تمام
ید بیضا سی نکلتا نہین کار عارض

پوچھتا کیا ہی مہوس مری محبوب کا رنگ
جھوڑ کر دیکھ لی تاب ہی یہ غبار عارض

خوبرو ونکو خدا نی یہ دیا ہی رتبہ
ہی خداوند جلب آئینہ دار عارض

ہاتھ کب آتی ہین رخسار گل اندامونکی
کم نہین سیع ونیکی چڑیا سی شکار عارض

ٹھوکری ہی ہیں چھیڑی اوسنے جبھی سی چاہ بد
بوسے میں اوسکے زواری شرط

چشم تر کو ہے اشکباری شرط
ابرو عشق میں ہے رسے تر

آسمین میں ہے آبداری شرط
ای فلک میرا دل نہ مہیلا

ناتوان دل ہی اور بہاری شرط
ناز بیجا او نہمارے کا کیون لے

تم یکالا ہمین تو بدنام ہے ہماری قسمت مین
وہ ہماری شرط

جیت سمین ہی ہے اوسکے لونگا یا دونگا
یار آیا ہے ای ساقی جو ہاری شرط

عشق میں ہی ہزار بیقراری شرط
دیکھکر اپنے داغ روتا ہون

اس چمن کی ہے آبیاری شرط
حال پرسی کوی کرے نہ کرے

عاشقی میں ہے آہ و زاری شرط

فراق وصل ہین مرتوم دو علاج اسکے علاج خشک لب و چشم تر کا کیا ای بحر	کتب مین عشق کو بقراط نی لکھا ہی مرض چھپاون عشق مین کیونکر کہین چھپا ہی مرض

ردیف طای مہملہ

یہ دن کہان نصیب کہ دلبر کا آئی خط	۲۴۵	مین نامہ بر کی صدقی مرادل فدا ای خط
اوس طفل خو نی سیکڑون پرزا اوڑا ای خط		اب بہیجتا ہون کاغذ بادی بجای خط
یارب نہ مدعی پہ کہلے مدعای خط		تقریر مین آگئی یار نہ دفتر چڑہای خط
حیرت فزا حقیقت عاشق ہی سربسر		مانگی جو یار آئینہ قاصد دکھای خط
پوچھا جو میرا خط تو چیڑ ہا جن رقیب پر		کیونکر نہ وہ بنا کی فتیلہ جلای خط
مدت کی بعد نصف ملاقات بہی نہین		یہ بہی مرا لکھا کہ ادھر بہی نہ آی خط
اعمالنامہ ہاتہ مین دینگی جو حشر کو		مشتاق خط یار پکاریگا ہای خط
لکھونگا مین اسیر قفس کو چمن کا حال		لادی صبا کوی ورق گل برای خط
قاصد کی انتظار مین نقش بر آب ہون		مثل حباب جان ہی تن مین ہوای خط
زنجیر پا و نمین ہی گردن مین طوق ہے		فریاد ظلم زلف ہی مجہ پر جفای خط

	قسمت کے لکھی سے تعجب نہین ہے بحر دریا مین تیری نام کا قاصد بہا لے خط	

عشق مین تہی وفا شعاری شرط	۲۴۶	مر مٹے ہم مگر نہ ہاری شرط

ردیف ظای معجمہ

اتبع نی زبان ہاری ہے
تنگ ہے نہاری شرط

بیوہ اری کر جا گیا ہی جہان
جان جی جاتی ہی دل کی ہاری شرط

جان دینی کی ہے ہماری شرط
ہر درین عشق کی ہی شرط

سجدہ بیتاب سواری شرط
اب جو ہم دیکھی کی ہی بیماری شرط

اسیر ہمین ہے ہماری شرط
کرتی نا ہیں جان پر وانہ

ردیف ظای معجمہ

بحجہ یار کا عشق ہوا آفات سی محفوظ
معود ہی چمین ہم جب لگا فاسے محفوظ

بارہی یہ وہ ہی کیا لگائی ہی رہمت
ای عشق یار ہو ان زبان سی محفوظ

بارگی لو ہی نہین لحظہ جان ہی کا لے محفوظ
بطالب

ظلمات مین کب چشمۂ حیوان نظر آیا
ہے قلب سیہ بزم خرابات سے محفوظ

ہے پیر مغان رہبر کوثر نہ خبر ہے
ڈہوکی مین رہا شیخ خرابات سے محفوظ

جو مورچہ رو رنسی ہی باہر وہی پامال
جو خانہ نشین ہے وہ ہی آفات سے محفوظ

ہم بوجہ گئے جیسے کہ قاضی کا معما
رہتی ہین خضر کی بہی ملاقات سے محفوظ

کانونسے سنین گی نہ کبہی ہم سخن بد
جبتک ہی زبان اپنی بری بات سے محفوظ

تلوار چلی ابرو نسے تیر غمزہ سی
کوئی نہ رہا اوسکی اشارات سے محفوظ

دنیا کی ہوا تجکو بھی لگ جاے گی زاہد
کبتک رہیگا اپنی کرامات سے محفوظ

اوس زلف کی الفت سے ہے سینہ نہی عاشق
ہم دن کیطرح رہتی ہین اس رات سے محفوظ

تقصیر شب وصل کچہ ایسی ہوی ہم سی
گہو نسی ہی نہ ایمن نہ رہے لات سے محفوظ

چہایا ہی سحاب کرم اوسکا غربا پر
چہپر کی تلی رہتی ہین برسات سے محفوظ

غیبت ہمین اچہو نسی ہی نفرت ہے بزرگو نسی
ہین صاحب تمیز مساوات سے محفوظ

بی بہرو نمین بہرو نکی طرح بیٹھیے ای بحر
کانونکو خدا رکہی خرافات سے محفوظ

جاتا رہیگا ایک ہی ساغر مین سب لحاظ
پینے دو نشا ہوتی دو رہتا ہی کب لحاظ

اس چشم سرمگین کی مرنی کل کچہ اور ہین
دیکہا عروس کا بہی فقط ایک شب لحاظ

خلوت مین ہم ہین تم ہو کوئی دوسرا نہین
یوجہ منہ چہپاتی ہو یہ بے سبب لحاظ

گستاخ ہوتی ہوتی جو کرتی ہو تم سکوت
شاید کہ چپکی چپکی ہی خصت طلب لحاظ

[illegible]
کیون زبان شعلہ ... تیز رانہ شمع
[illegible]

اوس پری کی سامنی آئی تو ہو جاتی ذلیل
چھپ رہی فانوس مین ... فرزانہ شمع
چاند سمجھی ... کوئی ایسا نہین
دی مجھی اوس عارض پر نور کا ... شمع
تیری پروانو نکی ... ہو تا پہلی
ہوی تیری ذلین کوی آنسو ... شمع

ردیف شین معجمہ

چربی چھا جاتی ہی آنکھوں مین طمع سے چیز کے
گنج زر سر پر اوٹھا نیکو بنی مزدور شمع

خوبرو ونکی انہین کیا قدر جو ہین بے بصر
ہی مساوی کور کو نزدیک یا دور شمع

پاؤن ٹپکتی ہین تپنگی کچھ اوسی پروا نہین
تاج زرین کہ کی سر پر ہو گئی مغرور شمع

دیکھ تو اے محتسب کیا دختر رز کا ہی نور
ساغر چینی کنول ہی شیشۂ بلور شمع

درد دل غیر ونکا وہ جانی جو صاحب درد ہی
سر کو دہنتی ہی جو سنتی ہی مرا مذکور شمع

عاشق ہم نورانیو نکو بھی لیا سی مین نہین
دیکھ لین سب عیب محفل مین کھڑی ہی عور شمع

تشنۂ سوز محبت ہی تو پھر رونا ہی کیا
اشک پی پیکر مصورت رہی مسرور شمع

مین وہ مجرم ہون کہ بعد از مرگ میری قبر پر
پھول رضوان لائیگا روشن کریگی حور شمع

نور کی سانچی مین ڈہالا ہی اوسی صانع نی تجھے
کاکل مشکین دہوان ہی قامت پر نور شمع

ردیف غین منقوطہ

251
دیکھی جو بن میری سطر کا ب تو ہو پروانہ شمع
آتی جگنو کیطرح دستک پہ بیتابانہ شمع

چاہتا کوئی تو کرتی ناز معشوقانہ شمع
مانگتی قیمت مین اپنی لعل کا بیعانہ شمع

آجتک آداب محفل سی ہی بیگانہ شمع
سر کو کٹواتی ہی رکھ کر پاؤن گستاخانہ شمع

پھول جائی اسقدر وہ شاخ گل کیا چیز ہے
پہلجھڑی چھوٹی اگر روشن کری جانانہ شمع

جز خدا کوئی نہین اس بزم مین ... سان
سمجھے اپنی آنسوؤنکو اپنا آپ دانہ شمع

ایسی ... ارشن کرون
پھونک ہی ڈر کر پتنگی کیطرح کاشانہ شمع

باوجود آتش بانی کی یہ خوف حرف ہے
کہہ نہین سکتی حریف عشق کا افسانہ شمع

[illegible]

ہیم خزان ہی اب نہ امید بہار ہے — طاؤس وار ہون ہمہ تن بوستان داغ

بھڑکی ہوی ہی آتش شوق چمن جہان — گل نقش داغ ابر بہاری دخان داغ

طالب شراب کی نہین خونناب نوش عشق — خواہان کباب کے نہین لذت چشان داغ

بالی تمہاری کان کی بنجائین بجلیان — شمہ کبھی سنو جو مری داستان داغ

کیا کیا ذلیل و خوار ہوی ہین جنون نہین — دور زحل ہماری لیی ہی زمان داغ

ہوتی ہی جیسی معدن یاقوت کوہ مین — اسطرح اپنی سینی مین پنہان ہی کان داغ

شق ہوا گر یہ سینۂ تفسیدہ صبح وار — پوجین سب آفتاب سمت آستان داغ

ساری متاع صبر و قرار اپنی لٹ گئی — ڈاکا سرای دل کو ہوا کاروان داغ

سینے سی اوٹھ کی جاتی ہین اب کو ہجر — دل سے سواد ماغ ہی نقل مکان داغ

ایسا ہی اک حسین کی ہاتھون جلا ہوا مین — نقش جہان ہی میرے نظر مین بسان داغ

ای ہجر حال سوختگی کیا کرون بیان
ہی لگی نام سینی کی اندر نشان داغ

۲۰۳

ہین بے گل کھائی کہ منت کسی روشن چراغ — صورت سرو چراغان ہون سراپا تن چراغ

عشق کے اعجاز سی ہی داغ دل روشن چراغ — میری گھر مین رات دن جلتا ہی بی روغن چراغ

اوٹھ گیا جس وقت اسکی منہ سے دامان حجاب — دیکھنا چھپتے پھرینگی سب تہ دامن چراغ

لو دکھا کر گوشہ جانا کی جلاتا ہی مجھے — سینے جب دے تن کیا میرا ہوا دشمن چراغ

زر دیا جنکو خدا نی اونکی گھر روشن ہوی — بنگئے گویا در و دیوار کی روزن چراغ

محاصرہ یہ کیا ہی سیاہ روزی نے — برنگ ماہ مری گھر مین ہی گہن مین چراغ

عجب بہار دکھائی بہار کی صدقے — کھلا ہی پھول کہ روشن کیی چمن مین چراغ

ہر ایک بزم کی ہے روشنی فسانۂ عشق — ہماری داغسی جلتا ہی انجمن مین چراغ

زوال حسن مین ڈھونڈھیگا اپنی کشتونکو — بجای تیغ ہی گلدست تیغزن مین چراغ

مجھی یہ قطع ہوی ہی قبای دلسوزی — ہوا سی آگ کی جیبی ہی پیرہن مین چراغ

ہجو وایک کو کرتی ہین چاردہ کو سلام — جبین یہ داغ ہی تارا زبان دہن مین چراغ

جلا ہوی ہی جواہر کو تیری بازو نسی — نگینی بنگئی ہین ساری نورتن مین چراغ

وہ تیل ڈال کے آیا ہی آج بالونمین — جلے گا روغن افعی سی انجمن مین چراغ

نظر مین بلبلونکی داغ بنگئی سب پھول — جمال یار نی گل کردیی چمن مین چراغ

رہی بتونکو مبارک دیا دوالی کا — ہماری دید کو ہی چشم غزلان مین چراغ

سوا ہی داغ ہی کیا خاک جسم لاغر مین — فرشتی دیکھین گی مرقد کی جا کفن مین چراغ

وہ ہون پتنگ جلای وطن کرونگا اگر — برنگ شمع مجھی ہوئینگی وطن مین چراغ

ہر ایک عضو بلوری کنول نظر آیا — جلی جو عکس چراغ انسی اسکی تن مین چراغ

شہید عشق ہین پروانہ وار گرد آو — سنہری قبضہ ہوا دست تیغزن مین چراغ

امیدوار رہو اپنی داغدار و نسے — شریک حال ہی آسایش محن مین چراغ

زبانی ہی لیی جاتا ہون داغ صحبت ہجر — جلا تا تم مری ہستی کی انجمن مین چراغ

اوس خوبرو کی سامنے یون آفتاب ہے
جسطرح آفتاب کے ہو روبرو چراغ

چومک فتیلہ سوز پہ جلتے ہی بیشتر
محفل مین ڈہونڈہتی ہین تجہی چار سو چراغ

شبکو سیاہخانۂ عاشق نیا ہی گا
ڈہنسے ہماری گہر کی کری جستجو چراغ

میرا سا جذب ایک پتنگی مین ہو اگر
جگنو کی شکل اوڑتی پہرین کو بکو چراغ

اعجاز لب ہے وہ اگر پوچہی زدل
مانند آفتاب کرے گفتگو چراغ

ہوتی ہی شب کو یار کی منہ پر یہ رو شنے
کرتا ہی تل کی دانی سی گو یا نمو چراغ

چہٹکی جو تیری حسن کی محفل مین چاندنے
کیا کیا چراغپا ہوی ایماہرو چراغ

روشن کرے ہزار فتیلے شعاع سے
رکہتا نہین فروغ تری روبرو چراغ

ہی جسکو سوز عشق وہ راحت طلب نہین
کب اپنی رنج و داغ کا ہو چارہ جو چراغ

خورشید تو ہی انجمن افروز بزم حسن
تجسے ذلیل شمع ہی بی آبرو چراغ

شبو کی ایک شاخ ہی تیری حضور شمع
اک پہول انار کا ہی تری روبرو چراغ

روتا ہی ہی بحر تو آنکہو کو رو دو گی
لیجائیگی بہا کی کسیدن یہ جو چراغ

ردیف فا

۲۵۷

لیلی نجای اپنی کجی پر جو آپنی لف
عاشق کو سانپ بنکی ابہی کاٹ کہائی لف

خورشید منکسف ہو اگر بسر و ٹہائی لف
اپنے وہین سی چشم فلک کو ر والی لف

عشاق پر کچال ہی بہاری ہے یہ گہن
ایماہرو عذار پر آ کی نیا ہی لف

دکھا کے وہ زنخدان دل چرا لیا میرا
جو پوچھتا ہون تو کہتی ہین ہم نہین واقف

یہ جانتا ہون جو اوسمین گرا نہ پھر نکلا
چہ وقت ہی کہ یہ بیر العلم نہین واقف

کہان نصیب عنادل کو خط آزاد آتے ہے
الف سے سن کی گلکی قلم نہین واقف

کسی سے پوچھیے کالی ہی یا کنہیا ہے
لیا ہی زلف نے کسکا صنم نہین واقف

بیان داغ جگر پیش ترک چشم عبث
زبان ہند سی اہل عجم نہین واقف

مہا جنون کے وہ والی نکلتے دیکھے ہین
چلن سی دام و فا کی درم نہین واقف

رہون جو اوسکی گلیمین ہی ہی بیتابی
کہ زلزلی سی زمین ارم نہین واقف

خط عذار ہی یا اشرفی کا سکہ ہے
تمہاری حسن کی دولت سی ہم نہین واقف

کہلا یہ حال فلاطون کو خم نشینی سے
کہ خط جام کی معنی سی جم نہین واقف

نہ پوچھو ہمسے ہیولا مزاجیان اوسکی
معینون یار کی صورت سے ہم نہین واقف

وفا بھی شاذ ہی مانند اسم اعظم بحر
جو ایک اس سی ہی واقف پدم نہین واقف

ردیف فا

۲۰۹

لوح بلور سی ہی سوا پیٹ صاف صاف
چلا سی ہی کمر تو نگینہ سی ناف صاف

ظاہر ہی حسن یار سی عکس غلاف صاف
زلفین جو بیچ بیچ تو رخسار صاف صاف

اتنا نہ اتفاق عناصر پہ ناز کر
ہر وقت دیکھنا ہی مین سب خلاف صاف

وہ خوش مزاجیان ہر ہین ہمسی یار کی
اب تو ہر ایک بات مین ہی انحراف صاف

کیونکہ گلیم پوش نہ روشن ضمیر ہون
رکھتا ہی آئینی کو نمد کا غلاف صاف

ردیف قاف

تیغ ابرو سی صنم میں بل آنی پائے
فلک بنیاد عناصر سی ہیں غافل عشاق
صدقی اوس صانع قدرت کی بنایا جسنی
تیری عاشق سی تنگی کو بھلا کیا نسبت
باغ پر جھومتی آتی ہیں گھٹائیں کیا کیا
حال کھلتا ہی ہر اک جنس عشق و ہوس کا
کہیں یوسف ہی غلام اور کہیں خواجہ یا
جسکو نکو حرکت ہو یہ تماشا وہ ہی

کاٹ کر سر ابھی دیتا ہوں نہیں جبر یا نہ عشق
چار دیوار کا محتاج نہیں خانہ عشق
یار کو شمع محبت مجھی پروانہ عشق
کو دنا آگ میں ہی بازی طفلانہ عشق
رقص طاؤس ہی یا جلوہ مستانہ عشق
کم نہیں ہوتا زر گرسی یہ پیمانہ عشق
کیا تماشا نظر و نکو بھکاتا ہی پیمانہ عشق
پتلیاں رقص کریں کہیں جو بتخانہ عشق

منبر و منبر ہی عبث غلغل واعظ ای بحر
سننے دیتی ہی کسی غلغل میخانہ عشق

واعظو خیر تمہی ہی مستانہ عشق
وہیں خم سی ہم کرتی ہیں شکرانہ عشق
جادۂ زلف پہ دوڑا جو میں دیوانہ عشق
ہر بگولی کو ہم انگشت اشارت سمجھیں
ابر رحمت ہی کبھی صاعقۂ قہر کبھی
ای ہی ملتی ہیں کس سی ہی ملتی والی
ولمیں تو ہر میں ہی کیا فرق اگر داغ ہو

تمکو کوثر ہو مبارک ہمیں پیمانہ عشق
خون عشاق سے لبریز ہی پیمانہ عشق
کالی کوسوں نظر آیا مجھی ویرانہ عشق
کف دست ملک الموت ہی ویرانہ عشق
جلوہ ہر وقت نیا رکھتا ہی دیوانہ عشق
اپنی سائی سی جو رم کرتی ہیں دیوانہ عشق
درد الفت نہیں جسکو وہ ہی بیگانہ عشق

ردیف فا

بڑھی ہی گریہ عاشق سی آبروی فراق
فلک ہی اپنی نظر میں حباب بوئی فراق
ہماری داغ غمسے ہی آفتاب روئی فراق
ہماری اشک سی دریا ہی آبروی فراق
وہ منہ کفن میں چھپایا جو دیکھی روئی فراق
او دہن کا غازہ ہی گرد کوئی فراق
فراق جان و بدن ہی جدا ہی ...
فسانہ خواب عدم کا ہی گفتگوئی فراق

گلبکا ہار ہو دور بہار ایسا قی — پلا دو پھول کہ جسمین نہ آوی بوی فراق

اگر رہا ہی رونا تو رہ چکین آنکھین — ڈبوئیگی مری نپسوبونکو جو ہی فراق

کہن خرابہ و زندان و دشت و گورستان — یہ چار شہر جنون ہین یہ چار سوی فراق

کشید زخم کی انگور کی جو ہی نزلت — بہر و نگا بادہ خوناب سی سبوی فراق

کسیکے زلف کی حلقی تہی تیلیان کل تک — کہنک ہا ہی ان آنکھون مین آج موی فراق

ہمین فراق کی صدمون نے پیس ڈالا بحر — ہمارا پیکر خاکی ہی گرد کوی فراق

ردیف کاف تازی

غنچے چٹکین گی پہر نجالق گلشن کب تلک — خشک بیتونکی ہنون نالہ و شیون کب تلک

ایک سا حال کسیکا بہی رہا ہی صاحب — ناز طینت مین رہا بہی یہ جوبن کب تلک

آستین مین جو چھپا ہی ہون رنی پر — دیکھون آنکھونسی سرکتا نہین دامن کب تلک

پڑگئی پردہ ناموس مین بہی رخنے — دلکو صد چاک کیگی تری چلمن کب تلک

مستی بو جہ لگائی نہین کہلجا گئی حال — ناشگفتہ رہیگا غنچہ سوسن کب تلک

پاؤن پردیسی نکالو بہی کوی آ چلو — جو تی بیزار لڑین شیخ و برہمن کب تلک

خوبرو آنکو سمجھے رہین تصویر گلے — عارضی حسن ہی یہ نگ یہ روغن کب تلک

شب ہے ہنگام شباب آپکا چہرہ ہے چراغ — شعلہ بھڑکایگا یہ رنگ یہ روغن کب تلک

کوی تو ہاتہ سر رہی کا ادہر ہی قاتل — بہڑکی نبضونکی طرح یہ رگ گردن کب تلک

ردیف الکاف

کبھی نہ ہونگی کسوٹی سے اہل زر نزدیک	۲۶۶	ہیں انکا وعدہ سمجھتا ہوں شعر تر نزدیک
جو نام لیتی ہیں مطلب کا قتل ہوتی ہیں یا		ہماری نخل سے پہل دور ہے ثمر نزدیک
نکل کھڑی ہوی جسوقت دل ہوا پر غم		ہمارا اشک کی مانند ہے سفر نزدیک
وصال یار کا کیا دم بہر نہ کہاں وقفہ		ہے زلف و رخ کیطرح شام سے سحر نزدیک
درازی شب ہجر انکا کیا بیان کرون		ہماری صبح سے ہے حشر کی سحر نزدیک
بناؤن روزن دیوار یار آنکھونکو		جو مثل حلقۂ عینک ہے گھر سے گھر نزدیک
وہ قاف میں ہی ہیگا تو جاؤنگا میں ضرور		کہ دور کوس ہے اوس پیکا گھر نزدیک
زبان مخبر صادق ہے ناطقہ سے گواہ		خبر سے ہون تو ذرا گوش بےخبر نزدیک
جو اسکو دور سمجھتی ہیں عقل سے ہیں وہ دور		کہ یار ہے رگ جانسے زیادہ تر نزدیک
یہ روشنی ہو کہ کسب ضیا کری خورشید		ہماری داغ جگر سے جو ہو قمر نزدیک
فلک سے ہیں وہ نحوست کی صحبت کو		کبھی تو اپنی ستارہ سے ہو قمر نزدیک
کشیدہ مثل کمان دور دور رہتے ہو		کبھی تو تیر کی پلّی سے ہو گذر نزدیک
بعید مرگ معلق نہ مرگ مبرم ہے		جو آنیوالی ہے سمجھی اوسی بشر نزدیک
چراغ طاق پہ بہتا ہے داغ سینے میں		بصیر سب ہے یہاں دور اور بے بصر نزدیک

حصول قرب سے کیا بے نصیب کو ای بحر
کف ورق ہی تہی گرچہ ہے ثمر نزدیک

ہر وقت لب گور سے دیتی ہے صدا خاک	۲۶۷	سمجھے رہیں آپ آپکو سلطان و گدا خاک

ردیف کاف فارسی

۲۶۸

ہزار حیف نہ ٹھہرا گل و سمن کا رنگ — خزاں میں صورت طوطی اوڑا چمن کا رنگ

سفید ہی غم فرقت میں تن بتنکا رنگ — ہماری جان نہ ہستی میں ہی کفن کا رنگ

خزاں کو دخل نہیں باغ شاعریں کبہی — بہار پر ہی ہمیشہ گل سخن کا رنگ

ہماری داغ چمک کر ابہی مٹا دیتے — بندہا ہوا ہی تری بانہ نورتن کا رنگ

بشکل شمع نہیں آج روشنی منہ پر — بہ رنگ دود پریشان ہے انجمن کا رنگ

بخور مشک کا ہوتا ہی اور عنبر کا — اوڑا رہا ہی ہوئی لف پر شکن کا رنگ

رہ عدم کہو اسکو در عدم اوسکو — وہی ہی وپ کمر کا جو ہی دہن کا رنگ

ملا ہوا ہی تعصب کا جہر و نیر دغن — مٹا سکا نہ کوئی شیخ و برہمن کا رنگ

خجل ہے مہر درخشان یہ ضوہی جہر کی — شفق لباس ہی بہولی یہ ہی بتکا رنگ

کیا ہی موتیونکو آب آب دانتوں نی — کریگا سیم کو سیماب سیمتن کا رنگ

اگر ہنسی میں کبہی دانت کہل گئی او سکے — اوڑیگا صورت شبنم در عدن کا رنگ

سلاح باندہ کی اتنا تر نش نہو دیکہو — کہیں گہٹی ترے کہٹا نہ سی بانکپن کا رنگ

سُنا نہ طرز سخن تیرا ایک بلبل سے — کسی کلی میں نہ دیکہا تری دہن کا رنگ

ہماری شہر کو تقدیر نی کیا مٹی — غبار رہو کی سڑک پر اوڑا وطن کا رنگ

نگین فن کی لیئی مال ڈانک ہی ای بحجر — بغیر زر نہیں کہلتا کسی کے فن کا رنگ

ردیف لام

کسکے پرتو سے ہی مردگون ہے برج آسمان
کون اس خط کی محل مین ہے نگار سبزہ رنگ

سبزہ زار حسن کی کیونکر نہو دگنی بہار
جب وشالہ سبزہ اوڑہی یار سبزہ رنگ

جوہری کہاتی ہین ہیرا جسکا عالم دیکہکر
کس مرو کی نگین مین وہ عذار سبزہ رنگ

دلفریبی گرچہ ہر رنگت مین ہے پر کیا کہون
طوطی ہاتہونکی اوڑاتی ہے بہار سبزہ رنگ

موت کی صورت نظر آئی اوسی یکہا نہ آہ
ڈہل گیا آنکہونکا نیل اے انتظار سبزہ رنگ

زہر کہا کہا کر ہری کہتی ہین اپنی تن بدن
سبز پوشی ہے مین تی سوگوار سبزہ رنگ

چاند سورج لاکہ اپنی حسن کی قلعی کرین
دیکہتی ہین کب اونہین آئینہ دار سبزہ رنگ

مجہین پروانی ہین یکہ نگی کیصورت ہو نسہو
وہ فدائی شعلہ ہے مین ہون نثار سبزہ رنگ

گرد کو اوسکی نہ پونہچا ایک طفل لالہ رو
گوی سبقت لیگیا وہ نیسوار سبزہ رنگ

کہا انسکو بہی مثل مقراض گان اپنی آنکہون سے نگاہین
حق سی ہے گزرین ہم خدمتگزار سبزہ رنگ

آنکہ کی پتلی مین کچہ صورت پری سی جا ہے
زنگ خوردہ آئنہ کرتا ہی کا سبزہ رنگ

منزلت کہتی ہین جسکو ہی یہان نے قدم
خضر سی نکلین گی بڑہکر دوستدار سبزہ رنگ

کیا ہوا گو ہر گلی لا رنگ بو سی یکدست
اس چمن مین سب طرح ہی نگار سبزہ رنگ

تیری خو نپر نمک افشان نہین حسن قمر
چاندنی سی کیا ڈرو تمہین دلفگار سبزہ رنگ

حسن گوری سی طاحو تونکا جلتی ہری ہوئے ہے
ایک حالت پر ہے چندی اعتبار سبزہ رنگ

نحلبند آفرینش سے عاما نگو یہ بحر
دفن ہون صحن چمن مین جان نثار سبزہ رنگ

ردیف لام

قطعہ

قطعہ

مقطع

مجھی شمع کہتی ہی محفل مین اوسکے
میان بحر آنسو بہانی ہی حاصل

۲۷۲

گریاں ہی اگر سوز محبت جگر گل
اپنا گل سمجہ جو دکھائی اثر گل
ای گل تری غیرت سے خمیدہ ہی سر گل
چمکے سر صیاد جو تیغ شرر گل
اندہیر ہی رخسارۂ رنگین پہ خط سبز
امید وفا قطع ہوی اہل چمن سی
سمجہا کوی بوجہا نہین گلزار جہان مین
بربادی عاشق ہی غم رخصت معشوق
تاثیر ہو مرغان قفس کی جو فغان مین
انداز نہین رنگت مین نزاکت مین پہبن مین
لکہتا ہو نہین ای باد صبا وصف رخ یار
تڑپا مین قفس مین تو یہ صیاد پکارا
رنگینی گلزار ہی خونریزی بلبل
بیکار ہی سب معرکہ بہمن و دی مین

داغ دل بلبل پہ پہنچا ور ہو زر گل
دانی ہون عقیق شجر یکے شجر گل
پتا ہو چمن سے ہون اگر بال و پر گل
بہر دون گل خورشید کی زرین سپر گل
چہپتے ہی تہ شام بنفشہ سحر گل
بلبل پہ چہری چل گئی ہیٹین نظر گل
رخسار گل تازہ ہی قد شاخ تر گل
مشت پر بلبل ہین غبار سفر گل
صیاد کا گہر پہونک دی اوڑ کر شرر گل
گل یار کی پاپوش کا ہی تاج سر گل
لادی ورق نسترن و آب زر گل
اوڑ کر نہین لانیکے تری پر خبر گل
ہے جوہر شمشیر بہاری گہر گل
مغفر سر غنچہ و بکتر ببر گل

ای یار خوش آتی نہین بی پیرہن بحر
بہاگون وشش بو جو ہو گہر بن تر گل

بیچا ہی سے مجھے کدہر ای دل
جان جاتی ہے مجھ کو ہر ای دل
عشقبازی سے ابرو ہر
اپنے فعلون سے درگزرا ای دل

ردیف لام

اسکو اگر خزان ہی تو اپنی بہار ہے — پہولینگے ہم خوشی سے چمن کہلائیگا یہ دل

مین ہاتہ جوڑتا ہون ضرور آئیگا آپ — واللہ رات بہر مجہی تڑپائیگا یہ دل

معشوق بدمزاج سے ملتا نہ چاہیے — لالے پڑینگے جان کے پچتائیگا یہ دل

ہمکو ذلیل خلق مین ہوتا ہے کو بکو — کس کس حسین پر نہ ابہی آئیگا یہ دل

بہولی نہین ہین کوی محبت کی ٹہوکرین — جب وہ کرعشق آئیگا شرمائیگا یہ دل

ساقی دکہا نہ جام و صراحی بہار مین — توبہ شکست ہوگی جو للچائیگا یہ دل

کیون ڈہونڈتا ہے سایۂ داماں ہر — کیا چاندنی کی کہیت سے بہل پائیگا یہ دل

ہوگی کبہی یار کی ہاتہون کو نصیب — ہر روز اپنا خون جگر کہائیگا یہ دل

تمنیٔ اپنی چاہنے والی کی قدر کی — اب اس سے ہاتہ اوٹہاو نہ ہاتہ آئیگا یہ دل

جو چاہیے وہ کیجیے اس بیکس کا حال — شکوہ زبان پر نہ کبہی لائیگا یہ دل

کس کس طرح کی داغ یہ آنکہین وہ کہائینگی — کیا کیا اذیتین مجہی پہونچائیگا یہ دل

یا رب اوس پری کی سواری نظر پڑے — بیٹہی بٹہای پہر مجہی وہ ڑائیگا یہ دل

کیون پالتی بغل مین اگر جانتی یہ ہجر
کچہ حق پرورش نہ بجا لائیگا یہ دل

۲۷۵

کیا محض خزالت مین ہی رشک چمن پہول — قد سرو تو رخ لالہ دہن غنچہ بدن پہول

کیا دانۂ گوہر مین ہی انگور کی تاثیر — کیا جہوم رہی ہین ہی کانونمین پہول

ہی موج نسیم سحری ہونٹہونکی جنبش — ہنستے ہو تو بجتا ہی غنچہ سا دہن پہول

سرون ہی نہین پھولتی انکھون مین بہار سی — جب تک کہ چڑہا جائین نہ وہ چار گہر پھول

روشن سخنی ختم ہی اوس غنچہ دہن پر — تھے پھول کی منہ سے کبھی ایسے جہڑی پھول

تقدیر مین دولت تھی گل رو کی صنم سے — تہالون نے بہت گو رجہنکائی نہ گرے پھول

رانگا ہوا گر دست برہمن تو ہی چاندی — وہ گل جو نہ پہنے تو ہین سونیکی کڑی پھول

فریاد کر اس درد سے ای مرغ گلستان — کانٹیکی سنان باندہ کی گلچین سے لڑے پھول

کسدن نہ کھینچے آہ شرربار کی تلوار — کسرات نہ مینے سیر مین جڑی پھول

کیا جرم ہی کس بلبل شیدا کو جلایا — کیون چار پہر دہوپ مین جلتی ہین کہڑے پھول

کیا سبزۂ رخسار سے نسبت ہی چمن کو — کانٹے یہ وہ ہین جنکی ہین پلی ہین ہری پھول

ہم زخمیونکو چاندنی کی تاب نہین ہے — سہتے ہین کڑی دہوپ نہایت ہین کڑے پھول

داغونہین کے قابل تھے ہم اس باغ مین اے ہجر — گلچین مقدر نی دیے ہین یہ بڑے پھول

ردیف میم

۲۷۷

دید کی جسدن بری ساعت ہوئی تحریر ہم — خال کو سمجھے ہین شتل عطارد تیر ہم

لاغری مین کب ہوئے ہی صیاد کی نخچیر ہم — تیر کی پر کی ہوا سے اڑ گئے سو تیر ہم

تیری زندان محبت سے نہ نکلین گے کبھی — پاؤن مین پہنے ہین پانی کیطرح زنجیر ہم

آگے آئینے کی طوطی بولتی ہین کسطرح — بھول جاتی ہین ترے امنہ دیکھکر تقریر ہم

ہر چمن مین نقشبندی کی ہی اوسکی حسن نے — ہر ورق مین دیکھتے ہین یار کی تصویر ہم

بصیر جانتے ہین حال خاکسار نکا — نہان ہین صورت معنی خط غبار مین ہم

کسیکے زلف رسا پر نہ جان دی کو — ہوی ہین لقمۂ اژدر لحد کی غار مین ہم

فراق یار مین کچھ گو مگو ہی اپنا حال — خدا ہی جانی کہ گھر مین ہین یا مزار مین ہم

اسیر دولت دنیا ہون کیا ہی زینت — گلا بند باقی ہین کب موتیون کی ہار مین ہم

جو کچھ کہا وہ کہا اپنی بات پوری ہے — تلی ہوی ہین ترازوی اعتبار مین ہم

فقط یہ خدمت استاد کا ہی فیض ای بحر
کہ غیر کے نہین محتاج اپنی کار مین ہم

۲۷۹

کمال سے ہوی مشہور ہر دیار مین ہم — طلب مین مشک ہین آئینہ تتار مین ہم

زخود رسیدہ ہین فکر مآل کار مین ہم — غمین نہ جبر مین شادان نہ اختیار مین ہم

بغیر یار کہین خوش نہین بہار مین ہم — جو خار دشت مین ہین داغ لالہ زار مین ہم

حقیر ہمکو نہ سمجھے کوی کسافت مین — قمر ہین ابر مین آئینہ ہین غبار مین ہم

کوی نشیب و فراز زمانہ کیا جانی — فتادگی مین ہین فلک وقار مین ہم

مٹا دیا ہی ہمین گرم و سرد عالم نے — شرر حباب مین ہین قطرہ ہین بخار مین ہم

ہوی ہین خلق زمانی مین بہر پامالی — چمن مین طاؤس ہین کوڑا ہین رہگزار مین ہم

بحکم حی من الما الہدی ساقی — کہ زندہ نشہ مین ہین مردہ مین خمار مین ہم

پی حلاوت دنیا یہ مرتبہ پایا — مگس شمار مین ہین مور ہین قطار مین ہم

حباب و بحر صفت فرق اعتباری ہے — تو ہے ہماری بغل مین تری کنار مین ہم

دال ہی تنگ ہائی یہ سمجھے او کہنا	کیا کری منہ مین سماتا ہی نہین نام تمام
ای غم یار ستانیکا یہی کون محل	نالۂ دل سے ہنڈولا ہین در و بام تمام
بلبلو خانۂ صیاد وہے گلزار نہین	کز گئین گل کی نظر آتی ہین گلدام تمام
سالکو جادۂ صحرای حقیقت ہی مجاز	سیل منزل مین تمہاری لیے اصنام تمام
عیش دنیا کی طرف رخ نکرو ای ندو	دیدۂ غول ہی اس میکدی کی جام تمام
قاصد آیا ہی تعو وہر کیسے غش آیا ہی مجھے	وحی گذری ہین یہان یار کی پیغام تمام
ایسی دولت سی جوانی کو ہو کیونکر پرہیز	تار چاندی کی ہون جب موسی کے قیام تمام
اسقدر رد و بدل چاہی کیا عاشق سے	ایک تیوری کی بدلنی مین تو ہی کام تمام
کسمسا کر مجھے سمجھین ابھی سے نہ کرو	رات تو ہو نہ دوا ای یار دل آرام تمام
طاقت گریہ نہین کھینچ رہا ہون دم سرد	آئی جاڑی ہوی برسات کی ایام تمام
بیوفائی سے نہ ملو اسی خدا حشر مین ہے	ملکے چھٹ جائینگے ارواح لیے اجسام تمام
کوی دم اور تڑپنے دی مجھے او صیاد	توصلی دلکی نکل جائین تو دام تمام

آبکاری کی کچہری مین چلی کشتی می
بحر میخانے جو ہو جائین تہی نام تمام

آستین سے چھپاتا ہون چشم گریان سیدم	یاد کرتا ہون تجھی ای آفت جان سیدم
زندگی میری غم جاناں کی ہاتھون ہے چلی	مانگتا ہی خون پینے کو یہ مہمان سیدم
پہاڑ کر کپڑی نکلتا ہون یہان کیا دیر ہے	گھونٹتا ہی کیون گلا میرا گریبان سیدم

ردیف میم

ردیف نون

ردیف نون

شاہد آنکھیں ہیں انکی دنسی غمدیدہ ہیں ہم
پتلیونکی شکل اپنی داغ دل ہمزاد ہیں

صدمۂ فرقت اٹھانیکی ہمیں عادت نہیں
جھیل لی انکی کڑی ہمنی تو پھر فولاد ہیں

بلبل بیمایہ ہیں ہم کیا اجاڑ کے باغ لیں
مشت پر رکھتے ہیں سو نذرانۂ صیاد ہیں

رحم لازم ہے ہماری حال پر ای گلرخو
ہو گئی آشفتہ کیصورت خانمان برباد ہیں

سمجھے آہو یار کی آنکھونکو ہم ماری پڑی
کیا خبر تھی قالب آہو میں وہ صیاد ہیں

دار کو بھی جانتے ہیں آزمایش کا الف
حق پڑھی ہیں ہم بھی وہ حرف ہمکو یاد ہیں

قامت جانانکی الفت ہے نجات عاشقان
یہ الف ہے جنکی ماتھی سرو بھی آزاد ہیں

ایکدن ڈھہ جائیگا تیرا غرور ای باغبان
جڑ سے گل ہونگی اوکھڑ جائینگی بے بنیاد ہیں

دیکھی کٹتی ہے کیونکر یہ شب فرقت ہمیں
کہکشان خنجر ہے تاری دیدۂ جلاد ہیں

یار کے چین جبیں سے خوف کرنا چاہیے
مستتر اس نقش میں قہار کی اعداد ہیں

پھرتی ہے تصویر شیرینکی جو آنکھوں کی تلے
غیرت بادام شیرین دیدۂ فرہاد ہیں

بحر سب کو فیض پہنچا انکی تحقیقات سے
حضرت ناسخ کا کیا کہنا جگت استاد ہیں

ششجہت کے سیر کرتی ہیں جو چشم یار ہیں
دو نہیں چشم کی دو آئینے رخسار ہیں

حیرت افزا یار تیری حسن کا آوارہ ہے
طوطیان ہیں چار ابرو آینہ رخسار ہیں

اپنے مشت خاک سرمہ ہے محبت داغ ہے
سب کے آنکھوں میں سبک ہیں سبکی دلبرا ہیں

جوش گردش بنا ہے میرا پیکر گرد باد
دائرہ ہر شست سے میرے قدم پرکار ہیں

چاہیئی فرخ دری ہستی کہ ہم اوسکی ہین ریز جیب و دامن کیعوض تن پر ہین اب وہ ہجیان	بادہ نوش عشق ہین ہم لوگ آتشخوار ہین فرق پر دستار کی ہیچ نکی جا دستار ہین

بحر چشم دوستی سبزان دنیا سے نرکہ
بیوفا سب ہین یہ طوطا چشم کسکے یار ہین

سلسلہ زلفون سی ہے عاشق قلندر وار ہین	سنبلستا نمین ہزارون بستری گلزار ہین
ہم نشانہ ہین مژہ کی تیر دلکی پار ہین	تیری ہم کشتے ہین شاہد دیدۂ خونبار ہین
یار کی تیغ حجازی ابرو خمدار ہین	ہم گنہگار و نکو کیا غم ہی کہ تیری یار ہین
ہاتہ کب انسے ملا سکتے ہین عاشق زار ہین	ترو ریستان صنم کی پہلوان طیار ہین
ای پری سودائے تیری کا فرو دیندار ہین	تیری جنس حسن کے دونون جہان بازار ہین
صورت تصویر محو انتظار یار ہین	طالع خوابیدہ کی مانند ہم بیدار ہین
بال ہے یا ہے کمر عقدہ ہی کہی یاد ہین	بہید کچہ کہلتا نہین کیا جانین کیا اسرار ہین
قید کب ہوتا ہون ور نہ جنون ہی اجل	طوق ہی مشکل گریبان ٹریان تار ہین
ریش قاضی آج دست ساقی مہوش ہین ہے	طاعت و تقوی خر تنبور پر اسوار ہین
تیری مہتابی کی منزل کو نہ پوچہا آفتاب	چرخ کی تار و نسی بالا ارون دیوار ہین
طوف بیشک ہی تمہارے گرد پہرنا ہی سیع	کعبۂ مقصود عاشق ابرو خمدار ہین
دین و ایمان پر دل و جان پر حواس و عشق	اختیار یار ہی ہمنی کو ہم مختار ہین

بحر دنیا مین نشان زندگانی نام ہے
شاعرو نکو موجۂ آب بقا اشعار ہین

ردیف نون

اطاعت مین کسین ہم چشمیوشی ہو نہین سکتا	بجا لاتی ہین آنکھو نسی جو ارشاد کرتی ہین
خزاؤنمین سیر کیسی لوٹتی جاتے ہین کانٹو نپر	ہوا ہی باغ کے جھونکی ہمین برباد کرتی ہین
انہین توفیق خیر اللہ دی جو سچ دیتی ہین	انہین اللہ خوش رکہی جو ہمکو شاد کرتی ہین
عجب دام مصیبت مین پھنسی ہی جان بلبل کے	جو گلچین رحم کرتی ہین ستم صیاد کرتی ہین
وہ آنکھین میری قاتل ہین یہ جنبش مژہ کی ان کا	یہ چھریان ہین کہ جنکو تیز دو جلاد کرتی ہین
اوٹھا ئین ہاتھ نہ تیغو نسی بس اپنا موش ہو ہین	فلک سنتا ہی او نچا ہم عبث فریاد کرتی ہین
اگر سہرتی ہین ان اپنی وطنکو ہم بھی تی ہین	پھر اپنی صحبتین اوجڑی ہوی آباد کرتی ہین
ہوا جب سے جنون ہمکو ہوی ہم مورد آفت	ستم حداد کرتی ہین جفا فصاد کرتی ہین
حلاوت زندگانی کی ہی زندان محبت مین	اسیر یکی دعا اللہ سے آزاد کرتی ہین
نہین اپنا سی دنیا دیکھ سکتی اپنی ہمسر کو	بجا ہی ہمسی رد پوشی اگر ہمزاد کرتی ہین
جلا کرتی ہین پروانو نکی صورت شمع پر ہمیز	نہ ہم ہین داد کی خواہان نہ ہم فریاد کرتی ہین
بناتی ہین نقاب اوس شوخ کی منہ پر مرصع سین	ہمارا منہ نہین کچھ بانی بیداد کرتی ہین
بہلا کس سے کرین فریاد قسمت مین نہین راحت	ہماری درس جو ہین وہی بیداد کرتی ہین
تصور عارض محبوب کا ہمکو عبادت ہے	کلام اللہ پڑھتی ہین جب اوسکو یاد کرتی ہین

نتیجہ کیا بتائین بحر اپنی یا وہ گوئی کا
بنا کر جھوٹے سچ باتین دل اپنا شاد کرتی ہین

وہ مجھ فقیر سے زر کا سوال کرتی ہین	٢٨٩	مرا لہو عرق انفعال کرتے ہین

ردیف نون

حسن کے نعمت عظمیٰ ہو مبارک انکو
دخل کیا آپکو فعلو نہین ہماری ناصح
چشم تر مثل صدف ہو تو نکا سا نچا ہی
باغ عالم مین نہین بے ثمرو نکو کھٹکا
جب وہ دکھادیتی ہین وہ اپنی طلائی رنگت
دلفریبی کی بہت رنگ بدل آتی ہین
ہمسے دل صاف کسیکا نہین ہو سکتا ہے
آسیا وار ہمین پر ہی کرم ہر پہر کر
اس محبت کا برا ہو کہ ذرا عار نہین

کب وہ دیدار کی ہوکو نکی صلا کرتی ہین
ہم برا کرتی ہین صاحب کہ بھلا کرتی ہین
موتی بن بن کے یہان اشک ٹہلا کرتی ہین
ڈھیلے چلتی ہین انہین پر جو بھلا کرتی ہین
آنکھ کی ڈھیلے کو سونیکا ڈلا کرتی ہین
آدمی کیا ہین جہلا دا ہین جہلا کرتی ہین
کسطرح آئنے پر لوگ جلا کرتی ہین
کیا کہین ہم نگ وہ چھاتی پہ دلا کرتی ہین
اوسکے تلووں سے ہم آنکھو نکو ملا کرتی ہین

کیجیے الطاف و عنایت کی نگاہ ہونکو نہو جیہ
تیر تو دی کی طرح ہمیہ جلا کرتے ہین

حسین قتل ہمین بیگناہ کرتے ہین
جب اونکی شعلہ رخ پر نگاہ کرتی ہین
خدا کیواسطے خونریزیوں سے باز آؤ
وہ جنس اب نرہی وہ ہم رہی گاہک
یہی جواب کیون کی تا ابھی ہی
ہمارا نامہ اعمال ہی ہی سبزہ خط

انہین کی زلف دوتا کو گواہ کرتی ہین
سفید وار آنکھون کی آہ کرتی ہین
کہ آجکل ہین یہ رشو ادخواہ کرتی ہین
گلے پڑیگا ہی سودا نباہ کرتے ہین
غفور رجا نکی اوسکو گناہ کرتے ہین
فرشتے کسلیے کاغذ سیاہ کرتے ہین

وہ عیدگاہ کو کیون قتل گاہ کرتی ہین
نثار سیم و طلا مہر و ماہ کرتے ہین

ردیف نون

ردیف نون

خدا آباد رکھی لکھنؤ ہی شہر کی قابل
اوٹھی جاتی سی صوفی وہ کمان ابرو نکلتی ہین

بتو تمسے ہا اندہیر اگر ایسا ہی عالم ہین
شتوالو نسی جلا کر شعلین منہ دو نکلتی ہین

قتیل عشق کس گلکا ہمین جو سبز حیران ہے
کلی کی شکل پیکان تیر کی خوشبو نکلتی ہین

نیا معشوقین ہی جانتی کہب جب کرتی ہے
تو اپنا تخم الفت بو نیکو مجھ رو نکلتی ہین

بدن جہٹکا ہے ایسا ایک لیلے کی محبت مین
مری انو نسے مجنونکی کہین بازو نکلتی ہین

مروت تشنہ دیدار ہی کرتا نہین کوئی
جنہین دریا سمجھتا ہو نمین وہ ٹاپو نکلتی ہین

پہر اس دریا مین غوطہ مارتی ہین کہیی ہی بجبر
خذف تقدیر سی ملتی ہین یا لولو نکلتی ہین

پی صید افگنی جب وہ کمان ابرو نکلتی ہین
رسیدہ تیر کی پر کاٹتی آہو نکلتی ہین

بد نیز نیش فرقت مین بجای مو نکلتی ہین
تری چڑہی ہوی کاٹتی ایہی گلرو نکلتی ہین

کہون کیا دلکا حال سب شب فرقت مین سنے کی
ایہ انکہین مٹتی ہین جو مات جو چار آنسو نکلتی ہین

فراق یار مین برسات اپنی مبارک ہے
برستی ہی فلکسے آگ جب جگنو نکلتی ہین

اسیران چمن سے کیا مقدر پیچ کرتا ہے
ہوا چو بائی چلتی ہی جو مثل نغ نکلتی ہین

تمہارے زلفنے کالونکو کالی ناگ کہا ئے ہین
دو روز نسے انکہین مانگتی بچھو نکلتی ہین

تمہارے چشم برق اندازنی یہ ہاک بالا ہے
اسد گولی بچا جاتی ہین جب آہو نکلتی ہین

بہت مٹی پکڑتی ہین کالی جا کی بانہی مین
ہماری لبسے کب اوس شوخ کی گیسو نکلتی ہین

گرا ہی کوئی تیلا ادب کافر کی صدقے کا
کہ جو راہیکو اکثر یہ جنی ہندو نکلتی ہین

کیا مجھی خفا کی ملاقات مین ہر دیتی ہین
ناز کیون اونکی اوٹھاون مجھی [illegible]
ابرو و خال دی تیغ و سپر دیتے ہین
[illegible] روز قزاق اتارے
وصل محبوب کسی رات [illegible]
چار دن بعد [illegible]
دل خورشید کو مانند قمر دیتے ہین
[illegible]

زندگی سے [illegible] جو پیغام وصال
بحر [illegible] فقط کہتا ہون
[illegible] شمشیر و سپر دیتی ہین
واقف نہین [illegible] کسی کہتی ہین
بیمار محبت ہین ہم تار کرہت ہین
نا واقف صحبت مین وہان کیسی کہتی ہین

ردیف نون

کرتے ہین یہان حسین تاراج		تنباش لحد مین لوٹتے ہین
ہوتا ہے فراق جان تن مین		برسون کے ملاپ چھوٹتے ہین
اک بت سے معاملہ ہی درپیش		پتھر سے نصیب پھوٹتے ہین
آسیب ہین گیسوان معشوق		کب ہمسے لپٹ کے چھوٹتے ہین
دل لیکے وہ جاتی ہین خواہان		ہر پہر کے مجھی کو لوٹتے ہین
ہر وقت ہی کوفت اپنے دل کو		رہ رہ کر سینہ کوٹتے ہین
خط پڑھتا ہے میرا کیا کہون کون		اغیار کی دیکھے پھوٹتے ہین

رونے دھونی سے فائدہ بحر
کب سینے کے داغ چھوٹتے ہین

رشک سا رشک ہی داغ جگر دیتی ہین	۲۹۶	آگ بہبلا کی چمن کو گل تر دیتی ہین
آمد فصل بہاری ہی چمن مین شاید		آج کچھ پھولونکی بو داغ جگر دیتی ہین
جیسے پہنی ہین صنم پھولونکی بالی تھی		ابر تر موتیی کو آب گہر دیتے ہین
کون سی کیجیے منت جو صفائی ہو جاے		ایکدن کاٹکے سر پاؤنپہ دہر دیتی ہین
مشت پر بلبل ناچیز کو بیچ ای صیاد		کیسے کھولی ہوی غنچی تجھی زر دیتی ہین
کیون نہ سیب ذقن و پستہ لب کے ہون		زندگانی کی حلاوت یہ ثمر دیتی ہین
خوب رو طرفہ نگینے ہین کہ ارباب نظر		مثل انگشتر انہین آنکھونمین گھر دیتی ہین
باغ عالم سی مین پھل پاؤن یہ امید نہین		سجدے کرتا ہون جو تیا ہی شجر دیتی ہین

[illegible]

کیسے ہی دل برہم صحبت سے نہین محرم جاتے ہین کبھی گاہ شیوالی مین بھی ہیہات	آزاد ہین گھر سے ہم مہمان کسی کے ہین مذہب سے نہین آگاہ ایمان کسی کے ہین

حیدر سے تولا ہی رحمت کا بھروسا ہی
ای ہجر خطا کیا ہی عصیان کسی کے ہین

ردیف نون

۲۹۸
دینی والیکا کب احسان گدا لیتے ہین — آبرو بیچ کے ٹکڑا فقرا لیتے ہین
اپنو سر بات مین منہ آتی ہو مجھپر ایسا — لوگ وانتو نہین زبان اپنی دبا لیتے ہین
روزن در سے بھی مشکل ہی نظارہ انکا — جھانکنے دیتے ہین جب گوہر جھنکا لیتے ہین
بڑی عیار ہین وہ جنکی بڑی آنکھین ہین — دلکو دزدیدہ نگاہون سے چرا لیتے ہین
ہیچ اپنا بھی دکھادی کوئی دو دو چکر — دونکے مجھسے وہ گیسوے دوتا لیتی ہین
نازکو کام نہ فرمائیں تو کیا مشکل ہے — جان بیتاب نہین خنجر وہ جلا لیتے ہین
کسکو تلوار کے سائے مین سلایا تمنے — کروٹین خاک کے نیچے شہدا لیتے ہین
اپنے کوچی سے نہ اوٹھواؤ سیہ بختونکو — ہم بھی اک سایۂ دیوار مین کیا لیتے ہین
ہم ہین دشمن کی بھی دلسوز اگر سمجھے دوست — داغ سے شمع کو کلیجے سے لگا لیتے ہین
ناتوانی مین بھی چنبل ہی جو گیند اکھیلو — پھول کیا تمکو ہم آنکھون سے اوٹھا لیتی ہین
نہ عدم مین کوئی تقصیر نہ ہستی مین خطا — مجھسے کس دن کا عوض اہل جفا لیتی ہین
سخت بیزار ہین جینے سی تمہارے عاشق — جو اونہین کوسے ہی ہین وہ دعا لیتی ہین
جو طلبگار ہین دنیا کی بڑی انکی دماغ — اپنے سر سارے زمانی کی بلا لیتے ہین

کرتے ہین یہان حسین تاراج	شاباش لحد مین لوٹتے ہین
ہوتا ہے فراق جان تن مین	برسون کے ملاپ چہوٹتے ہین
اک بت سے معاملہ ہی درپیش	پتہر سے نصیب پہوٹتے ہین
آسیب ہین گیسوان معشوق	کب ہمسے لپٹ کے چہوٹتے ہین
دل لیکے وہ جاتے ہین خواہان	ہر پہر کے مجہی کو لوٹتے ہین
ہر وقت ہی کوفت اپنے دل کو	رہ رہ کر سینہ کوٹتے ہین
خط پڑہتا ہے سیر کیا کہون کون	اغیار کی دید سے پہوٹتے ہین

رونے دہونے سے فائدہ **بحر**
کب سینے کے داغ چہوٹتے ہین

ردیف نون

۲۹۶

رشک سار رشک سے ہی داغ جگر دیتی ہین	آگ جہنجلاکی چمن کو گل تر دیتی ہین
آمد فصل بہاری ہی چمن مین شاید	آج کچہ پہولونکی بو داغ جگر دیتی ہین
جیسے ہنسی ہین صنم پہولونکی بالی اتنی	ابر تر موتیی کو آب گہر دیتے ہین
کون سی کیجے منت جو صفائی ہوجاے	ایکدن کاٹکے سر پاؤن پہ دہر دیتی ہین
مشت پر بلبل ناچیز کو بیچ اے صیاد	کیسے کہولی ہوی غنچے کی گرہ دیتی ہین
کیون نہ سیب ذقن و پستہ لب کے ہوں	زندگانی کی حلاوت یہ ثمر دیتی ہین
خوبرو طرفہ نگینے ہین کہ ارباب نظر	مثل انگشتر انہین آنکہونمین گہر دیتی ہین
باغ عالم سی مین پہل پاؤن امید نہین	سجدے کرتا ہون جو تیا ہی سحر دیتی ہین

ردیف نون

مدت سے ہی دل برہم صحبت سے نہین محرم	آزادہین گھر سے ہم مہمان کسی کہتی ہین
جاتے ہین کبھی گاہ شوالی مین بھی ہے گاہ	مذہب سے نہین آگاہ ایمان کسی کہتی ہین

حیدر سے تولاہی رحمت کا بھروسا ہی
ای بحر خطا کیا ہی عصیان کسی کہتی ہین

۲۹۸

دینی والیکا کب احسان گدا لیتے ہین	آبرو بیچ کے ٹکرا فقرا لیتے ہین
اپنو ہر بات مین منہ آتی ہو مجبرا ایسا	لوگ دانتون مین زبان اپنی دبا لیتے ہین
روزن در سے بھی مشکل ہی نظارہ انکا	جہانکنی دیتی ہین جب گوشہ جھنکا لیتی ہین
بڑی عیار ہین وہ جنکی بڑی آنکھین ہین	دلکو دزدیدہ نگاہونسی چرا لیتے ہین
بیچ اپنا بھی دکھادیگی ہمی دو دو جگر	دونکے مجھسے وہ گیسو دوتا لیتی ہین
ناز کو کام نہ فرمائین تو کیا مشکل ہے	جان بیتاب ہوئین جنپر وہ جلا لیتے ہین
کسکو تلوار کے سائی مین سلایا تمنی	کروٹین خاک کے نیچے شہدا لیتے ہین
اپنے کوچے سے نہ اوٹھواو سیہ بختونکو	ہم بھی اک سایۂ دیوار مین کیا لیتے ہین
ہم ہین دشمن کے بھی دلسوز اگر سمجھے دوست	داغ سے شمع کو کلیجی سے لگا لیتے ہین
ناتوانی مین بھی چل ہی جو گیند اکھیلو	بھول کیا تمکو ہم آنکھونسی اوٹھا لیتی ہین
نہ عدم مین کوئی تقصیر نہ ہستی مین خطا	مجھسے کسدنکا عوض اہل جفا لیتی ہین
سخت بیزار ہین جینی سی تمہاری عاشق	جو اونہین کوستی ہین وہ دعا لیتی ہین
جو طلبگار ہین دنیا کی بڑھی انکی دماغ	اپنے سر سارے زمانے کی بلا لیتے ہین

قول حق پر بہی نقیضہ ہی وہ شمشیرین ہین [illegible]

ایک قرآن ہی جہان کی متفق اہل دنیا

کیا یقین ہی مجھی جال کی تفسیرین ہین

سات دوزخ کی [illegible] بہشت و دوزخ

ایک مفتی کی ہماری لیے تعزیرین ہین

معتبر [illegible] سلاطین کی تعمیرین ہین

[illegible]

ردیف نون

مو سفید سے کہان زورق ہستی کو نجات
یہ وہ دریا ہی کہ جسمین کئی منجدھاری ہین

زخم خوردہ ہین تمہاری خط رخسار کی ہم
دلکے ٹکڑی نہین قرآن کی سیپاری ہین

نور ہر عضو سے روشن ہی شعاعونکی طرح
سرو قد چشمۂ خورشید کی فواری ہین

اسقدر غیر کھٹکتا ہی یہان آنکہون مین
ہم جو سوتے مین بھی برّاہی ہین للکاری ہین

رات کو یار نکلتا ہی تو سب کہتے ہین
دیکھنا چاند کی ٹکڑی ہین کہ رخساری ہین

کیا کمی ہی برکت سے ہی ساقی تیری
جام سب حوض ہین خم جتنے ہین اندھاری ہین

ساز و برگ آخرکار اپنی گرانباری ہی
دیکھ لو گل کہ شاخ کو پشتارے ہین

کون ہین جنکو گوارا ہی کسیکا احسان
اپنے سر کو تو پر و بال ہما آری ہین

لات مارے ہی فقیرونکے جہانبانی پر
افسر و چتر سلاطین کی سرباری ہین

خوبرو آپکو ہرچند فلک پہ سمجھین
اوج خوبی کی نہین چاند ہو سب تاری ہین

یہ نہوگا کہ نہ دیکھو نہ کسیکو واعظ
دونون آنکھین ہین تیری دو لاکھ کی نظاری ہین

ہمصفیرونسے محبت ہی قفس مین بھی مجھے
نالی ہینی ہی کبھی ہین جو وہ چہکاری ہین

تیرا خنجر ہی اگر شاخ نبات اے قاتل
تیری بندوق کی چھرّی بھی شکرپاری ہین

ابکی صیاد کی قسمت سے بہار آئی ہی
طوطی بندوق کی آوازین چہکاری ہین

راہ عشق مین مرنا بھی ہی شادی ای جگر
گنبد گور شہیدان نہین نقاری ہین

خوبرویان جہان چاند کی تنویرین ہین ۳۰۱ پتلیان آنکھونکی وضع مع تصویرین ہین

[illegible]

میانہ عدم مین اپنی زندگانی ہے | فدا دہن کی ہین صفتی تری کمر کی ہین
سوار ہوتی ہین پیل سپہر پر مٹہ چہر | بلند مرتبے ارباب سیم و زر کی ہین
غرض کچہ اس سے نہین بات جہوٹہ ہو کہ سچ | ہماری کان تو مشتاق خوش خبر کی ہین
دلیل انکی حقیقت پر انکی گردش ہے | بگولی ساتون فلک تیری رہگذر کی ہین
فرشتے انکو وہ کہا کسی برا تے ہین | قتیل چشم ہین یاری ہوی نظر کی ہین
یہ کیا کہا کہ وہ خط کا جواب لکہین گے | مجہی اوڑاتا ہی فقری نامہ بر کی ہین
تلاش تو ہی گور کفن کی دنیا مین | بہت تو نو ہی سامان اس سفر کی ہین
بہے جو اشک ہماری اسی ہی چم آیا | فریب یہ ہی چہینٹی یہ چشم تر کی ہین
جگر فگار ہین ایسے کہ دل شگفتہ ہی | نہین ہم اونہین جو محتاج بخیہ گر کی ہین
رگ گل اونکی نگاہ مین حقیقت ہی | فریفتہ جو تری تار نین کمر کے ہین
خدا کے فضل سے دولت کی کچہ نہین پروا | نیاز مند حسینان سیمبر کے ہین
زمانہ مین کوئی شادی نہین ہے بی جہٹکے | شب وصال ہی ہر کی مگر بحجر کے ہین
اودہر کو جاؤنگا لیجائیگی جدہر وحشت | نہ پوچہیی کہ ارادے مری کدہر کی ہین
تعلقات جہان قطع کر چکا ہون مگر | ہنوز الفت احباب کی اسر کی ہین
یہ میری شعر ہون کیونکہ بہلا نہ گرما گرم | سنکے ہوی میری آتش جگر کے ہین

بہشت آدم و حوا کی ملک ہی ای سحر *
نعیم مین بنی آدم کی دو ہری تر کی ہین

[illegible]

ردیف نون

[illegible]

قتل عالم ہے تیرے ابرو پر / کوئی تلوار سے شہید نہیں
اپنے دل سے مجھے ارادت ہے / ہیں کسی پیر کا مرید نہیں
دل کسی سے لگے تو کیا چھوٹے / کوئی اس قفل کی کلید نہیں
دیکھے مرکے سختئے سکرات / صدمۂ ہجر سے شدید نہیں
وصل جانان ہے صیغۂ تہمت / کہ ہجر ہیں ہم مزید نہیں
عشق کیا درد ہے خدا وندا / کوئی دارو دوا مفید نہیں

نحن اقرب دلیل ہے اے بحر
یار نزدیک ہے بعید نہیں

۳۰۵

شکار ہو ہیں پیاتی خلش پسند نہیں / ہوئی ہیں نشاء ہرن ہیچ ہی کمند نہیں
یہ بات سچ ہی کہ سرمہ ہی دشمن آواز / صدای چشم سخنگو کبھی بلند نہیں
برنگ نبض شب و روز بیقراری ہے / وہ درد ہی کہ دوا کوئی سودمند نہیں
مزاج رکھتی ہیں یکرنگ یکہ تاز وفا / چلے دو گامہ سوار یمین وہ سمند نہیں
لیا جو بوسہ تو پھر زیست تلخ ہی غافل / لب نبات نرکھہ سنکھیا ہی قند نہیں
کھوا جلسے ہیں و بیش کیا ہی آئی ہیں / ہماری چاک جگر ہیں گو سیکی رند نہیں
مجال کیا جو ہم اونکی پلنگ پہ بیٹھیں / ہماری واسطی دری ہیں سپہ بند نہیں
قبول صورت ہیں نہیں ہیں شمس و قمر / کہ چشم زخم سے اونکو کبھی گزند نہیں
خدا کی مہر ہی تیری جمال پر او بت / سیاہ دانہ ہی تل حاجت سپند نہیں

[illegible]

جسم گل کہاں کی بنایا ہی قبای کمخاب | غم نہین بر مین اگر جامۂ زرتار نہین

مجھ مجبور ہون نواب کی فرمایش سے
میرا یہ طرز نہین میرے یہ گفتار نہین

۳۰۷
نور کا گہر ہی مری یار کی دیوار نہین
کونسی آنکھ ہی جو مشتاق دیدار نہین

تیرا گہر مطلع انوار ہی یجان جہان
کوی یہ آینہ مٹی کا ہی دیوار نہین

خط جو نکلا ہی تو چہپی او ٹہائی ہی نقاب
گرد گلزار کی کانٹی ہین جو دیوار نہین

میری ٹکرانی پہ تو رحم نکرا و ظالم
اب سر اپنا ہی نہین یا تری دیوار نہین

مال کیا جمع کرین کھر ہی خرابہ اپنا
چہت نہین حجرہ نہین صحن نہین دیوار نہین

گہر کا بہیدی ہون کسی یا تکا پردہ نکرو
کونسی روزن دیوار و روزن دیوار نہین

تیری محرم کی مری لوٹنی والی ہم ہین
ایک ہتہ پہیرین تنگلا نہین دیوار نہین

ظلم ہی جیسی وہ لڑتی ہین مری گہر خبرہ کم
سبزۂ تیغ کسیکے سر دیوار نہین

وہین ہیتی وہین مرتی وہین گڑتی ہم تو
کوئی گہر یار کی دیوار بہ دیوار نہین

یاب پنجم اسی گہر سے مجھے تعلیم ہوا
اک گلستان کا ورق ہی یہی دیوار نہین

لکہنو مین وہ گلی میری لیے مقتل ہے
قتل کرنیکو سر و ہی ہی وہ دیوار نہین

روز او ہی چاند سے چہرے کی جہلک دیکھتی ہین
کوکب سعد ہے وہ روزن دیوار نہین

باہر آوین تڑپتا ہون زمین ہلتی ہی
گہر کی دیوار ہی کچھ قلعی کی دیوار نہین

ایجنون داغ ہمارا ہی کہ خورشید فلک
دہوپ ہے گہر مین کہین سایۂ دیوار نہین

دیکھا جو اوس بت کو ہوی محو اسقدر
دل چھین گیا بغل سی ہمین کچھ خبر نہین

بس دل ہی جانتا ہی جو صدمی اوٹھاے ہین
پتھر ہی کوئی سینے کی اندر جگر نہین

کس منہ سی اپنی یار کی تعریف کیجیے
گل ہی بدن نہین رگ گل ہی کمر نہین

کچھ غم خزانکا ہی نہ خوشی ہی بہار کی
وہ عندلیب ہون کہ مری بال و پر نہین

اہل فنا کو دولت دنیا سی کیا غرض
لو دیکھ لو کہ گنج شہیدان مین زر نہین

کیونکر دکھاؤن یار کو اپنی جگر کی داغ
منہ غیر کیطرف ہی توجہ ادہر نہین

وہ آفتاب پاس نہین کیا سپہر اب
کیا دیکھین چاندنی کہ وہ شک قمر نہین

اپنے فدائیون سے یہ غفلت بجا ہیے
ہم ایڑیان رگڑتی ہین تمکو خبر نہین

چھینٹین یہ بیک کی نہین ہین ہی خنجر کی
ظالم حلال کر کے کسیکو مکر نہین

گزری تمام رات مجھے ہاتھ جوڑتے
او بت خدا کیواسطے اتنو تنگر نہین

کیون دل کہا رہا ہی مرا ای غم فراق
کیا رو و نمین کہ آنسو و نمین ہی اثر نہین

پروانہ گرد شمع ہی بلبل قریب گل
افسوس دوسکی گھر مین ہمارا گذر نہین

آزار عشق رنجش اغیار داغ ہجر
آفت ہی کونسی جو مری جان پر نہین

تڑپا کرینگی ایک اک کی فراق مین
دل ہی ہی تو چین ہمین عمر بھر نہین

اسپند کر کی جا یا کرو عیشا غمین
کہتے ہین لوگ تمکو پری ہی بشر نہین

ای بحر مجھکو عشق نے کافر بنا دیا
چاند سا بت بغل مین ہے وہ سیمبر نہین

پروانہ و چراغ پر آتا ہی مجکو رشک	کسطرح تمسے اوڑ کی لپٹ جاؤن بس نہین
اے شہسوار اسکا چمکنا دلیل ہے	آہو ہی خاوری ہی یہ بیر فرس نہین
ہم میکشونکی بزم مین ہی بی تکلفے	کچہ وا نہای سبحہ صفت پیش و پس نہین
بیتا بیان ہی ہین تیغ اک دن نجات ہے	صیاد یا تو مین ہی نہین یا قفس نہین
اپنے لیے ہی مرگ گلون کی مفارقت	ہے گنبد مزار ہمارا قفس نہین

اے بحر اوس مقام پر اٹکا ہی جا کی دل
پا ی خیال کو بہی جہان دسترس نہین

آج اپنی جو بغلمین وہ زری پوش نہین	۳۱۲	رشتۂ عمر کو مقراض ہی آغوش نہین
مین قسم کھا کی یہ کہتا ہون کہ منوش نہین		آنکہ دیکھی وہ شیلی کہ مجھی ہوش نہین
بغل موسی عمران مین ید بیضا ہے		میری آغوش مین محبوب زری پوش نہین
میری فریاد نہ سنتا ہی نہ میری نالی		گوش محبوب مین پارا ہی رگوش نہین
زلف کی عشق مین پتا وہ چم و خم نرہا		لٹ گئی بال کیصورت وہ تن توش نہین
آبرو غم کی بدولت ہی یہ جشمہ نہین		کونسا اشک ہی میرا جو گہر پوش نہین
گہات کرتی ہو مری قتل کی چپکی چپکے		تیغ بران ہی تمہارا لب خاموش نہین
سلطنت بے نگین ہی جو بغلمین ہی صنم		حلقۂ خاتم جمشید ہی آغوش نہین
لن ترانی کو سمجہتا ہون فقرہ اوسکا		پردۂ لفظ مین معنی کبھی روپوش نہین
تیری شہباز نظر سے مجھے اللہ بچای		او صنم طائر جستہ مین ہی ہوش نہین

ردیف ضاد

سحاب ہوتو نسی منہ صدف کا بھرتا ہے
جنون عشق ہو دلمین تو عقل کیا ٹھیرے
جو اسمقام پر آیا وہ ہاتھ ملتا ہے

حضور فیض رسان حاجت سوال نہین
جہان ہی شیر کی آکہر وہان غزال نہین
ہتھیلیون مین کسی آدمی کی بال نہین

کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک ای سحر
مگر تمہاری عناصر مین اعتدال نہین

ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
عذار کو جو کہون بدر کچھ کمال نہین
وہ کون شخص ہی جو تیرا پائمال نہین
وہ زرق و برق ہی کیا جسمین جال نہین
اوسکے کی زلف مین کوئی جو پہنچی مجال نہین
مہینا زیست کا کٹتا ہی ہر مہینے مین
وہ گل ہی شکل و شمائل مین چاند سی وہ
ہماری یار نی پہیلا ہی مہر کا پنجہ
ہوا ہی عیش کو سر سی نکال ہوش مین آ
کچھ اونکی اصل نہین سب بگڑی ہین طوطی ہین
ریاض جسنکے میوہ مین لطافت ہی
ہماری سوز دردنکا نہ پوچھیی عالم

٢١٤

یہ حسن نجھ رہتا ہی اسسے زوال نہین
لبونکی پلی مین پاسنگ بہی ہلال نہین
سمند سرو روانکا قدم ہی چال نہین
گہن مین چاند مین احباب کچھ ملال نہین
اسیر کہتی ہین تنگی رگین مین جال نہین
نہال عمر کو آرہ ہی یہ ہلال نہین
الف پہ نقطہ ہی ہنی پر اوسکی خال نہین
فلک کی منہ پہ پہنتا ہی یہ ہلال نہین
سحر ہی شام جوانی سفید بال نہین
یہ بیت جو سونیکی تلی ہی ہون تجھ مال نہین
عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین
دہوان دماغ سی اٹھتا ہی سر کی بال نہین

قطعہ

[illegible]

کسیکے بل پردہ شوخ ہے مغرور		خط شبرنگ فوج شام نہین
	بحر بہلکے ہوی ہین اہل دول نشاء آب زر مدام نہین	

۳۱۶

جور قاتل کا کچہ بیان نہین | دہن زخم مین زبان نہین
جان کسدن لبونپہ جان نہین | آپکو کچہ ہمارا دہیان نہین
اپنے دروازیسے اوٹہانہ مجہے | خانہ برباد ہون مکان نہین
نہین چہپتے نگاہ الفت کے | مہرکی آنکہ مہربان نہین
یار تیرا ستم زبان زد ہے | کونسی لب پہ الامان نہین
کبہی تو دن ہی اور رات کبہی | دوست یکرنگ آسمان نہین
بلبلو کیون قفس مین ہو دلتنگ | داغ تو ہین جو بوستان نہین
میری لیپر جو داغ ہی تو یہ ہے | کوئی دلدار قدردان نہین
اوسکی زلفون نی بل نکال دیے | اب ہماری وہ آن بان نہین
آئی دن سرپہ کہیلتے ہی اجل | میرا کس روز امتحان نہین
پیر ہون طفل اشک کی مانند | گرکی اوٹہون مین یہ گمان نہین
آشنائی نہین ہے وفا عنقا | نام سنتے ہین پر نشان نہین
دختر رز کی قدر کیا جانے | زاہد پیر تو جوان نہین
تب کہیل نیکی نشان خاطر | شاخ امید سے کمان نہین

ردیف نون

[illegible]

[illegible]

آفتونکے تیر برساتی فلک ڈرتا ہی کون	قلب مردان خدا کی شیر ہین آہو نہین
چوکڑی بہر جائینگے چارون عناصر ایکدن	خالی از اسرار ضعیفی نہین رم آہو نہین
عیش جنت سی زیادہ ہی غم جانان عزیز	بہتر اسکے وہ دل سے حور گیسو نہین
ایجا افون سر جہکا کر دیکہ لو پیری کی شکل	وہ رآنکہون سے تو کچہ آئینہ زانو نہین
خوبرو ونکی فریب حسن سے غافل نہو	دل گیا جب اپنے قبضے سی تو قابو نہین
اے قفس سی چہوٹنے کی کیا خوشی ہی بلبلو	آب سنبل مین نہین پہولو مین رنگ و بو نہین
رقص بسمل کا تماشا دیکہکر ہشیار ہو	کیا خبر ہوگی اجلکی پاؤن مین گہنگرو نہین

سحر کیا سوئین شب فرقت مین دل بیتاب ہی
ہیچ سان راحت کسی کروٹ کسی پہلو نہین

	۴۱۸	
آتی کو ہوشگافی کی نظر ملتی نہین ✤		شانہ بین حیران ہین اوسکی کمر ملتی نہین
خاک پا اوسکی بہ از صندل ہی پر ملتی نہین		سر کہان پہوڑون وہ ای دردسر ملتی نہین
دیو دنیا کی بکہیرین بہٹکتے پہرتی ہین		اس وہ رہے مین ہمین زاد سفر ملتی نہین
کو چہای زلف مین کیا ایک بیچ لاہوان راہ		قافلیکے قافلے گم ہین خبر ملتی نہین
جو کڑی بہولی غزالو نکو ہماری وحشت پا		غول ہر سو دوڑتی ہین یا بگذر ملتی نہین
کاش کتی کیطرح اک آستان پر بیٹہ رہ		ای گدا عزت کی روٹی در بدر ملتی نہین
دہی دنکے ہجر مین یہ حال اپنا ہو گیا		ہوش کیسی نبض بہی دو دو پہر ملتی نہین
پرچی لخت دلکی چشم تر دکہاتی ہی مجھے		ظلم کیا ہی کشور دل مین خبر ملتی نہین

ردیف نون

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ردیف نون

سوسی لڑ سکتا ہون آنکہ اوس سے ملا سکتا نہین
جو صف مژگان سے مجکو ڈر نہی لشکر سے نہین

حسن بہی دولت ہی غمزہ یار کو کیونکر نہو
لب نہین یاقوت سے یا دانت گوہر سے نہین

کیون بہاتا ہی مری آنکہون سے یا ای فلک
خوف تیری شور کو سیلاب کی ٹکر سے نہین

در بدر مثل گدا پہرتی ہین ٹکڑے کی لیے
مطمئن جو بیٹھیا اپنی مقدر سے نہین

ہم تمہاری گہر سے نکلی اور آدم خلد سے
کیا کری انسان کچہ چارہ مقدر سے نہین

سر زمین لکہنؤ بہی تختۂ شطرنج ہی
کیا پیادہ کیا سوار آسودہ دل گہر سے نہین

بیتابی یہ کہتی ہی کہ تڑپو خاک پر
بسملو تلو دیکہ لو کچہ کام بستر سے نہین

ملتفت تم مری جانب نہو پر کچہ بہی نہین
دیکہتی ہی کی یہ آنکہین پہ نظر کچہ بہی نہین

ہمتو جلجل کے مری اوسکو خبر کچہ بہی نہین
داغ تعویذ لحد ہی کہ اثر کچہ بہی نہین

روزہ دار کسطرح ہین متوکل بخدا
ما حضر ہی جو سر شام سحر کچہ بہی نہین

شبکو جسکا رخ روشن جو سر بام اوسکا
پڑ گیا شور کہ روشن قمر کچہ بہی نہین

کوئی پہل پائیگا کیا تخم محبت بو کر
اس نخل مین تو برگ و ثمر کچہ بہی نہین

اسکو شطرنج محبت مین لگی ہی بازی
جان پر کھیل رہا ہون مجہی ڈر کچہ بہی نہین

یار کا وعدہ دغا دلمین لگائی ہنگ
درم داغ مری گہر مین بجز کچہ بہی نہین

گو مین عاصی ہون مگر مستحق جنت ہون
کیا پسر کے لیے میراث پدر کچہ بہی نہین

یہ بہی اک خال ہی کیسا سیہ آلودہ ہی من
عکس جو چمکا نمایان ہی گہر کچہ بہی نہین

[illegible]

[illegible]

یار تک لی نگئے اشک بہاکر ہمکو
اسکو بھی دیکھ لیا دیدۂ تر کچھ بھی نہین

عشقنے رتبہ جرجیس دیاہے مجھکو
قتل سو بار اگر ہون تو ضرر کچھ بھی نہین

لب نازک کا تو باتو نسے پتا ملتا ہی
دہن تنگ تو کچھ بھی ہی کمر کچھ بھی نہین

بال بھی ہو تو وہ محسوس نظر ہوتا ہی
موشگافی نکرو اوسکی کمر کچھ بھی نہین

کیا خبر تھی مجھی ای بحر کہ دریا ہی سراب
جسکو سمجھا تہا مین سب کچھ وہ بشر کچھ بھی نہین

۳۲۲

واہ کیا ضبط ہی جلتا ہون وہان کچھ بھی نہین
غمسے آپ ہی ول اشک رو ان کچھ بھی نہین

خواب غفلت ہی تماشای جہان کچھ بھی نہین
کہل گیٔی آنکہ تو غرماوکی ہان کچھ بھی نہین

گنبد چرخ کو فانوس خیالی سمجھو
غیر دوران ہی ری دورِ جہان کچھ بھی نہین

مجھکو لوٹیگا تو ہاتہ آیگا کیا خاک ای چرخ
غیر یکمشت غبار اور یہان کچھ بھی نہین

تو ہی تو چار و نطرف مجھکو نظر آتا ہے
تیری جلوونکی سوا جان جہان کچھ بھی نہین

شعر لکھتے ہین عنقا تو بجا لکھتے ہین
نام ہی نام دہن کا ہی نشان کچھ بھی نہین

کس سے فریاد کرون یار جلاتا ہی مجھی
جھوٹہ سمجھیگا زمانہ کہ دہوان کچھ بھی نہین

ہمنے آنکھونکی ترازو مین اوسی تول لیا
پھول بہاری نظر آیا وہ گران کچھ بھی نہین

ساز عشرت جو مین دنیا مین طلب کرتا ہون
کان بجتی ہین برابر کہ یہان کچھ بھی نہین

یار کی سامنی کیا نغمہ بلبل کو سنین
ہان خوش آواز ہی پر لطف بیان کچھ بھی نہین

یار باتو نمین جلا یا کیا سو جہانہ جواب
شمع کو دیکھہ لیا جز زبان کچھ بھی نہین

ہی اگر دعواے یکتائی تمھین
آرسی بیٹھے رو برو اچھی نہین

دیکھیے کس پیچ مین آتا ہی دل
زلف کج سے مو بمو اچھی نہین

میری ہوتے غیر اوسکے پاؤن دہے
عاشقی مین آبرو اچھی نہین

جب مجھے دیکھا چڑہائی ناک بہون
کیا گل الفت کی بو اچھی نہین

صاحب اکسیر کو دیکھا فقیر
کیمیا کی آرزو اچھی نہین

نیاریون کو خاک چھنواتا ہی مال
سیم و زر کی جستجو اچھی نہین

منہ مین جو آتا ہی فرماتی ہین آپ
کہ نہین سکتا یہ خو اچھی نہین

جنسے ہی اونسے رہی یہ بات چیت
مجھسے ایسے گفتگو اچھی نہین

بحر معشوقونکے باتونکا جواب
خیر ہے یہ گفتگو اچھی نہین

ردیف نون

کب جنبے شعر یار کے آگے پڑے نہین
کسدن ہمارے پھول جھیسر چڑے نہین

اس منہ سے مہر یار کی منہ پر چڑے نہین
گھر کی چاندنی سے کبھی ان ٹھہی نہین

آگے اون ابرونکی مہ نو بڑے نہین
گر جائیگا نظر سے فلک پر چڑہی نہین

اللہ ہی نکالی صنم کی بہونکی بل
ایسی کڑی کمانین ہین چلی چڑہی نہین

بوسہ دین اپنے مصحف رخسار کا ہین
تمکنت نشین حسن یہ پٹی پڑے نہین

بوٹی فلوس داغ کی رکھتے ہین ہم فقیر
پھول اشرفی کی اپنی قبا پر ٹکے نہین

روشن ہی نام حاتم طائیکا شہر شہر
ثابت ہوا چراغ دہی کی بڑے نہین

ردیف نون

کبھی بجلی جو چمکتی ہی تو ڈر جاتی ہین
وہ میری آہ شرربار کو کیونکر دیکھین

روبرو آینہ جاتا ہی تو رشک آتا ہی
یار کی پاس ہم اغیار کو کیونکر دیکھین

ایک مدت سے ہی ہنسنے کی تمنا ہمکو
کیا کرین قہقہۂ دیوار کو کیونکر دیکھین

یہ مرض وہ ہی کہ سب کرتی ہین پرہیز اس سے
اپنی وہ عاشق بیمار کو کیونکر دیکھین

شوق دیدار تو ہی طاقت نظارہ نہین
اوسکے خورشید سی رخسار کو کیونکر دیکھین

لہو بہتی ہوی دیکھینگے تو ڈر جائینگے وہ
تیغ اپنی گنہگار کو کیونکر دیکھین

سر اوٹھانی نہین دیتا وہ خمیدہ ابرو
ای مہ تو تری تلوار کو کیونکر دیکھین

خاک آنکھونمین غبار خط تو بھو نکتا ہی
یار کی سبزۂ رخسار کو کیونکر دیکھین

پھول جاتا ہو نمین خوش ہو کی جب آتے ہین وہ
میری کانٹا سی تن زار کو کیونکر دیکھین

کہین آنکھین نہ نکلوا کی ملی پاؤن تلی
اپنے محبوب جفاکار کو کیونکر دیکھین

بیقرار ایسے یہان آنکھونمین دم اٹکا ہی
جھوٹی سچی تری اقرار کو کیونکر دیکھین

راستے بند ہین مجمع ہے خریداروں کا
اپنی اوس رونق بازار کو کیونکر دیکھین

ہمصفیرون سے سنا ہی کہ بہار آئی ہی
مرغ پر بند ہین گلزار کو کیونکر دیکھین

کب توجہ ہمین اعلی سی ہی اسفل کی طرف
گل ہی آنکھونمین جو ہا خار کو کیونکر دیکھین

ہم جو بگڑینگے تو کتنو نکے بگڑ جائینگے سر
بوسہ تم دیتی ہو اغیار کو کیونکر دیکھین

ضعف سی بنگئے ہین ہم قالین ای بحر
سر اوٹھا کر در و دیوار کو کیونکر دیکھین

[illegible]

گو رہین بھی ہی نالی ہین ہی شیون ہی
اپنے رخسار کو نماز سی کیا جسنے چراغ
اوسکے چوٹی کسی بال کا سایہ ہی کمر
دل جو بیتاب ہی محبوب مغنی کی لیے
ہمسے اور اوس سی ملاقات نہین ہی ہی
دلپہ گل کھاؤ توی کا نہ فرا دم مارو
الحذر آج وہ محفل مین خفا بیٹھا ہے
بزم جانان مین کجا شمع کجا پروانہ
طنز کی بات سی ہم مرتی ہین جیتی ہین رقیب
تیری صورت کو ترستی ہین ہماری آنکھین

خاک تیرہ نہوی سرمۂ آواز ہمین
اپنا پروانہ نہالی ہوہ فسونساز ہمین
شانہ بہی سے یہ معلوم ہوا راز ہمین
نالہ نغمہ نظر آتا ہے جگر ساز ہمین
کبر جو بن پراوسی چاہتے پر ناز ہمین
اوسکے قلیان سی آتی ہی آواز ہمین
آگ مین جو نکت دی کوی در انداز ہمین
اوسکو بہڑکاتی ہین گرماتی ہین غماز ہمین
دونون لب اوسکی کہاتی ہین عجاز ہمین
منہ دکھا پھر خدا اوبت طناز ہمین

گوش زد ہو اگر ای بحر ترانہ اپنا
طوطی ہند ہی بلبل شیراز ہمین

کیا چشم سرمگین کی ہی شوخی حجاب مین
ہر وقت جوش اشک ہی چشم پر آب مین
مرنیکے بعد بھی نہ زیارت ہوی نصیب
یہ طرز سیکہ لی تو مس شعر ہو طلا
بارہ ستاری ایسی نظر آتی ہین مجھے

۳۲۸

پلکو نمین ہے نگاہ کہ بجلی سحاب مین
دریا بھرا ہوا ہی یہان ہر حباب مین
منہ اپنا ہی کفن مین تمہارا نقاب مین
نسخہ ہی کیمیا کا ہماری کتاب مین
دیکھی نہونگی حضرت یوسف نے خواب مین

ردیف نون

ہے صورت تونے بحر نزدیک چشم انتفاع
پہنچا آسمان مین بھی نہ تجھ سی حجاب مین
[illegible]

[illegible]

ابر آیا کس طرف برسا کدھر برسات میں

[illegible]

جادو کا شعلہ سرد ہوا ایسی زبان ہے
ان کافروں کو کسنے سکھائی ہیں شیخیاں
تسخیر وہ پری ہو یہی آرزو رہے
ایسی خمید گی ہے پی عذر معصیت
ہم گرد خیمہ پھرتی ہیں تم جہاں نکلتے نہیں
مہندی لگا کے دست تاسف ملو گی تم
دشمن کو بھی نہو یہ آزار وگ ہجر کا
کیا جانتا تھا دیر و حرم سنگ راہ میں

پریاں سٹی ہوں سنکے وہ گرمی ہی ہاتھ میں
پریاں حلول کرتی ہیں لات و منات میں
اس نقش حسب نے جان ہی لی ہے کاٹ میں
محراب بنگیا ہو نمیں باب نجات میں
کیا کٹ گئی طناب محبت قنات میں
وزد حنا ہی رنگ جو انکی کھات میں
سونکی ہم علیل ہوی ایک رات میں
ٹھوکریں لگیں مری پای ثبات میں

اللہ ری تشنگان شہادت کا قہر یہ
ای بحر آب خون ہوا ہی فرات میں

حفظ حق پر ہی غریبوں کی نظر برسات میں
آپکا یہ میں ہا یہ صرف تر برسات میں
ایکدن یکبار نہ اونچی جھانک کر برسات میں
آب روغن ہو گیا مجہ دلجلی کی خاک پر
باغ میں ان پھر ہو نمیں بات بہر جانی میں
مارڈالیگا یہ رونا عاشق لرشس کو
چودھویں شب فرش کی قابل ہو بام یار پر

محکو بسم اللہ کا گنبد ہی گھر برسات میں
ہو گیا مٹی مرا سونیکا گھر برسات میں
ہم کھڑی بھیگا کیی دو پہر برسات میں
جگنوؤں کی بدلی اوڑتی ہیں شرر برسات میں
عیش ہے گذریں جو یوں آٹھوں پہر برسات میں
لیجیے دیوار خستہ کی خبر برسات میں
چاندنی اپنی فرادی قمر برسات میں

[illegible]

[illegible]

ردیف نون

کچھ تمہاری سرد مہری کا پتا جاڑے مین ہے	کچھ ہماری اشکباری کا اثر برسات مین
یار کی دانتون پہ چن چن کر تصدق کیجیے	بدلی اولونکی اگر برسین گہر برسات مین
آہ سوز انکی شرارت کا تماشا دیکھیے	آئی وہ جگنو پکڑنی میری گھر برسات مین
آرزو ہی چھلکی اک شب سیجہی ہو نصیب	شام ہو جاڑیکی موسم مین سحر برسات مین
ایکدن مینے کہا تھا اوسکی مسی کو گھٹا	گالیونکی ہوتی ہی بوچھار ہر برسات مین
اس گھٹا مین خیر اپنی خانۂ تن کی نہین	بیٹھ جاتی بیشتر دیکھی ہین گھر برسات مین
رحمت حق جوش پر ہی دہ یاد ای مسکشو	رعد بھی ہنسنے سنی ہی یہ خبر برسات مین
رنج دیتا ہی ہمین بارانکی قطرونسے سوا	کیون فلک ہمپر برستا ہی ہر برسات مین
ایکسا تونکی گھٹا ہی ایک ہی دونکی گھٹا	جوڑی بوتل کی رہی پیش نظر برسات مین
سچ ہی یہ دیلکی لگی بجھتی نہین جز آب وصل	کم نہین ہوتا کبھی سوز جگر برسات مین
فرقت محبوب مین جو بوند ہی پیکان ہے	تیر پڑتی ہین ہماری جسم پر برسات مین

استطرح تر دامنی پر اپنی مین روتا ہون میں
آبدیدہ جسطرح ٹپکے شجر برسات مین

بلبلو کچھ تو اثر پیدا کرو فریاد مین	۳۳۲	چاہیے منقار ٹپکی سے دل صیاد مین
اب یہی حسرت ہے باقی خاطر ناشاد مین		پہول ہون مرغ چمن کے خانۂ صیاد مین
مین وہ خلاق سخن ہون گلشن ایجاد مین		میرا طوطی بولتا ہی بیضۂ فولاد مین
عاشقی مین مرگیا فرہاد تیشہ مارکر		سر کے بل انسان گرتا ہی ہی [illegible] مین

[illegible]

اکدن وہ تھا گلو نسی شاخین ہری بھری تھین
اکدن یہ ہی کہ گل کیا پتا نہیں شجر مین

ای دم نکل کے تجسے گلگشت کر عدم کی
کیا رنج ہی سفر مین احمق ہی کیا خضر مین

الفت بری بلا ہی صیاد سے مفر کیا
لاسا لگا ہوا ہی بلبل کی بال و پر مین

ہم جان نثار اوسکے کوچے مین پڑے ہین
صدقے کی جیسی تپلی دیکھی ہوئی نگہ مین

کندن سے تنگ والی جتنی ہین سب کھچی تھی
دیکھا ہی ہمنی اکثر تانبی کا میل زر مین

میری ان آنسو ونسے ہو کیا دل و چشم
پیکان ہین قطری سب نہ مین اثر مین

یارب مسافرونکی غربت مین خیر کرنا
میرا حیات نامہ قاصد کی ہی کمر مین

مرجاونگا نکہیے کب صبح ہو کہ جاون
یا ندہو کی پوٹ میری کیا چادر سحر مین

فرہاد کیا مجرب نسخہ بتا گیا ہے
پھوڑونگا سر تو ہوگی تخفیف درد سر مین

اوس غیرت قمر کی دروازیکا ہون فرزہ
افلاک سی ستارہ اوترا ہی کی گھر مین

سچ ہے کہ میکشونکا انجام کار بد ہے
چلتے ہین لڑکھڑاتی گر پڑتی ہین سفر مین

اس کھتی دل لگاہی ای بحر کس سے بدلون
سب شیشے آبلی ہین دکان شیشہ گر مین

گردش نصیب ہون نہین دنیا کی خشک و تر مین
گرداب بحر مین ہون تو گرد باد بر مین

نقش قدم کسیکا دیکھا جو اوسکی گھر مین
تلووں سی ایسی بھڑکی جا کر بچھی جگر مین

کیا تیری و نگلیان ہین ایجان جان سے
غیر نسے پانی پانی پوریں ہین نیشکر مین

غربت مین روح نی بہی آخر جسد کو چھوڑا
سچ ہی کوی رفاقت کرتا نہیں سفر مین

ردیف نون

تکملہ

[illegible]

ردیف نون

فراق یار مین ساقی پلا نہ آتش تر
گر سنگے لب مری ہو کر کباب ساغر مین

سفید ریش پہ کیا رو سیاہ ہون ساقی
عوض شراب کے اب لا خضاب ساغر مین

ترا دہن ہی وہ خوشبو کہ منہ لگاتی ہی
شراب ہو گئی عطر و گلاب ساغر مین

ہماری بزم مین نغمہ ہی قلقل مینا
ہر ایک موج ہی تار رباب ساغر مین

پر آب چشم ہی پر سوز دل ہی بی ساقی
ہماری شیشے مین آتش ہی آب ساغر مین

بہار جاتی ہی تاخیر کیا ہی ایسا قی
جو کچھ کہ شیشے مین ہی لا شتاب ساغر مین

کرم کیا ہی کہ رند یا سفی ای مجھ
کباب قاب مین لا و شراب ساغر مین

۳۳۴

دیکھ لو دو معجزی ہین یار کی تصویر مین
ما ہرخ تو یر مین ہی نقش حسن تاثیر مین

دل جگر باہم لڑینگے کون جھگڑے [illegible] مین
مین ہی خاک ہو سکا ہون و پیکان نو جسکی تیر مین

خاک پا ہی یار ہون دولت ہی قسمت مین لگی
وہ اثر ہی میری مٹی مین جو ہی اکسیر مین

اک پری کا سایہ جن کا مین دیوانہ ہون
چوڑیونکی چاہیین کڑیان ہی زنجیر مین

حشر مین ہی وعدہ فردا وفا ہوتا نہو
عمر تو آخر ہوئی اپنی تری تاخیر مین

دیکھیا دولت شہادت کی مجھی تیغ زن
باندھ لایا تھا جواہر دامن شمشیر مین

اوس سمن بر کی دوپٹی کی چناوٹ دیکھکر
پڑ گئے چھنتے گلو نکی جامۂ تصویر مین

خوب محرم ہون تری خوبوسی ای بیرحم
عطر فتنے کا لگا ہی جامۂ تزویر مین

عیش ہی وار عنا مین خوش نصیبونکی لیی
سولی پر نیند آی راحت ہو اگر تقدیر مین

بید مجنون دشت مین سرو صنوبر باغ مین

شرم کو آیا جو وہ خورشید پیکر باغ مین

[illegible]

بحر تیری خوشنوائیکی رسائی ہین ہے دہوم
ہندسے پونہچا ہے تیرا زمزمہ شیراز مین

مشتعل داغ محبت سے ہے دل غمنوش مین
عالم دو د پریشان ہے حواس و ہوش مین

دو د ہ کیصورت اوڑتی ہین ہوس چشم مین
نوجوانی کی ہے کیفیت مے سرجوش مین

بات کیسی اوسکا چپ رہنا ہی کہتا ہے قتل
ہے زبان تیغ کا عالم لب خاموش مین

آرزو پای بوسی قتل کا باعث ہوے
یوست میرا چاہیے جلاد کی پاپوش مین

فصل گل مین درد کہاتی ہین اسیران قفس
درد کیصورت کہٹکتے ہین صدائین گوش مین

دیکہ دنیا کی حلاوت پر نہ گر مثل مگس
شربت خالص نہین ہے نیش بہی ہے نوش مین

پاؤن مہندی سے جو انگارا ہوے ہین یار کی
روح ہے کبک دری کی قالب پاپوش مین

خانۂ دل آمد محبوب سے روشن ہوا
کہل گیا دروازۂ عشرتکا مری آغوش مین

کب اوٹہا سکتے تہے بار عاشقی فرہاد و قیس
دیکہئے کاندہے طاقت پائی اپنے دوش مین

کاسۂ سر کی خبر رکہتے نہین مستان عشق
جام جم کی ساری کیفیت ہے اس سرپوش مین

پتہر و نکا ہے نشانہ کاسۂ سر اے جنون
کہیلتا ہون جا بجا اطفال بازیگوش مین

اب کہان آرام کیسی نیند کیسا لیٹنا
بہر گیا کانٹے وہ گل تو شک مین بالاپوش مین

رنج و راحت ہے فی الواقع جو نا مطبوع ہے
بیشتر روتے ہین بچے ماؤنکی آغوش مین

بحر مین یہ پوچہتا ہون تم جو پیتی ہو شراب
وصف ہے شیشے مین کیا ہے عیب کیا ہے خم مین

ردیف نون

[illegible]

[illegible]

رسوائیکا نہ پاس نکچہ وضع کا خیال	خود رفتہ ہون خدا کی قسم تیری عشقمین
ہرشتگی کا ہمکو ہمیشہ مرض رہا	اوترانہ پاؤنسی ورم تیری عشق مین
ہین ناتوان اور یہ صدمی شدید و سخت	پتہر کا بنگیا ہون صنم تیرے عشقمین
کالی گہٹائین اٹہتی ہین آنکہونکی سامنے	پلکونکو دیکہتا ہون جو نم تیری عشقمین

مین کیا کہون جو حال ہی میرا بقول ہجر
مثل حباب ہون کوئی دم تیری عشقمین

۲۴۱

آفت ہی چشم یار ہمارے خیال مین	شوخی ہی آنکہ مین کہ پہلا دا غزال مین
گو ہون فقیر باغ سعادت نصیب ہون	ہے آشیان ہما کا مری ہر نہال مین
پیری مین تندہی نہین کسی تیئی عصو ہی	کوئی نہین شریک کسیکا زوال مین
کیونکر نشانہ تیر فلک نی کیا مجہے	چلہ بہی تو نہین ہی کمان ہلال مین
غافل سیاہکاری دنیا سی خوف کے	ناسفر ہری ہوی ہی اس نگال مین
کہائین مزی مزیکی ہزارون گلوریان	نیت مگر لگی ہی تیرے اوگال مین
مرغان باغ کو ہی اسیری مین کیا مزا	چہوٹی اودہر قفس سی ادہر آ رہی جال مین
اے شاہ حسن تیری حمیت سی دو ہی	تو عیش مین ہی تیری ملازم ملال مین
یون قطرہ ریز سر کا پسینا ہی لف پر	موتی پرو رہا ہی عرق بال بال مین
گذرا برس کہ تمسے توصلیت ہوئی نصیب	داخل ہوی نہ اپکی شب قدر سال مین
کیونکر نہ اشکبار رہی میری چشم تر	کالی گہٹا کا جوش ہی تیلی کی خال مین

ردیف نون

۲۴۲
افسوس عمر کٹ گئی رنج و ملال مین

[illegible]

جبتک نفو تو عرق انفعال مین

[illegible]

رگ رگ سے جان کھنچ رہی ہے نگاہ یار	کیونکر لطف کھینچتے ہیں مجھی اپنی چال میں
یارونکے دل لگیں غزل پر لگا نہ دل	مطلب ہوا رافوت ہوا قیل و قال میں
مانگا ہے ایک پھول تجھے جس سے کبھی	کانٹا سا چبھ گیا ہے زبان سوال میں

بیجا ہے اغنیا کی شکایت کسی سے جوہر
حصہ فقیر کا نہیں دنیا کی مال میں

جان میں کسی کی جان اٹکی ہے پیچ سی چال میں	۳۴۳	کیسے گھنگرو بولتی ہیں حلقۂ خلخال میں
کیوں پھنستا ہو بھلا زلفوں کے جال میں		ہم گرفتار بلا ہیں آپ اپنے جال میں
نافہ کیا اچھی ہے او گوہر فروش حسن کی		لالگی چھنی پڑتی ہے کمر کی بال میں
دل شگفتہ ہو ہمارا بھی پیئے ممکن نہیں		یہ کنول کھلتا ہے ساقی تیری ساغر سال میں
عاشقوں کو کیا پسند آئی لباس فاخرہ		قدر جانان سالو کی ہو تو دیکھا شال میں
بیقرار ہیں آیۂ قصر تن کو ڈھائینگے		اور بھی آفت ہے آندھی آئی جو بھونچال میں
یاریوں تیری سواری کا تجمل چاہیے		اسپ چوبی پر ہو شیدا اور تو سکھپال میں
ڈھونڈتی پھرتی ہیں مفلس اہل ثروت نہیں		گم ہوئی ہیں شان و شوکت میں متاع و مال میں
جان نثار و نسبتے شگفتی کیا اگر ارشاد ہو		باندھ دیں سر کاٹ کر تلوار کی رومال میں
اب تمہاری حسن کی دولت میں بٹا لگ گیا		خط سے بال آگئی آئینۂ اقبال میں
تیرگی جبتک نہ ہو کیا شمع رحمت کو فروغ		کثرت عصیاں ہے لازم نامۂ اعمال میں
بخت برگشتہ ہیں اپنا فصل گل میں خوش نہ ہو		خوف ہے ہو لیکا رہی ہے بلبلو کر بال میں

ردیف نون

رت جو پھرتی ہی مری سیر دن پھرتی ہین
جب بہار آئی ہوا جوش جنونکا دلمین

سلطنت بھی ہو جو ہم مردہ دلونکو تو کیا
نہ ہوس ہے کوئی جسمین نہ تمنا دلمین

کیون چلی باغ خزان دیدہ سے ہم دست بلبل
ٹوٹ کر رہگیا شاید کوئی کانٹا دلمین

کس دل آرام کا نالش کا نشانہ ہون مین
بیٹھے سو تیر کبھی درد نہ اوٹھا دلمین

تا دم مرگ کلیجے سے لگائے رکھون
دفن ہو یار کی صدقیکا جو پتلا دلمین

کسطرح مانیی اوسکا متلون ہی مزاج
کبھی غصّیکے عوض رحم آیا دلمین

شکر کعبے مین کلیسا مین بھٹکتے نہ پہرے
اپنے دلبر کا پتا ہمنے لگایا دلمین

زخم کا چور چورا لی نہ متاع ہستی
چوکی پہرا لگو رہی تیر نگہکا دستا دلمین

مین کھون نہ ندہ ہون جو یار تو سو بار ہو قتل
پوچھی جلاد اگر کیا ہی تمنا دلمین

غم واندوہ مین غیرتکا تقاضا ہی بحر
نہ بہے آنکہ سے قطرہ رہی دریا دلمین

۳۴۵

مدتون سے ہے آرزو دلمین
دے جگہ مجکو یار تو دلمین

باغ مین ہے بہار کی آمد
پھولون کی آرہی ہے بو دلمین

دم نہ نکلا کسی کے زانو پر
رہگئی دل کی آرزو دلمین

زندگانیکا حظ اوٹھاؤن مین
جان بنکر رہے جو تو دلمین

تشنۂ خون عبث ہی وہ دلدار
ایک قطرہ نہین لہو دلمین

جسسی دو دن ملا وسیکا ہوا
ہای یہ کیا بری ہی خو دلمین

ردیف نون

لا عشق حقیقی کا ہے اعشق مجازی سے
نظر آتی رہ حق ہمارا کیو راہ باطل میں
کوئی تیغ کا تعویذ ہے اوسی حمائل میں

بیٹھے ہیں یوسف کی خریداروں میں
بیٹھے ہیں ہم بھی یار کی بازاروں میں
بیٹھتے دی فلک کو کی گرہ ہی یاروں میں
غم مٹھائی کیطرح بانٹی غمخواروں میں
قائم عفو سے امید ہے ہی روز حساب
نام رہا وہی لکھوا ہیں گنہگاروں میں
شمع دیار ہے تیرا یا نور ہوا ظاہر روشن
بنتے روزن ہیں کنوان کی دیواروں میں

شہر میں کیا بہار داغ جنوں | پھولتا ہے یہ پھول جنگل میں
دیکھکر یار کے حنائی ہاتھ | ہو گیا زرد شعلہ مشعل میں
سبزے کی جا مزار رندان پر | بھری ساقی شراب کی قلمیں
قشقہ کھینچا رگڑ کے جبہ وس نے | لگ گئی شاخ چوب صندل میں
چاندنی کو جو کہیت کرنا ہو | لے زمین آ کے میرے مقتل میں
عطر اوس گل کی بو نہ پائے اگر | خاک چھانی زمین صندل میں

آہ میرے اگر صعود کرے
بحر پانی ہو آگ بادل میں

نہ کیا امید اقارب سے کہ کام آئینگے مشکل میں | کہ سب ناخن ہیں عاجز وا شد عقد تامل میں
کرو ہر جا نہ کٹھان بیٹھوں وجہاں بیٹھے طبیعت ہے | نہ گھر میں جی بہلتا ہے نہ جی لگتا ہے محفل میں
ہوا ہوں جیسے عاشق رنج ہوتا ہے نصیحت سے | خدا حافظ ہے عزت کا سمائی ہے بری دل میں
مجھے قلیان کشی کی میکشی کی لت بری ہی | پھرون پیر مغانکا دم کہ ساقی کی بغل میں
نہیں کھتی فغان قیس ضربت تازیانی کی | شتر غمزہ بھی کری لیلی نکیونکر چڑھ کی محمل میں
گرا انبار سے کب ہم کعبہ مقصود کو پہنچے | اوٹھے محشر میں ایسی تھک کے سوئے منزل میں
عجب ہے بی نصیبو نکو تقرب فیض بخشو نکا | دفور آب دریا میں خیال ڈوبتی ہے ساحل میں
بخیلے اس سعادت میں مقدر کی ہی محرومی | خدا کی ہاتھ میں دینا ہے جو دینا دست سائل میں
نظارہ وہی جانا نکا ہماری زندگانی ہی | چراغ زیست کا روغن ہے اوس خسار کی تل میں

ردیف نون

[illegible]

دست بردار نہونا تہا بتوں سے ہم کو ۔۔۔ ہتہکڑی ہی ہی تسبیح کی دیندار نہین

اہل جوہر کی نہین قدر کسیکو ای بحر
آبرو موتیون کی بکتے ہی بازار نہین

۲۴۹

یاد ہی ساقی کوثر کی سیہ کار نہین ۔۔۔ مغفرت ناز پڑی کرتی ہی میخوار نہین

کسکو آئینے کی حاجت ہی سکندر سمجھو ۔۔۔ منہ نظر آتا ہی محبوب کے رخسار نہین

جسنے دیکھا ہو اوس آنکھ کو اوسی ہی سمجھو ۔۔۔ زرد ہی قابض الروح کا بیمار نہین

میری رونیکا جو وہ طفل تماشا دیکھے ۔۔۔ پتلیان قرص کین آنسو ونکی تار نہین

یار کا نقش قدم چاند کو ٹہیراتی ہین ۔۔۔ بجھ گئے شمع فلک اوسکی ہوادار نہین

مدد ای دیدۂ تر فصل خزان آپہونچی ۔۔۔ خاک اوڑتی ہوی دیکھو نہ چمن زار نہین

سبحہ زنجیر نظر آتا ہے زنار کمند ۔۔۔ کافر و نہین نہ ٹہکانا ہی نہ دیندار نہین

چاند سورج کبھی چوٹی سے جدا ہوتی نہین ۔۔۔ ماہ و خورشید بہی ہین اوسکی گرفتار نہین

زندگانی کی مزی اوٹ رہی ہین کیا لیا ۔۔۔ تندرستو نہین قیب اور ہین بیمار نہین

بیخودی ہی جو ادہر کو تو خود آرائی ادہر ۔۔۔ مین سلاسل مین گرفتار ہون وہ ہار نہین

بلبلو آتش گلہای چمن دیکھ کے جلے ۔۔۔ اب تلک دود دل آہ آبلہ کو خار نہین

ہمصفیرو وہ کرو تالی کہ صیاد دیکھی ۔۔۔ تیر و ناوک ہین تر بانہ نہین منقار نہین

بہیک مانگین جو ملازم تو عجب کیا ای بحر
آج کل باب عطا بند ہی دربار نہین

ردیف نون

دیوان

خریداری ہی ہاں وس خال لب شیرینکی دنیا میں
بہلا کیا ہمسری تجہی کرینگی مہر و مہ دونون

زہی انصاف تجکو بدمعاش احباب کہتی ہین
کف دست ایسی صاف آئینہ جسمین منہ نظر آئے

تو وہ شمع تجلی ہی کہ سب تیری ہین پروانے
عدن ہی پوستی کی کہیت افیونیکی آنکہونمین

مین وسکا تشنہ دیدار ہون جسکا یہ عالم ہی
کہو ریاب دنیا سی رم داغ ندامت مین

اگر آؤ اگون سچ ہی تو پہر دونون جنم لینگے
کلام صاف اپنا بی سواد ونمین ہو کیا روشن

الاحجی انی جلوائی بہرین شکمکی نوروونمین
نکالین بال تو اپنی سرکی بال خوردونمین

لوائینا بیون مین تو لگنا جاؤن چہوردونمین
انا مل نرم وہ ہڈی نہین گویا کہ پوردونمین

ترے آگے نہین جلتا چراغ مہ چکوردونمین
لالی سیپہونمین مین نہین خشخاش ڈوردونمین

لہو پیتا ہی بہر بہر کر دلو تلی انگوردونمین
جلاؤ دل غم دولت پر بہوان اٹہیگا گوردونمین

سیہ گوں الف سا ہونمین دل سو داغ مردونمین
تو نیکا مرتبہ آئینی کو ملتا ہی کوردونمین

غضب ہی بحر تیری پیٹ مین پانی نہین بچتا
یہ بات ایسی تہی جو بیٹہہ کر کہتا پہچہوردونمین

اوج پہ پیر مغان کو رہے میخانونمین
کیون نہین ال سمجتے ہو خرابا تیون کو

فرد عشاق پہ بحر پر ہوا جیم جنون
کیا نزاکت ہی کہ چوٹی سی لچکتی ہے کمر

حسن تک جلوہ معشوق نظر آتا ہی

۳۰۲

بادہ چہلکے مہ و خورشید کے پیمانونمین
اہل دنیا سے کہو گنج ہین ویرانونمین

ل گئے حضرت بہلول بہی دیوانونمین
زلفونکی بوجہ سی آتی ہی کسک شانونمین

پہر گل بلبلونمین شمع نہ پروانونمین

لپٹی ہے بُری طرح بلای شب ہجران / کیا جانیے عاشق ہوی تھی چاند گہن مین
حافظ ہی خدا اوسکا جو حافظ ہے کسیکا / دیکھا ہے سپہر کا بھی کہین چاند گہن مین
کیا جانیے کس قسم کی ناگن ہین وہ زلفین / جب دیکھتی ہین ہر چہٹکتا ہے بدن مین
ہم دیکھنے والونکی خدا جان بچائی / آفت ہو سجاوٹ مین قیامت ہو پھبن مین
مشاطہ کا محتاج نہین حسن خداداد / تم چاند نظر آتی ہو بیساختہ پن مین
پروانون کی کی فاتحہ خوانی سر محفل / مرجائین عنادل تو کرو پھول چمن مین
جسوقت لگی باد خزان خاک اوڑانی / چھڑکا و ہوا اشک عنادل کا چمن مین

برگشتہ نصیبونکو کہین چین نہین بحر
پردیس مین بلبل ہے تزلزل ہی وطن مین

ردیف نون

۳۵۵ ... کی تحقیق کاول ...

۳۵۴
ای جذب عشق کامل وہ گل کھلا چمن مین / پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین
رکھتے ہو آبداری ہر قطرہ سخن مین / تم رولتے ہو موتی ای بحر اپنے فن مین
خستہ ہین سفل اعلی اس خانۂ کہن مین / ذرات رستے ہین شمس و قمر گہن مین
چھیڑا جو ذکر میرا یار نے انجمن مین / شمعین یہ رو دین آنسو بھر بھر گئی لگن مین
گلزار ہو رہی ہی ہر اک گلی وطن مین / پریونکا جمگھٹا ہی ہر ایک انجمن مین
کہتا ہوں یکھکے ... وس گل کی قد [illegible] / کیا شاخ سرو مین ہے خوبی ہے کیا سمن مین
کیا ضو دکھا رہی ہے ماتھی کی تیری افشان / جگنو چمک رہی ہین ہر سمت انجمن مین
قلقل گلابیونکی کیا لطف دی رہی ہے / بلبل چہک رہا ہی ساقی کی انجمن مین

[illegible]

ردیف نون

ای خار دشت غربت وہ اب ہمارا چھوڑ دو
دیکھیں جنون کدہر کی کہلای سیر ہمکو
دشمن ہین خیال گیسو کچہ حال دل نہ پوچھو
جس روز تک نہ پہنچی او راح اوس صنم تے
قامت مین کیا قیامت ناز و ادا کے بہر ہین
جبتک تہا وہ اپنا ساغر سی لب بلب تہے
بیتاب ہو ایدل حاضر ہین ڈہونڈہی کو
دنیا سے اوٹھے محزون شادی ہو گی لحد مین
کیا حسن بازو انکا جلوہ دکھا رہا ہے
سینے صنم کا عالم جیسے نظر پڑا ہے
پلکین نکیلی اوسکی انیان بتا رہی ہین
بگڑی ہین اوسکی زلفین بن آئی ہے صبا کی

لے آئین اپنے دلکو بھول آئی ہین وطن مین
گلشن مین گل کھلی ہین بچھو لا ٹہی لگن مین
منقار زاغ مین ہے یا پنجۂ زغن مین
حسرت سے دو غلطان تڑپا کیے عدن مین
آفت کے پیچ و خم ہین گیسوی پرشکن مین
جبتک تہی سبز بختی رہتی تہی ہم چمن مین
پانی تو دیکہ لین ہم اوسکی چہ ذقن مین
گہونگھٹ دلہن کا دیکھا منہ ڈال کر کفن مین
تارے جڑے ہوے ہین گویا کہ نور تن مین
سکتے مین پتلیان ہین چشمان ہمن مین
کھینچے ہوے ہین خنجر ابرو بھی بانکپن مین
کیا کیا بسا رہی ہے نافی ختا ختن مین

آخر غریق رحمت ای بحر ہو گئے تم
الفت کی سوت بہوٹی ڈوبی چہ ذقن مین

۳۵۶

فقری وہ جبری ہین ہماری بیابان مین
وہ خلد کی مکانین ہین لامکان مین
ان بیقرار یونکا ٹہر او رکچہ نہین

گویا کہ لون مرچین لگین ہین زبان مین
زاہد کچہ اور ہم مین ہی مین او دہیان مین
ٹکرا کے سر کو توڑی گولی مکان مین

[illegible]

کہان زمانہ مین ملتی ہین چاہنے والی	بہلا نہ دلسے نہ مجکوکہ یادگار ہون مین
کھو تو کاٹکے سر اپنا پانو پر رکہہ دون	تمہین یقین ہو کیونکر کہ جان نثار ہون مین
تمہارا رنج گوارا نہین نہ پوچھو حال	دکہیگا دل جو کہونگا کہ دلفگار ہون مین
خبر کہان لی اوسکو نہ تیر کے مجکو	عجب وہ تیر فلک ہی عجب شکار ہون مین
مرا سوال کسی سے نہین بجز ساقی	فقیر میکدہ ہون مین شراب خوار ہون مین
منگا یا غیر سی کیون دوستی ہو لونگا گہنا	یہ چیمین ہی ابہی جاکر گلیکا ہار ہون مین
حسد کسی سے نہین مجکو بات کہتا ہون	سر و روعیش مین سب ہین خراب خوار ہون مین
زمانہ مجکو عبث پائمال کرتا ہے	خلش کسیسے مین کہتا نہین وہ خار ہون مین
خدا نخواستہ کچہ اور غم نہین مجکو	ہاہی جیسے یہ دل مردہ سوگوار ہون مین

کسیکو قدر نہین خاکسار کی اے بحر
عبیر اوڑکے تصدق ہو وہ غبار ہون مین

نہین ہی تجسا کوئی گلبدن خدائی مین ۳۵۸	کہ عیش باغ ہی گر تیکی خانی مین
جو تجکو دیر لگی اے صنم نہائی مین	تو پہر نہان کا میلا ہی غسل خانی مین
صبا زیادہ نہ بہڑکا ئی آتش گلزار	پڑیگا پہول عنادل کی آشیانی مین
کہان وہ آنکہہ جو دیکہے تجلی قدرت	نہال طور کا جلوہ ہی دانی دانی مین
کسیکو علم نہین استخوان شناسی کا	بشر کے عیب ہنر آئنہ ہین شانی مین
تمہاری واسطے زیور ہی تم سے زیور	پڑی ہی کانین مچہلی پہڑک ہی شانی مین

ردیف نون

زلف کی عشق مین کیا کیا نہ بلائین آئین
حرز کام آئی ہمارے نہ دعائین آئین

خوب تعلیم ہوئی بیٹھہ کی صحبت مین
مل گئی غیر کے سر پر مری سر کی آفت
مین گنہگار بھی حاضر ہون اب شادی کیا
فرقت یار مین برسات کی حاجت کیا ہے
کچہ کچہ تمنے اشارہ نمین قیبوسے کہا
نظر آیا مجھے وحشت مین بگولا ہر سرو
عاشق غور کی ہمدرد ہون کیونکر و غلط
جلوہ گر جام بلوری ہو کہ بجلی چمکی
کوئی ہم پیشہ وہمدرد ہمارا نہ رہا
وہ سراپا ہون خطاوار کہ کہتی ہی لحد
بیٹھے کیڑی رہے جبتک تونہ بیٹھہ بدلا
کس نکوکار کے برباد ہوئی نیک اعمال
نسخے بدلے گئے بدلا نہ مزاج ناساز

رحم آیا نہ تمہین یار جفائین آئین
میری آڑی یہ جدا میری وفائین آئین
بیٹھہ یہ نکو ہوا تہا حکم کہ آئین آئین
گھوٹ گیا کیا مرا رونا جو گھٹائین آئین
کان مین چشم سخنگو کی صدائین آئین
جب گیا باغ مین جنگل کی ہوائین آئین
دست وحشت مین عمامی نہ قبائین آئین
بو تلین طاق سی اوترین کہ گھٹائین آئین
قیس وفرہاد تہی ونکی بھی قضائین آئین
پوٹے مین مردہ نہین آیا خطائین آئین
ترک جامہ کیا ہمنی تو قبائین آئین
کس خطاکار کی آگی نہ خطائین آئین
اور بگڑا مین جو بن بن کی دوائین آئین

اوسکی درگاہ سی محروم گیا کون ای بحر
ہاتہ خالی نہ کبھی میری دعائین آئین

کوئی دن میری بھی آہٹ کا سرانجام کرین عاشقونکی بھی گذر جائیگی خار وخس پر	۳۶۰	تلوی سہلا ونمین آنکھونسی وہ آرام کرین چھین ہو لونکی مسہری مین گل اندام کرین

بھی ہے خوف مجھے اوسکی چار ابرو سے
خم غدیر سے کہتی ہین سلسلہ واعظ
کہین نہ ہو کہین صیاد کی چھری دیکھین
ترے طلاپ مین وہ نو نجمات کی عشرت ہے
ہماری کوچہ نوردی پہ لوگ ہنستی ہین
گلونکی کان نہین باغبانکو رحم نہین
کہو یہ بخیہ گرو سے جنون ہی دامنگیر
کلنکہ منہ کو لگادین تو کیا تعجب ہے

کسی بشر کے عناصر کو چار سو نکرین
کبھی نہو گا کہ ہم بیعت سبو نکرین
زیادہ مرغ چمن سیر آب جو نکرین
جو تو ملی تو کسی شی کی آرزو نکرین
دل اپنا کھو یا گیا ہو تو جستجو نکرین
چمن مین فرحی مرغان خوشگلو نکرین
ابھی ہمارے گریبان کو رفو نکرین
گلا نہین جو وہ عاشق کی آبرو نکرین

چھوٹے گا دامن لیسنی داغ عشق ای بحر
کہوان آنکھونسے رو رو کے شست و شو نکرین

ردیف نون

خوش نگاہونکو جلاتی ہین وہ دلبر پلکین
ایکدن مجکو پھنسائینگی ستمگر پلکین
آرزو ہی کہ مین اوس حور کی لکھون تعریف
مرض منتظری سے یہ نقاہت ہی مجھے
کیا حشم حسن کے دولت نی دیا ہی اوسکو
بیم و امید مین ہی جان و ان آنکھونکی حضور
کبھی بھونرا کبھی بنو رہی چشم قبان

۳۶۲ چشم حورا کی بچھا دیتی ہین تیور پلکین
آنکہ صیاد ہی ٹٹی ہین ستمگر پلکین
کاغذ آنکھونکی سپید ہو تو مسطر پلکین
تل ہی پتلی کو گران آنکہ کو دو بھر پلکین
دونون گیسو ہین علمدار دو لشکر پلکین
راستی پر ہین نگاہین تو کجی پر پلکین
رگ کلبرگ کبھی ہین کبھی نشتر پلکین

دانت اری کیطرح رکھتی ہین مجھ پلکین
کاٹ ڈالین کی مریدل کا صنوبر پلکین
رات بھر ڈھونڈھتی ہین خوابمین آنکھیکو سب پلکین
لف افسوس ملا کرتی ہین ...

[illegible]

نہ سہی ہو جو دیدار تمہارا صاحب
آنکھین ڈہیلو نسی کی کوڑ یسی ہین پلکین

خانۂ چشم ہمارا قفس خالی ہے
طائر خوا بکو فرقت مین ہین شہپر پلکین

خط کی آمد ہے ادہر کہتی ہین آنکھین ادہر
یار کی صفحۂ عارض کی ہون مسطر پلکین

تو وہ بید ہے جسوقت پہری تیری نظر
تل بہر آنکھین نکرین رحم نہ جو بہر پلکین

اوسکی آنکھو نسی کنارہ ہی بہلا ہی اے بحر
نیل وہ ہے سرمہ ہے فرعون کا لشکر پلکین

۳۶۴

بی ریاضت کیا گلو نکو اپنی سمین کھینچلین
لیس ہین پہر ہم جو اک حلیہ قفس مین کھینچلین

ہم اگر زیر بغل خمکو ہو سمین کھینچلین
خون خم مثل زلوا یک یک نفسمین کھینچلین

ہم وہ عاشق ہین اگر قمری صوت ہم بہر پا
باندہ کر اوس سرو کو تا نفس مین کھینچلین

قافلے والی قدم مارین جو راہ جذب پر
چاہ سی یوسف ابریق جرسمین کھینچلین

باغبان ایسی کشش پیدا کرین ہم تو سہی
رنگ و بو پہولونکی اپنی خار و خسمین کھینچلین

ظلم کا جنکو علاقہ ہی عجب اونسی نہین
جانعالم زیستا نینکی ہوس مین کھینچلین

دیکہ لو دنیا بڑی تسخیر ہے مثل عدد
ایک نقطہ ہم جو بڑہ دین سحر کو سمین کھینچلین

نیش عقرب ہے سوا ہین خار راہ سیم و زر
آہنی مورتی لشکر پای ہو سمین کھینچلین

وہ بہار آئی ہے جسمین سبکو ہے جوش جنون
خون جتنا چاہین فصاد اسمین کھینچلین

ان بتونکی نخل قامت مین غضب اعجاز ہے
چاہین تیغ و عظ کو بہی صحاب سمین کھینچلین

فاقہ بہتر اہل دنیا کی قبولی نا قبول
ہاتہ دستر خوانسے کہا کہاکی قسمین کھینچلین

[illegible]

آتش گل سے جل گئے بلبل
ہوئی سیخ کباب خار چمن

ردیف نون

[illegible]

آسنے پاتا نہ باغ مین صیاد		روندہ پھرتے گلِ سوارِ چمن

پاؤن رکہتا ذرا سمجہ کر مجھ
ابر کی تلوار ہے کنارِ چمن

۳۴۴

کیا صفحۂ بیان پہ کرے کی رقم زبان	کسواسطی دوات دہن مین ہی قلم زبان
دلکو کمال گرم بیانی کا شوق ہی	گلخن سے ہمدہن ہو مین شعلی سی ہمزبان
ہو جای منہ مین خشک مثال زبان جہت	شمع اگر بیان کرے میرا غم زبان
کوئی گل سخن کا یہان قدردان نہین	ہی تہی مین برگ خزانسے بہی کم زبان
لطف وصال ہمسی جو پوچہو تو سیج ہی	باہم لبونسی لب جو ن ز بانسے ہم زبان
باتین بنا رہی ہی دہنکی صفات مین	کب سے ہوی ہی محرم رازِ عدم زبان
اخفای راز عشق ہی باتو نمین کہلا مین	مثل دہان یار نہین رکہتے ہم زبان
دیکہی ہزار بار اشارو نمین گفتگو	پلکونکو کیا بنائی ہی چشم صنم زبان
مارا اوسی کلام کیا جس سی یار نے	تیر خدنگ بات ہی تیغ دودم زبان
اولٹی سمجہ تبون کی ہی بولا نہ چاہی	کہنچو اینگے قفا سی یہ اہل ستم زبان
تقریر پر دلیل ہے سحر حلال کے	وانتونکی تیغ سے نہین ہوتی قلم زبان
دن ہرزہ گوئی کی نہین سر ہو گیا سفید	مصروف ذکر خیر رہے صبحدم زبان
ہی بال کی گرہ سی ہی ترا دہانہ تنگ	پر زلف سی کہین ہی درازی صنم زبان
قدرت کسی بشر کو نہین راست گوئی پر	کرتی ہی ایک بات مین سو پیچ و خم زبان

ردیف نون

یار آیا ہمارے گہر ... دولت وصل ہو مبارک تمہارے دن
کہین رات نے ہین کتارے دن
خلق دیکھے نفاق لیل و نہار
ہم سے کلفت اگر تمہارے دن
رات کی شکل قمر ہو جاے
رات ہو کر کٹے ہین ہمارے دن
کیا چھپی ہے زلف برافشان
تجھ بن ... ہماری دن
... دانتون سے کوئی کٹا نہین

آسمان حسن اگر تجکو کہون شایان ہی
مر گئے عاشق جب آگی سے وہ بٹا ہٹ گیا
آجکل اونکی خریداری ہی بیٹھا سال ہی
خط محور پر تری انگیا کی ڈوری ہی ورے
چاند سورج کی ہین ٹکر سربلندی تا کجا
تیغ ابرو سی نہین ہی خوف ہی سیدھی حر
دیکھنا کیا حسن کی دولتکا کوٹھا توڑکر
جب شگفتہ ہوگئین کلیان بہار آخر ہوی
میری ہاتھ آئین تو محرم ہوگئین انکی جاے سے

مہر و مہ رخسار ہین کج دو پیکر چھپاتیان
کیا بلا رحلت کیے نقاری ہین دلبر چھپاتیان
بیچتے ہین کوزۂ قند مکرر چھپاتیان
غیرت قطبین ہین یا ماہ پیکر چھپاتیان
عرش کے قبے بنین گی کیا ادہر کر چھپاتیان
رکھتے ہین حج دستیاب اپنی سر پر چھپاتیان
نکلے ہین پہر لیلی و بدرتہ زر چھپاتیان
حسن پر پہولین نہ مانند گل تر چھپاتیان
مرغ سیمین بال ہین یا بیضۂ تر چھپاتیان

کیا کہون ای بحر آب و تاب سلک جسم کے
پیٹ ہی کوثر حباب آب کوثر چھپاتیان

۳۶۹

روتے ہین ساری رات ساری دن
میری سینے کی داغ ہین راتین
رہے تا عمر آفتاب پرست
وعدۂ وصل ہو اگر دن کو
ہجر مین رات ہو گئی اٹریل
زلفین اتو نسے لیگئین بازی

کیا برے کٹتے ہین ہماری دن
میری آہو سے نکلے ہین شراری دن
ہمنے میخانی مین گزاری دن
ہین قیامت سی لون اجاری دن
وصل مین پہر گیا طراری دن
گوری گالو نسے یار ہاری دن

بن تجھ ... ہین ہی وہ مرا انداز ہون
ماہرو ... ہی طالع کا ستارا انداز ہون
... سے نظارا انداز ہون
چودہوین کا چاند ہی ... تارا انداز ہون
عقل سے کہتا ہون ... جنون ہی ... انداز ہون
دور ہو تجھ تک نہین ترا گزارا انداز ہون
حقیقت ... دشمن کو بھی ... سہارا انداز ہون
ڈہونڈہتا ہون اپنی سایہ کا سہارا انداز ہون

ردیف نون

ای ... حسرت وا ... انداز ہون
... نہین ... انداز ہون
... بن ... انداز ہون
... استغنا ... انداز ہون
... انداز ہون
... گلستان ... انداز ہون

[illegible]

تخلص

مفلسی کا وہی کیسا لباس فاخرہ | اگر کیا کہنہ دو شالہ ہی کنارا اندنون

بحر تیری اشکباری باڑہ پہی آجکل
آنسوونکی موج ہی دریا کا دھارا اندنون

رہا ہی اسکی مژگان پہ فدا مرغ جان برسون	۳۷۱	کیا ہی ہمنی کانٹی کی اپنی پرا شیان برسون
کسیکے حسن کے گرمی نے پھونکی استخوان برسون		رولایا یار لف نے انکھونکو بن کر دہوان برسون
ملے شمیم کے ہاتھون آب و دانہ قدرت رب سے		رہی مرغ چمن صیاد کی گھر میہمان برسون
حرارت داغ سودا کی جبیتی جی ہوی ابل		نشکل ہوی سر پہیایا رہا سر دیوان برسون
صدا ہی نی کو کچھ نسبت نہین فریاد عاشق سے		نہ درد اوٹھا کبھی ولیکن سنی شیکی فغان برسون
کبھی نیت نہو سیراب دنیا کی تمول سی		جوانکی گھر مین ہمن سماین سیاتون آسمان برسون
کبھی کرتی نہین فیاض کو بدنام عیب اوسکی		نجاست سے تجسس ہوتا نہین آب روان برسون
جلایا ہی کبھی جبکی نہ وہ اپنی شرارت سی		نہ کی اف ایکدن ہمنی کیا ضبط فغان برسون
جھکاونگا نہ سر اس چرخ ناہنجار کی آگی		اگر کھینچے کی آرہ میری سر پر کہکشان برسون
عجب کیا ہی جو میری شعر مین تاثیر پیدا ہو		رہا ہی اسم اعظم یار کا ورد زبان برسون
اگر مجھسے بہی غفلت ہی میری مسیحا کو		نہین مین سخت جان گر ٹلا کرونگا ایڑیان برسون
گریبان ایکدن پہاڑ تھا ہاتھونکی کہلین قصد		نکالی ہی جنون نے پاون میں بیڑیان برسون
فدا کیونکر نہون بلبل کی صورت گل سکی لون پر		یہ پہول ایسی بہاری ہین نہین جنکو خزان برسون
پلادی اپنی ہاتھون ایکدن اپنا اوس مجکو		پیون ہو ہو کی تیری پاون کی پیرن مغان برسون

ردیف نون

ردیف نون

اگر آب ندامت کارگر ہوگا گناہون کو
خبر کیا محتسب کو میکشان جذب الفت کے
مرا جوش جنون پوچھی کوئی فصاد سے صبح
کریگا کون منہہ سے کیطرح اب وقف خون اپنا
پہسل جاتی ہی چکنی وضع پر اپنی نظر اب ہے
نہ مسجد مین سنی اک ور بہی بانگ اذان ہمنے
جوانی مین ہین مستیان سر پر سوار اپنے
رہا گرم سخن اغیار سے میری جلانے کو
بس مرگ آٹہون پہر ہی گہر بکہ جاتی ہے

بہت آلودہ دامن ہین کہ ونگا شست وشو برسون
رہا جام آنکہہ مین اشک ہائے دلمین سبو برسون
مہینون وسنی لین فصدین کیا اسنی لہو برسون
ملین گے ہاتہ میری اطلسی پری عدو برسون
پڑی جس بت جنر کی عادت نہین جاتی وہ خو برسون
سنا میخانی مین جا جا کی شور ہا وہو برسون
کہا تہو نسی تجہو ٹی ایکدم جام و سبو برسون
مجہے روز آگ مین جہونکا کیا وہ شعلہ رو برسون
خدا وہ دن نہ کو ملائی یکہو ہین لکہنو برسون

یہ فن شعر ہی تائید غیبی بحر مشکل ہے
نہ پار اوتریگا اس یاس بیر یکا جو تو برسون

رنگین خرام ہین وہ مری گلبدنکی پاؤن
یا شوہ کیا مریض محبت کو چاہیے
ظاہر ہی شاخ شاخ کی لغزش سی بلبلو
ہی وقف مال رہ جو چاہی وہ لوٹ لے
پابند کو فنجان ہون عنادل ہزار حیف
ڈنکا بجا رہا ہی اودہر اکر بہاری چال

پہولی چمن مین جلیب بہار چمن کے پاؤن
دہوکر پلا وہ دلبر عیسی ہن کے پاؤن
قائم نہین چمن مین بہار چمن کے پاؤن
تخت نہ بندگی کا ٹہین وہ زلف کے پاؤن
شایان شاخ گل ہین کلاغ و زغنکی پاؤن
کوس مین بجوب کہو ہین سرنکی پاؤن

بیان ملاحت کیا چاہتا ہون
سخن مین نمک کا مزا چاہتا ہون

نہ دیکھون مین اوس گل کی پہلو مین کانٹا
اوڑی عنبر ایسے ہوا چاہتا ہون

مجھے تسمہ بند ہوای کی زلف پیچان
فقیر آجکل مین ہوا چاہتا ہون

لگی بیطرح ہی خدا ہی بچائے
سلگتا ہی دل مین جلا چاہتا ہون

بہت کروٹین لین نہین نیند آتے
بغل مین کوئی دلربا چاہتا ہون

محبت مین یہ عقل زائل ہوی ہے
کہ اہل دغا سے وفا چاہتا ہون

کھلے حال بیمار چشم سخن گو
اشارہ نہین باتین کیا چاہتا ہون

برا مان جاوگے منہ پہیر لوگے
نہ پوچھو قسم دی کیا چاہتا ہون

نگاہین الجھتی ہین زلفو نہین بیڈھب
ان آنکھون کے ہاتھون پھنسا چاہتا ہون

مہ نو کے مصرع مین مصرع لگا دون
مین اتنی طبیعت رسا چاہتا ہون

ہوے چارہ جو کب مریض محبت
خدا موت دے جو شفا چاہتا ہون

وہی دشمن جان ہی ای بحر میرا
جسے جان سے مین سوا چاہتا ہون

ردیف واو

٤٧٧

ستایا دیکھا محبت مین جس آدم زاد کو
آفتین افلاک سی آئین ہمار کباد کو

جانور اوس گل کی صدقی ہیو اگر گلزار ہو
آشیانو نسی پکارین بلبلین صیاد کو

رحم پر جو غیر آتا ہے مقام صبر ہی
مین نہین کہتا خدا نہ پہنچی مری فریاد کو

گل کے ہنسنے پر جو شبنم روی کہتا گیا
خاک خوشنودی چمن سی ہو دل ناشاد کو

ردیف واو

ردیف واو

خدا بنا دے اگر زخم دیدۂ تر کو	۳۷۸	لہو کے آنسو نہ سے رونے مقدر کو
کیا ہی مین نے مقابل جو قد دلبر کو		ہوا ہی ارہ بر فاختہ صنوبر کو
کوئی گہڑی تو دل بیقرار کو چین آے		ہماری سر کی قسم تم نہ پاس سی سر کو
دکہا ہی ہمکو مقدر نی سخت لیل و نہار		کیا ہی سنگ ستارہ ہماری اختر کو
جو نیند آتی ہی مجکو تو دل یہ کہتا ہی		بغیر یار لگی کی نہ بیٹہ بستر کو
ذلیل ہوتے ہین دولت کی عشق مین انسان		فقیر دیکہا ہی دنیا مین کیمیا گر کو
خدا کیواسطے آؤ نہ پاؤن پہیلاؤ		کہ جان ملتی ہی مجہی یکہ جا دم بہر کو
کوئی نہین ہے وفادار سادہ رو نہین		ہوا نہ سنگ لحد آئینہ سکندر کو
اگر تڑپ دل بسمل کی دیکہ لے قاتل		تو اپنی دانتوںسی کاٹی زبان خنجر کو
چراغ حسن صنم کا بنا ہے پروانہ		جواب نامہ کجا پر لگے کبوتر کو
کڑی ہین شعلہ جوالہ بجلیان بالی		بدن کے رنگ نے دہکا دیا ہی زیور کو
خدا کیسکو دکہائی نہ یہ بلای سیاہ		بہلا دیا شب فرقت نی روز محشر کو
ہلال کو جو بنا تا ہی بدر ای ساقی		وہی بہریگا کسی روز میری ساغر کو
ستمکشان محبت کا منہ نہین دیکہا		چڑہی گا خوف سی لرزہ بت ستمگر کو
نہ بہر دام رگ گل کو دی تکلیف		نہ کہینچ کا نٹو نہ صیاد صید لاغر کو

حصول کچہ نہین ای بحر سر پٹکنی سے
درِ صنم نہ کہلے کا سدا ہارِ گہر کو

آج کیون زلف کی حلقونکی ہی اترا ستگے — پہانسیان کھینچ گا ابھی گنہگارونکو
آئینگے آپ عیادت کو یہ امید نہ تہی — مرض الموت مبارک ہوا بیمارونکو
جامۂ گل کیطرح ہمتی ہی کبہی پہاڑ ہی — جب بہار آئی ہوا جوش جنون یارونکو
پاسداری یہ گلونکی ہی ہمین ای بلبل — آنکہو پر رکہتی ہین پلکونکی طرح خارونکو
میکشی ترک ہی ایکی رضا مین ساقی — کسنے شیشی مین اوتار اترے میخوارونکو
دام یوسف پراوٹہا مین جو تمہاری ہو تے — کہین لٹرکی ہی کہ سودا ہی خریدارونکو
راز اپنا نہ فرشتے سی بہی کہتے زنہار — سیکڑون بہیس بدل آتی ہین ہرکارونکو
کیون گل و لالہ دکہائی مجہی وفصل بہار — پہر مری سینے مین بہکا دیا انگارونکو
تیرا وہ دفتر رحمت ہی کہ مہرنکی طرح — روسیہ کی ہی امید سیہ کارونکو
ہڈیان دیکہ کے دہمکانہ مجہی اسفاک — یہ وہ کاٹہی ہی نگلجای گی تلوارونکو
دیکہ لڑکون کو جوانون کو اگر ہی تمیز — غافلونکو ہی خوشی رنج ہے ہشیارونکو

دل عزیزونکا دکہانا نہین بہتر ای ہجر
جان یون دو کہ خبر ہی نہو غمخوارونکو

۳۸۱

وہان یار نہ سوجہا دقیقہ بینون کو — ملا نہ نقطۂ موہوم نکتہ چینون کو
فراق یار مین پوچہی یہان تلک آنسو — بتایا صورت گرداب آستینون کو
تلاش یار مین گز بنگئے ہین اپنی قدم — جنون مین ناپتے پہرتی ہین ہم زمینون کو
وہ مست ہون جو دکہاؤن کشش تو موج شراب — حباب وار بہالائے آبگینون کو

ردیف واو

ردیف واو

خبر نہین نجف و نینوا کی رتبے سے
لبو نسے دو گنی ہوی حلقہ دہن تیرے زیب
ہماری آنسوونکی سیل ہی کوئی طوفان
دماغ کیون نہو شاعر کا چرخ چارم پر
ہنسے چراغ گہر و نمین چمن مین پہول ہنسے
کہ نمین کس سی ہی شاعری ہی الہامی

بنائین تاج سر افلاک ان زمینونکو
جڑا ہی ایک انگوٹہی پہ دو نگینون کو
پڑی ہی فکر مکانات کی مکینون کو
کہ چار چاند لگاتا ہی یہ مہینون کو
کبہی فلک نی کیا خوش ہم حزینون کو
کبہی یقین نہ آئیگا نے یقینون کو

وہ کوچہ شعر و سخن کا ہی تنگ قافیہ ای ہجر
کہ سوجہتے نہین معنے بڑی زمینونکو

۳۴۳

طاق نسیان پہ نرکہا کبہی پیمانے کو
کوچہ گردی کی لیے پاؤن بنی ہین میری
اسقدر وعدہ خلافی سی پہر ائنہ اپنا
کیا خبر تہی نہین کہتا یہ تمہین ہوی وفا
شمع کا فندق انگشت سی ہوکا دیکہ
یار پیمان شکن آئیگا نہ جب تک ساقی
کچہ نہو جیو اگر اک دنکا قلق ہو تو کہون
دام آفت مین گرفتار کروگے کسکو
عاشق زار ہو نہین مجکو نصیحت سے پہری

جب چلی ہم سو مسجد گئی میخانے کو
سر ہے تن پر دو دیوار سے ٹکرانے کو
تمنے رکہی نہ جگہ یار قسم کہانے کو
پہول ہم دیکہنی آئی تہی کہ گل کہلانے کو
چٹکیونمین وہ اوڑا دیتی ہین پروانے کو
منہ تو کیا ہاتہ لگاونگا نہ پیمانے کو
دل دیا ہی مجہی اللہ نے گہبرانے کو
بال سلجہای ہین تمنی کسی الجہانے کو
دق کرتی ہین جو لوگ آتی ہین سمجہانی کو

آب و دانہ نے مجھے کہان لا یا ۔۔۔ نہ ملا چین عمر بہر مجکو

بحر ضبط فغان کرون کیونکر
چہاتی پہٹ جانیکا ہے ڈر مجکو

۲۸۵
جان سے عشق کے بلا ٹا لو ۔۔۔ دلکو سمہا و چاہنے والو

ذی لیاقت ہین خوبصورت لوگ ۔۔۔ سلطنت دیکے ایک بوسا لو

ان بتون کے ہی دور مین انہیں ۔۔۔ مشعلین پہونکو آتشین نالو

جب مین اوسکی گلی مین جاتا ہون ۔۔۔ دل یہ کہتا ہے بیٹہو سستا لو

ہم تمہارے غلام ہین صاحب ۔۔۔ مہر کرو الو ہمسے لکہوا لو

دیکہنے آئینگے ضرور تمہین ۔۔۔ بیڑیان ڈالو یا مچلکا لو

اوسکی زلفو نسے کوئی یہ پوچہے ۔۔۔ مجکو کسدن ڈسوگے ایکا لو

صبح کیون محتسب کا نام لیا ۔۔۔ رندو کچہہ پی لو کچہ گزک کہا لو

دوستو کیون وہ روٹہے بیٹہے ہین ۔۔۔ مجکو لیجا کے پاؤن پر ڈالو

وہ نہین ہم جو تمسی چہٹ کی جبین ۔۔۔ ہم بہی جانتے ہین تم ذرا جالو

ای نصیبو یہ بے سبب ایذا ۔۔۔ چین پایا ہو کچہ تو بدلا لو

دشمنو کی نظر لگے نہ کہین ۔۔۔ مجکو تم آج صدقے کر ڈالو

بحر دربان جبروت ہے
ہو چکی راہ گہر کا رستا لو

ردیف الواو

ردیف واو

وہ میری جو بوٹیاں اوڑائین	جبر جبیں کا مرتبہ عطا ہو
دم نکلے ہجوم غم مین کیونکر	کچھ بہتر چھٹے تو راستا ہو
دنیا سے اوٹھے مریض فرقت	اے دار مسیح تو عصا ہو
سبزے مین چہ ذقن ہی خسپوش	ایسا نہو خضر سے و نما ہو
ہم زخم جگر نہین دکہاتے	آنکھین نہ چرا و خوش نگا ہو
پیش آو ہراک سے آئینہ وار	بیگانہ ہو یا کہ آشنا ہو
سیکھو یہ طریق آدمیت	جو چال چلو اوسے نبا ہو
تلوار ابرو کی وہ خریدی	جو مفت سر اپنا بیچتا ہو
چمکے جو ستارۂ بلندے	طاؤس فلک سے مجھے ہما ہو

ای بحر نہین ہی ان تلون تیل
مفتون نہ کسیکے خال کا ہو

گل مہتاب شرمائی چمن بر ہو تو ایسا ہو	۳۸۷	بشر ولباختہ ہو جای دلبر ہو تو ایسا ہو
مہکتا ہی وہ ہین خسار سی نگت ٹپکتی ہی		جو غنچہ ہو تو ایسا ہو گل تر ہو تو ایسا ہو
تہو ممنون مردہ بہی کسیکا یہ تمنا ہی		مرا دل مجھکو مٹی دی مکدر ہو تو ایسا ہو
کدورت کو نکالی قلب سے صیقل گری یہ ہی		بہٹے دل کو کری ثابت فو گر ہو تو ایسا ہو
کہان مجنون ضعیف و زار ہی ایسا کہ جیسا مین		مجھے آندہی ہی میری سانس لاغر ہو تو ایسا ہو
علائق سی ہو آزادی فقیری اسکو کہتی ہین		کفن کو بہی کہی کچھ قلندر ہو تو ایسا ہو

چھپائی آپ اپنا عیب غیر ہی موجو عاشق ہو — نہ تار نظر چھپ جای لاغر ہو تو ایسا ہو
پرستش کا ذکر کیا اسکے جمال قتال عالم ہے — ستی ابرو کا کیا کہنا جو خنجر ہو تو ایسا ہو
مشقت کے بہت فرہاد نے جار اترا شیرین نے — پسیجا دل نہ شیرین کا جو شہر ہو تو ایسا ہو
کسے مرہم سی اسکے زخم تو بھرتی نہیں کہا — زبان طنز کی قربان نشتر ہو تو ایسا ہو
جلائیں ہاتھ موسے اور بنجائی ید بیضا — برائی مین بھلائی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو
کوئی ہمسے صفت پوچھے تمہاری موئے مژگان کی — کری خنجر سے بڑھ کر کام نشتر ہو تو ایسا ہو
بچالی موئی آفات سے ہونا خدا ایسا — ہمارا زندگی تھم جای لنگر ہو تو ایسا ہو
پہ حسرت ہے کہ جیسے میل ہی دانتوں کا ہو ٹوٹنے — ہمارا یار رہے ہمسے شیر و شکر ہو تو ایسا ہو
کسے سے آنکھ نیچی ہو نہ میرا سر جھکے یارب — مجھے ٹکڑا زمانی مین میسر ہو تو ایسا ہو

رعایت چاہیی ایسی کہ زیبائی ہو معنی کی
عروس شعر کا ای بحر زیور ہو تو ایسا ہو

ردیف واو

۳۸۹

بیٹھ کا میری ایسی یار کا گھر کیونکر ہو — مجھ گنہگار کا جنت مین گزر کیونکر ہو
سچ بھی ہی میر طرف اسکی نظر کیونکر ہو — پاس آتی ہی رخ مہر ادھر کیونکر ہو
دیکھنے دیتی نہیں کان رخ زیبا کو — بجلیان کوندتی ہیں تاب نظر کیونکر ہو
شرط بدبدکی رقیبونکو ہر میت دونہیں — خود بدولت جب اوج ہیں ظفر کیونکر ہو
حلقہ بزم مین اس شان سے دیکھے جو تجھے — اپنے ہالی مین تو وا قمر کیونکر ہو
حور جنت مین پری قاف مین یار انسی — دل لگی اس سے کہیں بسیت بسر کیونکر ہو

۲۹۲

کیون کسی سی [illegible] ہو جب خدا رزاق ہو
آدمی [illegible] سے کم [illegible] ہو
[illegible] اشتیاق ہو
[illegible] بن مانند [illegible] طاق ہو
[illegible] ہے عشاق ہو
[illegible] کا مشتاق ہو
[illegible] فلک مین طاق ہو
[illegible] نوفا فاق شہرۂ آفاق ہو

تلاش یار کی ای دل یہی راہ	پہر نہین کوئی تو در بدر ہو
یہی سجدی ہین انہی دعا ہے	ہمارا سر ہو تیرا سنگ در ہو
خداوندا او ٹہائے آپ دو آنہ	قفس سے پہر سوے گلشن سفر ہو

مین کیا کہتا ہون کیا سنتی ہی ای بحر
تمہارا دل کہان ہے تم کدہر ہو

آدمی کتنا ہی عریانی نہ کیونکر شاق ہو ۲۹۱	آئی آرکی تلی جو نخل بے اوراق ہو
سینۂ عاشق مین اتنا تو بہلا احراق ہو	داغ سوزان آفتاب حشر کا مصداق ہو
دیکہ لو دو گام چلکر تم وہ سیمین ساق ہو	نقش پا چاندی کی پتری سوا براق ہو
نالۂ بلبل ہو پہر صیاد کو تیر تفنگ	سنگ دافی پر جو اوسکی برگ گل چقماق ہو
مین ہین وہ آسمان کے لاکہ قلابی ملاؤن	دخل کیا اس فریسے وہیں مہر کا الحاق ہو
زیست مجکو تلخ ہی ایسی ہو تم شیرین زبان	لون تمہو بہر چہڑکتے ہو وہ خوش اخلاق ہو
ناتوانی کے سبب کبڑی بندہ ہین دست	چاک سینہ ہو جو سودائی دل اپنا چاک ہو
تمکو اپنے دردمندونکا مداوا چاہیے	زلف پیچان ناگ ہی تو خال رخ تریاق ہو
چستی بندش چاہیی مضمون تو کیوا سطے	طفل کا حسن سراپا ہی اگر عنداق ہو
کوئی زندانی اگر جانے شہادت کا مزا	طوق مین گھنٹ کر گلا تلوار کا مشتاق ہو
یا دکر قرأت سی دل مصحف رخسار کو	قلقلہ نالو نہین ہو فریاد مین اطباق ہو
کیون اوٹہائی ہو تقاضا زندگی مہر گیا	بحر اگر تقدیر بقا رکہتی ہو تو باقی ہو

آئینہ کس منہ سے آتا ہی تمہاری سامنے
[illegible] فرقت فاق ہو
[illegible] برق [illegible]
ایک قاف [illegible] بسایہ [illegible] فاق ہو
انسے رستا کاٹے قاصد [illegible] قزاق ہو

ردیف واو

[illegible] مفلسی [illegible] ساقی [illegible]
[illegible] عشاق ہو
[illegible] الفت [illegible] طاق ہو
[illegible]

[illegible]

سجدہ لازم ہی جو اوسکی راہ مین ٹھوکر لگی
ہای سالک ٹوٹ کر غش مین نکی ساق ہو

ای بتو کیونکر نہو دعوی خدائی کا تمہین
گور کی روزی سیاہ ہو ظلم کی خلاق ہو

اپنے منہ پر خود تماچی مار منصف ہو اگر
صفحۂ عارض کا خط کیفیت عشاق ہو

کاتب تقدیر سی یہ التجا ر کہتے ہین ہم
وصل یون لکھ دی کہ وصلی کی طرح الصاق ہو

سال بھر کے بعد بھی دیکھین اگر ابروی یار
کیون ہلال عید کا کوئی بشر مشتاق ہو

دسترس ہو جائے شاید اوسکی بازیگاہ تک
ای دل صد چاک مثل گنجفہ اوراق ہو

سایۂ جانان سے پہلے مہر گھر کیون آئی ہو
گر بیان اوس کے کرے خورشید جو مشتاق ہو

فال ہے بحر حفظ ما تقدم کیا ضرور
سانپ کاٹے تجکو تیری پاس اگر تریاق ہو

۳۹۴

انسان مرگ و زیست کی جھگڑے سے پاک ہو
یہ جان ہو ہوا کہین یہ جسم خاک ہو

عاشق کو اسقدر تو جنون سے تپاک ہو
تن داغ داغ ہو تو قبا چاک چاک ہو

دو چار کو جو قتل کرین اوسکی انکھڑیان
شیرین سی ہی زیادہ غزالون کی دھاک ہو

جی چاہتا ہی کیجیی ملک عدم کی سیر
دیکھ آئین دوستون کو وہ جی جو ڈاک ہو

کیا ہی دوا مفید ہو بیمار عشق کو
تھوڑے سے زہر کا بھی اگر اشتراک ہو

نکتہ سی بات بات مین ہین جو ہی یار کی
کیا غم ہی کوئی خوش ہو کہ اندوہناک ہو

اچھا کیا جو ترک کیا عشق بحر نی
دو بھی ہی کسکو جان کوئی کیون ہلاک ہو

ہم اوس تعزیر سے برا ہین جس سے لطف حاصل ہو
تو شیشے مین ہو آئی محتسب پاسنگ پر دل ہو

تو وہ صیاد ہی تجکو جو دیکھون نیند مشکل ہو
نہ بہاگی طائر خواب آنکہ سی اوڑکر تو بسمل ہو

کہان امید اعضا مین ہو پہر عہد توانائی
نفس کو سینے مین جب آمد و شد دوبھر منزل ہو

اگر جنس صفائی دل کا کچہ رتبہ ہو عالم مین
اوٹھا کر جام اپنے ہاتہ مین جمشید سایل ہو

برابر سوز الفت چاہیے فانی و باقی سی
چراغ گور ہو بندی خدا کی شمع محفل ہو

قضا حافظ ہی کیا وحشت ہوا سے بغض سے تجکو
چراغ زندگی میرا تہ دامان قاتل ہو

اوٹھاتا ہی ستم کوئی تو امید عنایت پر
مری زخمونکی ٹہی چاہیے دامان قاتل ہو

مٹا سکتا نہین کوئی کسیکے عیب اصلی کو
کبہی تانبا سفید ایسا نہین ہوتا کہ زائل ہو

بتان ہند سے دو حرف جب پڑہ لی اگر واعظ
تو مصحف طاق نسیان پہ جیسے تیغ حمایل ہو

عدو جان مین یار خانگی یا ربا زاری
سمجہنا سعد ہی ہر شکل خارج ہو کہ داخل ہو

مثال نخل وحدت کر اوٹھین اوڑا ایسی تنہائین
سفینی تیری جنگلی کا بگولا دور محفل ہو

نصیب ایسے کہان یا رخ محبوب مین مے
ہماری منزل اوّل کلام اللہ کی منزل ہو

مقام عاشقان ہو منزل معشوق مشکل ہی
اتا لیلی کبھی مجنون اگر تا بو محمل ہو

سجہائی نیک بد کیا خاک کوئی بی سعد و نحس
اوسے عینک سی کیا حاصل بصارت جسکی زائل ہو

اگر بے رنج ہستے چاہتا ہی تو فقیری کر
فقیری بہی نہ تو سی شکل مرد تہین داخل ہو

تقاضا آل تمغا پر عبث اولاد آدم کو
نہین ممکن مقدر کا نوشتہ غیر باطل ہو

کوئی واقف نہین اس راہ الفت کے صعوبت سے
یہ کالی کوس وشمن جو مشغل مثل منزل ہو

سحر ہو شام جای مہر طالع رو بہ ہجران ہو
بجز تو خورشید محشر صبح کا تارا نہ دیکھو مین
یہ شب گذری تو پھر صبح قیامت کا نمایان ہو
سحر تیز دو نما ہوکر سحر راہ افق ہو لی
فلک پر ہر ستارہ دیدہ حیران بیابان ہو
میان یار سما تا زنفس ہم ہو وزن کا
خروس صبح عنقا ہی نشکل پنہان ہو

ردیف واو

جگر کا داغ ہو قفل در شرق خداوندا
سحاب وہ دل لپنا نقاب مہر تابان ہو

نہ دیکھی روز فرقت ہجر تو غیر از شب وصلت
دعا آنکھیں کبھی دوست ہر موئی مژگان ہو

ردیف واو

۳۹۸

کیا شبہ کہ دنیا کی علائق سی بری ہو
ز ندیکو جو مردی کی طرح ہنجری ہو

حیرت ہی کف خاک مین یہ جلوہ گری ہو
معلوم نہین یا ر بشر ہو کہ پری ہو

کیون آنسو نسی تر ہو یہ دامان گریبان
آنکھو نہین تمہارے جو فرقت کی تری ہو

ارمان اوسی کیا ہو شب وصل صنم کا
جو روز جدائی مین چراغ سحری ہو

بسمل کو سنبھالی سے سنبھلتے نہین دیکھا
میرے دل بیتاب کی کیا چارہ گری ہو

کیونکر نہ بگولی کیطرح گشت کرین ہم
ٹھہرے نہ کبھی پاؤن جو آشفتہ سری ہو

تقدیر سی کیا زور ہی لیکن وہ گدا ہون
در بند کرون مین جو مجھی دربدری ہو

نا راضی ہون کیا قافلۂ اشک کو روکون
راضی ہون اگر جان حزین ہی سفری ہو

سمجھاتی ہین سب مجکو سمجھتا نہین لیکن
کیونکر نہ وہ تڑپے جسے درد جگری ہو

دھو ڈال اسے آنسو تسلے یہ دل محزون
اس نقش محبت مین اگر بی اثری ہو

بیتاب ہون موج کی صورت یہ ہوس ہے
مانند حباب اوسکی ہوا دل مین بھری ہو

کب یکہ سکون گل کو جو تقدیر مین ہو داغ
جب فصل چمن آئے تو بی بال پری ہو

دکھلاتی بہار اپنی جو دیوانہ پن اپنا
پتھر کا نشان تن پہ گل نیلفری ہو

اوسوقت مجھی طاقت پرواز ہوئی ہے
جب ایک بھی پتی نہ درخت مین ہری ہو

ردیف واو

ایسا کچھ انقلاب کرا چرخ واژگون | آنے کو گھر ہو یار کے جانیکو در نہو
خالق نے ناف آنکھ کی صورت بنائی ہی | دیکھو کا مجھے کمر پہ ہے تار نظر نہو
میرا شباب گذری شب وصل یار مین | جبتک نہو نہین ہیر اٹھے سحر نہو
مستی پہ دانت پیستی ہین لوگ کسطرح | سرمے کو دیکھتا ہون کسیکے نظر نہو
جوڑ یکی باندھتی ہی کھلی اوسکی ناز کی | چھوٹی خیال مین ہے وبال کمر نہو
مشاطہ سی یہ عقدہ کھلا فتح پیچ کا | مرجای کوئی جھنگ محبت کی مر نہو
وہ زہر عشق گیسوی محبوب مجمین ہے | کاٹے جو سانپ ہی تو سر موا اثر نہو
چمکے یہ برق آہ جو نیسانکلے ابر مین | چھالا پڑی صدف کے جگر مین گہر نہو
تکتا ہون چشم یاس سی دیوار باغ کو | صیاد دیون ہا کوئی بے بال و پر نہو

ای ہجر اپنے حال مین ہر ایک مست ہے
وہ کسکے لے خبر جسے اپنی خبر نہو

راتدن رویی اشکو نہین اثر ہو کہ نہو | لب پہ فریاد رہی اوسکو خبر ہو کہ نہو
خواب شیرین ہی اگر آج سلا جای اجل | میٹھا میٹھا مجھے پہر درد جگر ہو کہ نہو
دشت مین خاک اوڑاتی ہین بگولی پیہم | غم مجنو نہین کوئی خاک بسر ہو کہ نہو
دلکو لگتی ہے تو انسان سمجھتا نہین کچھ | نالی کرنے سے مجھی کام اثر ہو کہ نہو
رات کا وعدہ نہ اسوقت مین دنیر رکھو | ہون چراغ سحری مجکو سحر ہو کہ نہو
کاردانی پہ نہین دولت دنیا موقوف | بخت انسان کی اچھی ہون ہنر ہو کہ نہو

غم نہین ہیرہ الفت مین مزا ملتا ہے
انس دل مین نہین رکھتے تو نہین ہو کہ نہو
سرو بیاری ہین سے مجہے نہین فر ہو کہ نہو
مجکو تو ذات سے تیری ہی بہت چشم امید
مجکو منظور عنایت کی نظر ہو کہ نہو

کیا ہی منصور کو جھنڈی پہ چڑھا رکھا ہی
شیشۂ دل کا جو طالب ہے تہی ایسا تھی
کھوٹا پیسا ہی بری وقت مین کام آتا ہی
دم نکلتا ہی کسی سبزۂ خط پر اپنا
شب محشر کے نہونیکا یقین آی مجھے
توڑ لائے جو کوی پھول چمن دن ہارلی
خلطۂ اجلاف سی کہتی ہو تو بس جپکی رہو

کوئی حق بول کے آفاق مین بدنام نہو
اسمین سوراخ بھی اک ہی مجھے الزام نہو
داغ دلمین ہی کیسے ہین اگر دام نہو
خضر کی ہاتھ کہین موت کا پیغام نہو
مجھ سیہ کار کی جانی ہی اگر شام نہو
توڑ دین ہم عرش کے تارے ہی تو انعام نہو
خاص کیا تمکو کہین سے یہ خبر عام نہو

ہم ہین شاگرد خدا اپنا عقیدہ ہی یہی
بحر مصرع بھی موزون ہو جو الہام نہو

ردیف واو

تام کو ای گل رعنا ہی چمن مین خوشبو
یار جیسے ہی تری گوری بدن مین خوشبو
ہیچ عنبر مین نہین لٹ کی لٹ کا عالم
خط رخسار سے بھی رنگ بگڑا اوسکا
بیشتر عطر کے شیشے کا دہن سونگہا ہے
یار اوڑھی جو محرم مین دوپٹا کالا
دانۂ مشک ہین دندان مسی آلودہ
نافۂ آہو کے لیے داغ جگر بنجائے

بھر دی اللہ نے سب تیری بدن مین خوشبو
نہ تو نسرین مین ایسی سمن مین خوشبو
مشک چین مین ہے کہان جو ہی ختن مین خوشبو
اب انناس کی ہی سیب ذقن مین خوشبو
یہ نہ بو پایا جو ہی تیرے دہن مین خوشبو
مشک کے آئے شہیدونکی کفن مین خوشبو
ناف آہو کی ہی صاف اوسکی دہن مین خوشبو
زلف جانانکی اگر جہی ختن مین خوشبو

قطعہ

دل غم فرقت نما دیکھون پار آنسو ری [illegible]
اہل دنیا بین بند آہ و فغان ہوتی دو
مست ہو جا [illegible] سے رو مغان ہوتی دو
نوجوانی کا [illegible] کوئی خرابات مین ہی
ادم پیر کو مشتاق جنان ہوتی دو
آزمایش کے نظر ہی جو بیماری [illegible]
یار سینے سے نکالو تو سنان ہوتی دو
● بحر تابتو کر باندہی ہی بدو قیمتی پر
اب نہ رو کو اسے رسوای جہان ہوتی دو

[illegible] میری آنکھون سے رواں ہوتی دو
[illegible] روتی ہی دو دی بیان ادن ہوتی دو
رات باقی ہی ابہی کہیے بہر کی [illegible]
باری پردہ ہی جہان بگران ہوتی دو
[illegible] آنکھ مین ہوتا دوان ہوتی دو
ابہین جوش ہین [illegible] بر بین [illegible]

قطرہ فشانی کیا اے آنکھ		ایسے برسو جل تھل بہر دو
بلبل صیاد آج خفا ہے		حلق چہری کے نیچے دہر دو
جان اون آنکھونسے نہ بچی کے		یہ بھی ادہر تنہا وہ او دہر دو
دم کی آمد شد کیا کہیے		ضعف کی راہ سے ہین یہ سفر دو
اپنا گلا خود کاٹتے ہین ہم		دم کو چہرے کے تلے بید ردو
جان و مال فدا کرتے ہین		فکر و تردد اے نا مرد و
عرض یہ ہے نقاش ازل سے		حب کی نقش بین یار کو گہر دو
دولت دل تم کو حاضر ہے		خط غدار تمسک کر دو
شکر گذار ہر صورت ہین		زہر ہمین دو یا شکر دو

آنکھون مین ہے مواد گریہ
● بحران پہوڑون کو نشتر دو

ڈستے بچھو نکا سی دشمن جان ہوتی دو	۴۰۶	زہر گہولو نگاو اہین خفقان ہوتی دو
آنکہ بہون اسکی اشارون پہ روان ہوتی دو		سلکی ابرو وقزہ تیر و کمان ہوتی دو
میرے دل کو ہدف تیر نگہ کرتے ہین		اور مجھی ہی اشارہ ہی کہ ہان ہوتی دو
آگ بہڑکی ہوی ہی مجکو نہ سمجھاے کوئی		جان کا مال کا ہوتا ہی زیان ہوتی دو
ہر طرح ہم دل ناخم کو سمجھالین گے		داغ موجود بین پہولو نکو خزان ہوتی دو
اسم اعظم کا اثر غیر کو دکھلا دینگے		یار کا نام ذرا ورد زبان ہوتی دو

ردیف دال

وصل مین ان کو غصہ نہ کرو
خوش کیا [illegible] تو بہت خفا نہ کرو
زلفون پر پیچ سے [illegible] کرو
ان بلاؤن مین [illegible] با [illegible]
میری [illegible] کیا [illegible]
بات [illegible] نہ [illegible] کرو
ملنے دو [illegible] پر [illegible]
[illegible] جاؤن کہین پر [illegible]
اے طبیب [illegible] دو [illegible]
مستہ چہپا نا ہی [illegible] آنکھون [illegible] شکو [illegible]
صبا [illegible] کہلا [illegible] نہ بہت [illegible] و
بے [illegible] لینے و [illegible] نہ [illegible] تو قصہ [illegible]
ہر [illegible] بر [illegible] دو [illegible] فاری [illegible]
جان صد [illegible] کرون جو [illegible]
دل نمین دو ن اگر دو نا نہ کرو
[illegible] کبھی

کبھی فرصت یاد تو سنو میری	کون کہتا ہے تم جفا نہ کرو
غیر پر کیوں نگاہ کرتے ہو	مجکو اس تیر کا نشانہ کرو
دو گھڑی کے لیے ہم آئے ہیں	تلخ باتوں سے بے مزانہ کرو
ایک پرزے پہ لکھ کے یہ دو حرف	دوستو یار کو روانہ کرو
جلد آؤ کہ دم نکلتا ہے ق	مجکو بیٹھو اگر بہانہ کرو

بحر شاکر رہو مقدر پر
کس و ناکس سے التجا نہ کرو

کیا منتقل ہوئی بت قاتل سے آرزو	بسمل تو دی خدا نے مری دل کی آرزو ۸۰۴
ساقی چلی بہار رہی دل کی آرزو	بھر دی پیالہ ہی یہی سائل کی آرزو
کیا کیا بگولی اوٹھتی ہین مجنوں کی خاک سے	دوڑا رہی ہی صاحب محمل کی آرزو
تقدیر میں ہی وادی غربت کے سیر ابھی	کوسوں ہے دل سے دور یہی منزل کی آرزو
کیا آئی وہ پری نہین چلتا ہے کوئی نقش	گویا طلسم بند ہی عامل کی آرزو
اتنا مجھے اشتیاق گلوں کا نہ چاہیے	لیجا ہی گی قفس میں عنادل کی آرزو
آغوش یار کے لیے وارفتہ دل ہوں میں	ہے کشتی تباہ کو ساحل کی آرزو
اکدن ہوا نصیب نہ بوس و کنار یار	مانند داغ دل میں رہی دل کی آرزو
مشتاق دید سیکڑوں آئے چلے گئے	برلا ہی تم نہ ایک بھی مائل کی آرزو
حسرت ہے کوی یار کی یوں مجھ ضعیف کو	جسطرح لنگ پا کو ہو منزل کی آرزو

ردیف ہائے ہوز

ردیف الف

لائی تشریف کس حجاب کے ساتھ
منہ پہ پردا تجلی ہے نقاب کے ساتھ
کیا بڑی ہوت ہے جدائی کے ساتھ
جان دی ہے کس عذاب کے ساتھ
کس نفاست کی ہے قد و فرشون کی
لطف پرواز اب چمن میں

غیر دنبال یار پھرتا ہے — ذو ذنب بھی ہی آفتاب کی ساتھ
بخدا کتنے بد مزاج ہو تم — بات بھی کی تو اک عتاب کے ساتھ
نہ پیو نہین تو ایک دم نہ جیو ن — دفن ہو نہین خم شراب کے ساتھ
یہ بڑھا پا یہ سیر سے او باشے — مُنہ کو کالک لگے خضاب کے ساتھ
پلہ چشم مین تمہارے دانت — تُل گئے گوہر خوش آب کے ساتھ

رزق بالای آسمان ہے بحر
کیون ہو چکر مین آسیاب کے ساتھ

چاہیے ادمی بھی تہین بیداد کے ساتھ — نکل آیا کرو گھر سے مری فریاد کی ساتھ ۲۱۰
حسرت اپنی دل ناکام مین بس ہی تھی یہ ہی — زندگانی ہو بسر کوئی پریزاد کے ساتھ
کسطرح دام قفس سی ہو رہائی مجکو — آب و دانہ مری قسمت کا ہی صیاد کے ساتھ
طرف دشت جبل ہم تن تنہا نکلے — نہ گئے قیس کی ہمراہ نہ فرہاد کے ساتھ
یہ بھی صحبت کا اثر ہی کہ کبھی خوش نہ ہوی — کیون زبانی مین ہم آئی دل ناشاد کے ساتھ
کہینچ دے یار کی تصویر اگر وہ مجکو — بندہ بنکر رہون تا عمر مین بہزاد کے ساتھ
کون آوارہ غربت کا ہوا ہی ساتھی — گل کو دیکھا ہی کبھی نکہت بادکی ساتھ
طوق و زنجیر سے وحشت مری کم ہو گی — ایک فصاد بھی بلوایئے حداد کے ساتھ
دمبدم مجکو رولاتی ہی تیری الفت — اشک آنکھون مین بھر آتی ہین تری یاد کے ساتھ
ایک اک بات پہ برہم ہو جاتا ہی مزاج — ربط کچھ خوب نہین اوس ستم ایجاد کے ساتھ

رکھتا جو سوزبان صفت شانہ آئنہ ۔ کہتا کچھ اوسکے حسن کا افسانہ آئنہ ۴۱۲

ہر وقت ہے مصاحب جانانہ آئنہ ۔ ہے کوئی نقش جیب کا مگر خانہ آئنہ

کیا آجکل مٹے ہین وہ اپنے بناؤ پر ۔ ہاتھو نسے چھوٹتا ہی نہین شانہ آئنہ

نظارہ چشم پاک سی کر باغ حسن کا ۔ زنگار سے ہی سبزہ بیگانہ آئنہ

دندان یار کا جو کبھی عکس پڑ گیا ۔ ہر جوہر اپنا پای کا دردانہ آئنہ

حسن صفا سے زیب ہے سطح قلب کی ۔ جس شکل سے ہو زینت کاشانہ آئنہ

شوکت نمائی ہین ہی سکندر ہرا جنون ۔ حیرت فزائی ہین مرا ویرانہ آئنہ

واعظ نہ دیکھی روے صنم کو تو کیا عجب ۔ اعمی کے سامنے کبھی دیکھا نہ آئنہ

مجھسے فقیر کی جو حضوری نصیب ہو ۔ ملک سکندری کرے نذرانہ آئنہ

اللہ رے جمال کہ حور و نکو رشک ہے ۔ کو شرح صنم ہے تو پیمانہ آئنہ

تصویر وار عشق مین بھولا ہون اپنے بیچ ۔ نا آشنا ہی شانہ تو بیگانہ آئنہ

اک جلوہ جمال پہ اتنا ملال کیا ۔ آنکھو مین خاک ڈال کے دکھلا نہ آئنہ

جرم نظارہ پر نہ کہین صاعقہ گرے ۔ اتنا چمک کی مجھپہ تو چمکا نہ آئنہ

جکڑا ہی جوہرونے سلاسل مین سر بسر
ای بحر کس پری کا ہی دیوانہ آئنہ

ردیف یای تحتانی

کوچہ سے نابلد ہون چلو مین کدہر کی راہ ۔ اے خضر عشق تو ہی بتا اوسکی گھر کی راہ ۴۱۳

تو دیکھ میری وصل کی شب مین سحر کی راہ ۔ اے شمع دیکھتا ہون مین تیری سفر کی راہ

آواز نفس مین ہے جبل مین مرید کی
ہم عاشقون سے رتبہ شہادت کا پوچھیے

سجدی عاشق نے کئے تلوار کی محراب مین
آب خنجر سے وضو ٹہنڈی ہوئی ہاتہ کے

کار شیرین مین بہت اپنا لہو پانی کیا
شیر ہر دریا بہی خون سر فرہاد کے

دشمن بازو قوی پر ہاتہ پڑ سکتا نہین
شیر کے پنجے سے چہکے چہٹ گئے صیاد کے

کل سفر درپیش ہے زاد اپنا ابھی ساتہ لو
سائلو نکو دو یہ پہونچا دینگے سرپلاد کے

طالع منحوس کیا کم تہی تباہی کے لیے
چرخ کیون درپے ہوا ہے خانمان برباد کے

آمد محبوب شادی مرگ مجکو ہو گئی
آشنا پر سا دین اب ہیے مبارکباد کے

وای ناکامی کشاکش مین پڑا ہون ایسے جیون
ہین کبہی فصاد کے ہاتہون کبہی جلاد کے

طرہ شمشاد سے بالا ہی اپنا سلسلہ
ہین مرید اک سر قد کی ہم ہین آزاد کے

دوڑ پڑے ہین وہ ہر پاتی ہین اوسکی بو جدہر
ہم بہی ہین برباد یہی نکہت برباد کے

ہی بھی اوسکی خوشی عشاق چلبل کر رہین
نقل شادی ہین یہ ہیہو سینہ ناشاد کے

ایکدن تو مسکرا کر چار آنکہین کیجیے
کچہ تو آنسو پوچہیے اس عاشق ناشاد کے

لٹ گئے باشندگان لکہنو گہر گہر گئے
خاک اوڑاتی ہین بگولی خانہ برباد کے

نور ایمانی کو کفرستان مین ہے ہی فروغ
جہاڑ کر جا گہر مین دشمن ہین جسین آباد کے

کون سنتا ہے کہین کس سے ہم اپنی سرگذشت
قصبہ یعنی ہی جمل لفظ ہین روداد کے

جو بزرگون کی چلن سے پرہے وہی ہی کامیاب
چومتے ہین قدم ای بحر پیر او ستاد کے

منزل قریب ہو گئی راہ بعید کی | ٤١٥ | ڈوری کہنچی سفر مین جو حبل الورید کی

ردیف دال

دلفگاران خزاں اچھی ہوئی آئی بہار
سبز تپتے پہاڑ ہیں کیا ہم زنگار کے

کم ہوئی اپنی نہ وحشت سے طفلاں شل ہوئے
پتھر بھی خالی ہوئے کوہسار کے

سرنگوں ہوگا لشکر اسلام کو حسن صنم
دوش پر زلفیں نشاں ہیں لشکر کفار کے

خانۂ دل جلوۂ جاناں سے جب روشن ہوا
آئنے حیرت نے دکھلائے در و دیوار کے

سبزۂ خط عارض رنگیں پہ جب پیدا ہوا
نقش باطل ہوگئے گل تختۂ گلزار کے

ہم سمجھتے ہیں پھنسا ہے مرغ عنقا دام میں
اے صنم تیری کمر حلقے میں ہے زنار کے

ہر تڑپ میں جلوۂ طاؤس آتشباز ہے
مرغ دلکو پر لگے ہیں آہ آتشبار کے

اپنی باغ زندگی میں پھول زخموں کے کھلے
شاخ گردن سے ہمیں ہاتھ آئے پھل تلوار کے

آنجو اسکی روانی کو نہ ہرگز پائیگی
موج سے آگے قدم بڑھ جائیں گے رفتار کے

جبکہ اپنے سر میں مرکز داغ سودا بن گیا
شوق گردش نے قدم پیدا کیے پرکار کے

جامۂ تن تو اگر حاجت رفوگر کی ہوئی
ہم گریباں گیر ہوں گے رخنۂ دامن یار کے

عاشقی اک کوہ ہے بوجھ اوٹھ سکتا نہیں
کھیل بیٹھا جان پر فرہاد ہمت ہار کے

تابش خورشید داغ اس تیغ کی روحنے
دھوپ کھائی راہ رو نے سایۂ دیوار کے

برق بیتابی ہے انگارے ہیں میرے استخواں
پر شرر بنکر اوڑ گئے مرغ آتشخوار کے

شمع روشن ہے کسی کے قامت پر نور کے
خانۂ دل میں لگی ہیں آئنے رخسار کے

کس سے جاکر پوچھیے بسمل ہے یا بسمل ہے جگر
عاشق ابرو ہیں ہم یا کشتے ہیں تلوار کے

روح پروانہ ہی اینک اوس بت پرنور کے
نثار ہین کرتا ہون اکثر عالم بالا کی سیر
چار بالشت امارت جاے آسایش نہین
ہجر ہین سوراخ کرتی ہی جگر کو ناگ نے
کیون مرے اعمال کا پشتارہ کرتی ہین ملک
مال دنیا کی حلاوت ہین بشر غافل نہو
کیا دل عاشق تری ست جنائی سی چھٹی
تیری خوشبو سی دماغ دل معطر ہو گیا
کبریائی حسن کی دیکھی اگرچہ ہو سواد

شمع مرقد سے نمایان ہی تجلی طور کی
نردبان آسمان ہر پل ہی تنگو کی
چار تختہ نکی ستلے ہی خوابگہ تیمور کی
زخمہ ہی تار رگ جانکو صدا تنبور کی
بار عصیان توڑ ڈالیگا کمر مزدور کی
اشرفی اک دن خلش کھلائی گی زنبور کی
پنجہ شاہین سے آزاد ہے کھان عصفور کے
تیری چوٹی مشک کے گردن تری کافور کی
خال کے نقطے مین ظلمت ہے شب دیجور کی

• ہجر دن بھر وصل جانانکا جو رہتا ہی خیال
رات کو غفلت سی سوتا ہون بغلین چیر کے

خار ہین نشتر ہین نالی دل غمناک سے
منکشف حال ہوا جرص حسد دم ہو گیا
توسن قاتل بہڑکتا ہی نہ تڑپو بسملو
ایک عالم ہی خریدار لب لعلین یار
ظلم سہنا اف نکرنا واہ ری اخفای الم
چشم عبرت سے نظارہ کیجیی باغ و بہار

۱۹۳

پہوٹ جائینگے کسیدن آبلی افلاک کے
خاک کی پتلی نظر آئی بگولی خاک سے
مشکین بند ہوا و گے ڈری کہاو گی فتراک کے
سنگریزون کے ہین قیمت نگین حکاک کے
مین کرون نالی تو سونہ ہین دل صیاد کے
گلکے خرمن آج ہین کل ڈہیر ہین خاشاک کے

وہ زلف ہی گورسے منہ پر آفت
اسے سحر نماز پڑھ کہن سکے

ہوا بدل گئی پیری مین نوجوانی کے ۴۲۱ بہار دیکھ چکے باغ زندگانی کی
روا روی ہی اب ایام زندگانی کی سفید بال سحر ہین شب جوانی کی
دکان اوٹھائی وفادار لوگ بیٹھ رہے کسی نے جنس وفائی نہ قدردانی کی
ہوی نہ ہاتھ حمائل کسیکی گردن مین چڑھی نہ بیل منڈھے گلشن جوانی کی
نصیب سے ہی اہل رزق کی نیند مین کیا ملے صدف کو نہ دریا ہی تو پانی کی
مین جان دینے کو یون مستعد کیس سے ہے کہ خواب مرگ کو حاجت نہین کہانی کی
خفا جس سے ہوے اوسکی موت آپہنچی خدا نے بھی صنم کی مزاج دانی کی
لحد کے منہ مین گئی اپنی استخوان افسوس کبھی نہ یار کے کتے کی میہمانی کی
ادا و ناز کی چہریون تلے رہی شب قت تمہارے ساتھ بہت ہم نے جانفشانی کی
وہ رے رینگے پہلیتون کے شب ہی گنتکے رکے گی چوٹ کسے سے ناگہانی کی
مشاہدہ رہا ہر دم قسم وجہ اللہ صدا سنی ارنی کی نہ لن ترانی کی
مجھے تو بات کے قابل نہ عشق نے کہا جو منہ لگا یا کسی نے تو مہربانی کی
عدم کے حال سے واقف ہین بعض اہل عدم کمر نے دی ہی خبر تیرے بیدہانی کی
ہمارے واسطے جو لی صبح ہر سی کشتے سفید دیو سے رستم نے پہلوانی کی
شمار نیکیان ہیں گناہوں کا بحر فرشتے گنتے ہین ایک ایک بوند پانی کی

اب کہان شل عناصر اتحاد / چار دن وہ ربط باہم کر چکے

اتبو زلفون کو نہ کھو فرد فرد / دفتر عالم کو برہم کر چکے

خاک اب ان آنسوؤنکو روکیے / ہمین رسواے عالم کر چکے

دیدہ و دل کی بدولت عشق مین / روئے برسون ہم تو ان غم کر چکے

وہ ہمین ملتا نہین کیا کیجیے / اپنی سے تو جستجو ہم کر چکے

واعظو جو چاہو فرماؤ ہمین / بیعت پیر مغان ہم کر چکے

بحر مستغنی ہین فکر شعر سے / گوہر معنی فراہم کر چکے

برنگ گل جگر و دل فگار دیکھ چکے / لگا کے باغ محبت بہار دیکھ چکے

کہین نہ ہاتھی لپر افشان ہوئی صندل جیب / اوڑا اوڑا کے ہم اپنا غبار دیکھ چکے

چھپائین درد دل اب کیا کہ صورت شبنم / ہماری اشک فشانی ہزار دیکھ چکے

لہو شراب کی صورت بدستی کھچتا ہی / ہم اپنے نشہ کا ساقی خمار دیکھ چکے

مثل ہے بلبلو کیا اوجڑی گا او نستے تا / اب آشیانی و تھا و بہار دیکھ چکے

بغلمین یار کو کھینچا نہ ایک دن قسمت نے / تری کشش بھی دل بیقرار دیکھ چکے

صنم کی یکجی مین دل ضعیف الی قیصی مین جان / نہین ہی کچھ ہمین اختیار دیکھ چکے

جو بات کل تھی ملاقات مین وہ آج نہین / برا نہ مانیے دل کا پیار دیکھ چکے

نہ شام قبر کی وحشت نہ صبح حشر کا ہول / فراق یار کی لیل و نہار دیکھ چکے

[illegible]

۲۲۶ بادہ خواروںکو ہی مرغوب ہوا ساونکی ۔ کالی بوتل نظر آئی ہی گھٹا ساونکی
ساقی نے پھر مجھے گلزار میں جب بن کھلا ہے ۔ ساقی آئیں کبھی آنکھوں میں عاسا ساونکی
جھولے پڑ جائیں اڑیں تخت پہ پریزادوں کے ۔ رت پھر آئی کہیں آہی بار خدا ساونکی
چوڑیاں پہنو دوپٹا کوئی سبز رنگوا دو ۔ راہ تم دیکھو نہ ہی حور لقا ساونکی
کیتک آئیگی گھٹا چمکی گی بجلی کیتک ۔ کچھ خبر ہے تجھے ای باد صبا ساونکی
جسنے روتی مجھے یکھا ہوا وہی یہ سمجھی ۔ میری آنکھوں کی جھڑی برہ کی ہے بلا ساونکی
اک اک پہ دل وارفتہ بیمار رہتا ہے ۔ سبزہ قلب ہمارا ہی حنا ساونکی
دیکھوں گلمہندیوںکی سیر گیندونکی بہار ۔ گل کھلاتی ہی عجب نشو و نما ساونکی
تازگی بخش ہے یہ روح و جسد کے حق میں ۔ کہا وجی بھر کی ہوا مثل غذا ساونکی
جوش گریہ مجھے ہی کہ میں خود کہتا ہوں ۔ صف مژگان نہیں باندھی ہی گھٹا ساونکی
اس سے بہتر کوئی موسم نہیں اللہ اللہ ۔ کیا ہوا داروں نے باندھی ہی ہوا ساونکی

بحر گلگشت میں ضایع نکرو اوقات اپنی
طائر دلکو پھنسیکے نہ بنا ساونکی

۲۲۷ دکھاتی ہی دل پر محبت کسیکی ۔ کہ آنکھوں میں پھرتی ہی صورت کسیکی
نہ پوچھو یہ ہیں سکۂ داغ کیسے ۔ یہ دولت ملی ہی بدولت کسیکے
پر ارمان احباب دنیا سے اوٹھی ۔ فلک نے نکالی نہ حسرت کسیکے
یہ عالم ہی اپنا کہ کہتا ہے عالم ۔ الٰہی نہو ایسی حالت کسی کے

ردیف یائے مجہول

۲۲۸ نہ گلہ شکوے نکرو ارض و سما کے
خدا کو یاد کر بندے خدا کے
قدم چومون تمہارے بادپا کے
[illegible]
مری قسمت میں تھے سیر گلستان
[illegible]
تمہارے نقش پا ہی [illegible]

تمہاری زلف میں دل ہیں بلا کے
[illegible]

کیا شوخ سوختہ کو ہوس برگ و بار کی

[illegible] ہوا وصل یار کی

کس سے کہیں خلش [illegible] مژہ آبدار کی

[illegible] کنار کی

اس لالہ رو کا نام ہمارا وظیفہ ہی

تسبیح پھیرتا ہی [illegible]

گویا زبان [illegible]

لذت اوٹھا رہا ہوں تری انتظار کی

[illegible] یاد آتی ہی تجھکو زلف یار

عاشق نشانہ ہو گئے تم شہاب کے

[illegible] عرق جو اوس کے رخ شعلہ فام سے

جلتا ہو تن [illegible] ہین آنسو کباب کے

کیا کیا کرم ہین ساقی والا جناب کے

[illegible]

ضرور آنکھیں وہ ہونگی رخنہ پرداز
سلامت ہین ابھی پردے حیا کے

گنہ ٹہیرے ہماری بیگناہی
سزاوار آج ہم بھی ہین سزا کے

بنے جب جان پر بہاگی عناصر
ہمارے دوست تھے یہ انتہا کے

مرے سر پر جو اوڑنی کا کیا قصد
مرے شامت نئی پر باندھی ہما کے

صنمخانے سے کچھ اب تک نہ آیا
مسافر آئے کبکے کربلا کے

۴۲۹

زاہد سناوں وصف جو اپنی شراب کے
پڑھنے لگیں درود فرشتے ثواب کے

کاغذ سیاہ کرکے چلا ہوں تمہیں گور مین
تختے کہیں نہیں ہین شکنجے عذاب کے

روئینگے میری قبر پر ایام زندگے
ناشاد و نامراد گئے دن شباب کے

بر وقت ملتی اور جدا ہوتی وقت پر
ہم تم ہوئے نہ عاشق و معشوق اب کے

واعظ جو بیٹھی منبر و نیر فکر کرتی ہین
بالکل جیا شیشے ہین ہمارے کتاب کے

ٹھنڈی ہوا ہی آج چلو باغین پہین
بہر کر گلابیوں سے کٹوری گلاب کے

گو آج محکمے ہین وکیلو نکی سے بنی
جھگڑے ہمین کل پڑینگے سوال و جواب کے

اعجاز حسن میں ورخ نے دکھا دیا
دو ٹکڑے آشکار ہین ایک آفتاب کے

زلفونکو چھیڑ گیا ہی مزا قتل عام کا
برسا رہی ہین خون یہ لکے سحاب کے

کس بادہ کش کی بخت نہر پر اولٹ گئے
اوندھی پڑی ہوی ہین پیالے حباب کے

وہ گورے گورے گال جو زلفوں میں چھپ گئے
گل ہوگئے چراغ شب ماہتاب کے

[illegible]

نبجا ہین [illegible] بلبل ہین اتحاد

[illegible]

کیا لطف [illegible]

[illegible]

کیا [illegible]

[illegible]

فقط

خلش اچھی نہین یہ دلبر سے	۴۳۱	زیست دو روز کی ہی دوبھر کی
غیر نے کی ہے آتش افروز سے		پھلجھڑی چھوٹتی ہی اب شر کی
خوش ہین غیر ہم رہین ناخوش		ہے یہ مرضی ہمارے دلبر کی
اونکی آنکھونمین ہین کھٹکتا ہون		یہ بہی کاوش مرے مقدر کی
آکے اک روز ساتہ سو رہیے		جاگی قسمت ہمارے بستر کی
جھوٹے وعدی پہ سیکڑون قسمین		چھت ہی مضبوط آپکے گھر کی
آدمی سر اوٹھا نہین سکتا		ضرب گھن سے زیادہ ہی زر کی
ہے نگینہ ہر ایک عضو بدن		تمکو کیا احتیاج زیور کی
جسکو کہتے ہین لوگ صافدلی		ہے وہ جاروب کش مری گھر کی
اس ادا سے پلک جھپکتی ہے		دلمین چبھتی ہی نوک نشتر کی
آہ کیون روی نے اثر آنسو		آبرو کھوے دیدۂ تر کی
دیکھکر اوسکے حسن شیرین کو		پھیکی رنگت ہوی گل تر کی
جسم مین ہے گلاب کی خوشبو		اور بالونمین مشک و عنبر کی
تیز ہے عشق ابرو قاتل ✦		ہر نفس مین برش ہے خنجر کی

بحر کیون لوگ اسکے طالب ہین
کیا بندھا ہے گرہ مین گوہر کی

اوسنے نہ دل چلایا نہ اونکی ہوا لگی	۴۳۲	بس پہر کی دیکھنا تہا کہ جی بلا لگی

قصر فردوس سے بھی ہاتھ اٹھا بیٹھیں	تیرے دیوار بدیوار جو گھر ہاتھ لگے
اس زمانی میں نہیں کوئی خریدار کمال	ید بیضا بھی اگر ہو تو نہ زر ہاتھ لگے
کیا ہی چڑھتا ہی نظارے سے ہمارا صیاد	ذبح کر ڈالے اگر تیغ نظر ہاتھ لگے
ہمنے ڈھونڈا تھا نہیں ہستی ہی عدم تک کیا کیا	نہ ادہر ہاتھ لگے تم نہ ادہر ہاتھ لگے
اپنا اپنا یہ نصیبہ ہی اجارا کیا ہی	خال رخ اوسکو بھی داغ جگر ہاتھ لگے
روئیں کیا عشق کی تاثیر کو ہم خوش طالع	اشک بھی آنکھ چرائیں جو اثر ہاتھ لگے

کبھی سمجھی رگ جان ہی کبھی تار نگاہ
مصرع قد میں نہ معنی کمر ہاتھ لگے

شراب مانگیں گے خضر سے طلب آب بقا کرینگے	سحر میں لطف زندگی کی ہی جماں میں جسکی کیا کرینگی
فقیر میخانی کی ہیں ہم بھی امیدوار اوس تیر ساقی کے	ملیگا ساغر تو پانی پی پیکی تیری حق میں دعا کرینگے
ضعیفی آئی گئی جوانی گئی توانی گئی ہمسے ہو وفائی	نہ دست پا ہی نہ تن میں ہی کی خبر تھی سب غا کرینگے
جو کچھ وہ فرمائیں سب بجا ہی جہان میں اپنا جھکا ہو سر	اودہر نما ہی ادہر فا ہی وہ کیا ہمارا گلا کرینگے
بلاؤں کے سامنے ڈٹیں گے قدم میدان سے ہٹیں گے	اوسکی کوچی میں مٹینگی جبین گے جبتک وفا کرینگے
ہوے ہیں عشق بتان میں کافر کنشت میں جائنگی مقرر	کرینگی سجدہ بتو نکی در پر نماز اپنی قضا کرینگے
نہ مانیں گے ہم کسیکا کہنا کسیکا ہمسے کیا جارا	دیل تو کیا ہی جو دلی چاہا تو جان اپنی فدا کرینگے
کہان یہ تقدیر میں رسائی کہ تو بچین چلو تمہاری صنم کی	اگر ہوی آستانہ ہوی تو سجدہ شکر ادا کرینگے
نہ پوچھی جو ستم ہیں ہم پر لبونپر آئی ہی جان مضطر	یہ کیا خبر تھی کہ دوست ہو کر ہمیں گے دشمن جفا کرینگے

ردیف یای

اجازت اگر ہو بیٹھنے کی ہم کہول لینا
مقفل در یار پر ہم کہول لینا

اگر عشق رکھتا ہی تو عقل کھووے
یہ دونون رہینگے تو لڑتے رہینگے

برے دن بھی ساتین عشق ہین ہین
سب احباب ہمسے بچھڑتے رہینگے

وہ سر کاٹ ڈالین ہمارا تو کیا غم
غرض ایسے ہی پاؤن پڑتے رہینگے

کہین عاشقونکا ٹھکانا نہین ہے
زمانے مین بستے اوجڑتے رہینگے

جنون نے تماشا بنایا ہے ہمکو
در بچونکے پردے ادھڑتے رہینگے

کبھی زلف سے ہو سکین گے نہ سر بر
اسی پیچ سے ہم بچھڑتے رہینگے

نہ خط بھیجنا ہمسے موقوف ہوگا
کبھی ترکی شہپر اوکھڑتے رہینگے

جو کچھ ہمنے چاہا اونہون نے نچاہا
ہم اس سلسلے مین جھگڑتے رہینگے

غم و درد زیور رہی ہم عاشقونکا
نگین وہ اسکے دلمین جڑتے رہینگے

قدم میکدہ سے نہ نکلے گا باہر
یہین نشا مین گرتے پڑتے رہینگے

جدائی مین ای بچھڑنا بھلا ہی
جیین گے تو خفت سے گڑتے رہینگے

خاک تسی کوئی کچہ ایری جانی مانگے
داغ چھلیکا اوسے دو جو نشانی مانگے

آب شمشیر اجل کے ہی تری ابرو مین
جسکو بیمار او تاری وہ بتائی مانگے

کیا اجارا ہی محبت مین نہی پانی ہے
اس علاقی کو حسینو نسے امانی مانگے

صد وہی سال کی خواہش کری کوئی ضعیف
بدلے اس حسن کے وہ اکدن کی جوانی مانگے

کھینچ دے یار کی تصویر کسیطرح مجھے
اوڑکی لاؤن ورق مہر جو ثانی مانگے

ردیف ی

بخش دینا اوسے دیوان ہمارا ای جگر
ہمکو نشانی اگر کوئی نشانی مانگے

نہ پونہچی چمن تک خزان آگیئی
دلونکے کنول کہل کے کمہلا گئے

کسیکی وہ زلفین جو یاد آگئین
مرے سینے پر سانپ لہرا گئے

فلک ابر کیطرح پہٹ جاے گا
مرے نالے جس روز ٹکرا گئے

ہراک بات کی تہ سمجہنے لگے
بہت دور ہوہم تمہین پا گئے

ہوا دہوپ مین بہی کم حسن یار
کنہیّا بنے وہ جو سنولا گئے

نہ جوبن اوبہرنے دیا ناز نے
دوپٹا جو سر کا تو شرما گئے

میان بحر کیون چپکے چپکے ہو آج
جو جہان آئی تہے وہ کیا گئے

۴۳۹

اوڑتی ہوی جو فصل خزان کی خبر گیئی
رنگت گلونکی چہرے سے پرواز کر گیئی

حال مسافران عدم سوجہتا نہین
کیا گرد کاروان مری آنکہون مین بہر گیئی

سٹر پو نگاہین لحد مین جو ہونگی وہ بیقرار
مین مرگیا بلا سے انہین کیون خبر گیئی

قبر قتیل چشم کا سبزہ نہ چرنی آسے
خوب چشمے اپنے ایسے غزالونکو چر گیئی

پیری مین اپنے دانت گرے ٹوٹ ٹوٹ کے
درج دہن کی سلک لآلی بکہر گیئی

سبکی رجوع یاس مین ہوتی ہے سچ ہی حق
پہیری بتون نے آنکہ خدا پر نظر گیئی

پیری کا بوجہ اوٹہا نہین سکتی یہ دست و پا
ہنگام تند ہی ہی جوانی کدہر گیئی

معشوق کیا بنی گا بنا و تسے خشک مغز
اک سوانگ ہی جو کاٹی پتلی سنور گیئی

کیا تلخ زندگی رہی جبتک ہوس رہے
گزری مفروضی ہم تو مزیسے گزر گیئی

سو گھر گرا کے ایک اوٹھایا محل تو کیا
منعم سقر تجھے تری تعمیر ہو گئی

کھینچی گئی شبیہ جو اوس شک ماہ کی
صدقی کا پتلا حور کی تصویر ہو گئی

سینے میں بھی نہان تھا عشق زلف یار
داغ جگر میں مشک کی تاثیر ہو گئی

ٹھکی سجائیں بال نکلتے نہیں ہیں شاہ
زلف دراز پاؤں میں زنجیر ہو گئی

کیا کیا نہ پیچ ہمسے کیے زلف یار نے
پھانسے کبھی ہوئی کبھی زنجیر ہو گئی

حق بولنا سچا ہیے منصور کی طرح
سولی پہ چڑھ کی کونسی توقیر ہو گئی

بوتل میں بھی شراب کہ ظلمت میں نور تھا
ساغر میں آفتاب کی تنویر ہو گئی

تصویر حسن رنگ بدلتی ہی جا بجا
عذرا کہیں بنی یہ کہیں ہیر ہو گئی

لازم ہی عاشقوں کو حذر ابروی نکہ سے
ڈورا کھنچا جو سرمی کا شمشیر ہو گئی

قسمت کہاں جو سمجھو سگ آستاں مجھے
تمنے جو تو کہا مری توقیر ہو گئی

حیرت ہے مجھسے بات کی اوس رشک مانی نے
زیتون کے درخت کی تاثیر ہو گئی

یوسف کی آنکھیں کھل گئیں یعقوب کی طرح
پتلی ہماری یار کی تصویر ہو گئی

چلمن کو ہم سمجھتے ہیں ٹٹی شکار کی
تیلی جو کوئی ٹوٹ گئی تیر ہو گئی

بد فکر نے جو صحت الفاظ کی تو کیا
حرف غلط کلام کی تاثیر ہو گئی

یاد آگیا وہ اوس گیسو جو شبکو بحر
نظروں میں چاندنی قدح شیر ہو گئی

رونقِ انجمن سخن ارجمان ہو گئی | ۴۴۲ | سامنی آنکھوں کے دو آئی فروزان ہو گئے

عشق بازی مین عجب لیل و نہار آئی نظر ... رات نئی
ہم کلاون ہمیشہ وصل ... رات نئی
شعلہ عارض ... تابی برق ...
مین وہ پروانہ ہون جس کی ... نئی
مری محفل مین ... نئی
نظر آئی مجھی بجلی نئی برسات نئی
مشکلات نئی آفت مین رہا کرتی ہین
روز ناشدہ سے رہتی ہی مناجات نئی
کیفیت رندانہ زبانت وارد
یاد رہی نیست ترا ز اہل خرابات نئی

زار و لاغر ہو گئی ہی گلو نکی عشق مین
استخوان اپنی خس و خار گلستان ہو گئی

رنج و راحت کا مزا یہ ہی ہم اڑ کونکی طرح
گاہ گریان ہو گئی ہم گاہ خندان ہو گئی

باغ سے رخصت ہوی جس دم تلک بہار
تختی سب پہولونکی اور رنگ سلیمان ہو گئی

حسن پر اونکو یہ غرہ ہی فلک پہ ہی باغ
چاند سا مکہڑا جو پایا ماہ کنعان ہو گئی

ہمکو بہی فرمائینگے اکدن ہمارے قدردان
شاعری مین بحر بہی ثانی سحبان ہو گئی

۴۴۳

اپنے مہمانکی کرتے ہو مدارات نئی
بات پوچہو نہ گہر آئیکی یہ ہے بات نئی

سو رہین ہم یا تمہین یہ وصل کے گہات نئی
خواب مین لب بلب وصل سے ہون باتین نئی

آج کسی کا تصور ہی توکل کا جل کا
آتی دن ہی مری ... لیے رات نئی

ہم ہین خاموش ادہر آنکہ جہکائی وہ ادہر
یار سی سابقہ پہلا ہی ملاقات نئی

رات بہر آہ و فغان کیجہ نوردی دن بہر
سب سے ہی عاشق مہجور کی اوقات نئی

باغسے جاتی ہار و کے لٹاتے ہوی چل
ہو سواری مین یہ پیلا یہ ہی خیرات نئی

داغ دینی کی لیی فصل بہار آتی ہے
پہول لاتے ہین مری واسطے سوغات نئی

گور مین ابتو چلی دیکہیے کیا ہوتا ہے
جا ہی تنگ اجنبی اشخاص ملاقات نئی

ہمسے کچہ اور اشارے ہین تصور کچہ اور
یہ نیا غمزہ ہی یہ چشم عنایات نئی

دلمین رہتی ہو تم آنکہ مین پہر اکتی ہو
خرق عادت یہ نئی ہی یہ کرامات نئی

کہو قاضی سے بہت سر نہ چڑہ ہو رندو کے
ابہی دستار ہی کی قبلہ حاجات نئی

ردیف نون

بادہ نوشی مین تمہاری نہین ...
ہم تو ... ہین تمہاری نہین آنی
عاشق ہی جو ... نہین آتی
... نہین آتی
... بیچاری نہین آتی

[illegible]

[illegible]

۴۴۵

جیتی جی یار شکایت بھی تجھسی جو طبیعت ہٹ جاتی — قید سی مین نہ چھٹتا یادنکی بیڑی کٹ جاتی

شربت ہوتا خون جگر کا شش ہوتو نکی مشرب مین — شکر کے مانند ہماری لگی کدورت بٹ جاتی

صدقے تجھے اپنی قناعت کے کیا قصر مین اپنا فقر رہا — دست سوال جو اپنا بڑھتا ہاتھون عزت گھٹ جاتی

دہوپ کے شدت مین جو کلسید چہانو نکی جا یا تجھے ہم — سایہ کیا دیوار بھی انکی اپنی جگہ سی ہٹ جاتی

بار محبت کیونکر اوٹھاتا غیر بشر طاقت کس کے — پتھر پس کر سرمہ ہوتی کوہ کی چہاتی پھٹ جاتی

نیت کی کی شب وصلت کے روزہ رکھتی آج ہم — شام تجھے شام سحر تک ہوتی پلٹتی ٹٹ جاتی

رنج و الم کی نرغی مین اس چشم تر نے رکھا — ورنہ کوئی آہ نکلتی شہر اشکونکی چھٹ جاتی

باغ سے آتا ہوتا جاتی ہم دم بلا مین کیون پھنستے — بیتی کی پھر بھی کسی کی کانون مین اگر آہٹ جاتی

پھر اگر دل کھولکی رتے ہم جو کلسید فرقت مین
دلکی کدورت سب بہتی نظر آنکھونکی پٹ جاتی

۴۴۶

وہ غازہ ملتی جو منہ پر چراغ جل جاتی — برنگ شمع کنول رشک سے پگھل جاتے

خدا کی فضل سے تم پر وہ رنگ روغن ہے — بدن پر آنچ کو ہوتی جو تل ہسیل جاتے

گلے مین ڈال کے ہاتہ ایک بوسہ لینا تھا — بلا سی اژدر گیسو مجھے نگل جاتے

اوٹھا جو آہ کا شعلہ حضور کیون بہڑکے — جو آنچ آپ پر آتی تو ہم نہ جل جاتے

ہزار شکر کہ نالے گئے نہ تا بہ فلک — یقین تھا کہ سرافیل بھی دہل جاتے

نہ تھے بھرے ہوئے غصے مین آج خیر ہوئی — تنیچے یار کے خالی ہی ہمپہ چل جاتے

بہلا ہوا تھا شوق تمکو گانے کا — کہ چٹکیون مین ہزارو نکے دل مسل جاتے

رباعی

رعب اوس ترک کا ایسا ہی اگر آتا قتل
چھوڑ کر تیغ سے مجھکو قضا ٹل جاتی
کون تنہا میری سوا عشق مین ثابت ہوتا
روح بھی جسم سے ہنگام وفا ٹل جاتی

[illegible]

کون سوتا نہ اگر ضبط فغان مین کرتا

[illegible]

یار کی سامنے دل کھول کے رو لیتا مین
پھر آنکھونسے کوئی پل جو چھپا لیجاتی

۴۴۸
آشفتہ طبیعت کے آثار نہین چھپتے — آزار محبت کے بیمار نہین چھپتے
جو دور رسیدہ ہین ہوش انکی رسیدہ ہین — دل جنکے تپیدہ ہین زنہار نہین چھپتے
کسدن تہ نگہ نشتر کسدن تہ ہین ہو ہین خنجر — خون ریز یون تیوری یار نہین چھپتے
سن لیتے ہین وہ سب کے جو بات کسی ہے کے — چن لیتے ہین مطلب کے ہشیار نہین چھپتے
مجذوب سے بلکتے ہین بلبل سے چہکتے ہین — ساغر سے چھلکتے ہین سرشار نہین چھپتے
موقع کی ملاقاتین جل دیتی گئی سو گھاتین — افسوس ہے سو باتین عیار نہین چھپتے
جو اچھا برا پہنا تن پر وہ ہوا گہنا — اچھونکا بھی کیا کہنا رہوار نہین چھپتے
گھونگھٹ سے نمایان ہین وہ شمعین فروزان ہین — روشن تہ دامان ہین رخسار نہین چھپتے
بینا ہون اگر آنکھین اسباب عمل دیکھین — چھپتے ہین مجالحی ہین کردار نہین چھپتے
دل دے کے نہ لی ذلت برباد نکر عزت — پینا نہ سہی الفت میخوار نہین چھپتے

آنکھون مین بہری آنسو حسرت کے نظر ہر سو
ای ہجر ہی عاشق کے اطوار نہین چھپتے

۴۴۹
کاش بیمار ہی رہتا مین وہ آیا کرتے — مجکو اچھا جو نہ کرتے بہت اچھا کرتے
ہم اگر اپنی محبت کا نہ چرچا کرتے — کیون سبک وضع مین ہم آپکو رسوا کرتے
جوہر اس حسن پرستی مین وہ پیدا کرتے — دلکو آئینہ بناتے تجھے دیکھا کرتے

ردیف یای تحتانی

آبرو رکھ لی مری دیدۂ طوفانزا نے

[illegible]

منہ نہوتا آپکا ہمکو تو پھر ہم دیکھتے
اپنی اپنی بولیاں اغیار کیونکر بولتے

رستمی تجھی کوی قاتل سے جو پھرتے نامہ بر
گونج کر شہباز کی بولی کبوتر بولتے

پاؤں میں با نکپن کا ہی یا خلخال ہی
عاشقوں نسے کیوں کٹی ہو کر میں لہر بولتے

آتش گلزار جب بھڑکی تھی لازم تھا ہمیں
خانۂ صیاد میں ققنوس کا گھر بولتے

پوچھنا تھا کشتۂ گیسو کا حال ای عالمو
ڈس گئے تھے اوسکو جو کالی وہ سر پر بولتے

ای صنم قبضہ ہی تیرا معدن اعجاز پر
لال ہو کر تیری ہاتھوں میں ہیں پتھر بولتے

صید گہ ہو جای گی محفل کسیکی رقص سے
لو ہیکے چھری ہیں جو آ ہی کی اندر بولتے

خط نکلتے ہی مسیحائی لبوںکی اور گئی
سبزہ رخسار کی طوطی مقرر بولتے

اہل دنیا کی بھلی ہوتیں جو کچھ ابرو تیاں
چار ابرو کا صفایا کیوں قلندر بولتے

ناقصوں کا ل میں پھر کیا بات ہے جاتی اگر
جام خالی کیطرح معمور ساغر بولتے

دلبروں میں بیوفائیکی اگر ہوتی نہ رسم
بیٹھکر اغیار میں کیوں سیم لبر بولتے

اپنے زاہد دوں سے البتہ محبت اوٹھ گئی
ٹوٹتی شیشے تو بسم اللہ تھر بولتے

کیا رموز عشق کہتا میں فرشتی سا تھی
بحر وردی کل بیہ رکاری مقرر بولتے

۴۰۱

دلکو کبھی پلکوں سے شکایت نہیں ہوتی
دلمیں بت کافر کی محبت نہیں ہوتی
آسائش بیجا سے مسرت نہیں ہوتی
چبھتے ہیں وہ کانٹے کہ اذیت نہیں ہوتے
ظلمت میں کبھی نور کی شرکت نہیں ہوتے
سو جائیں اگر پاؤں تو راحت نہیں ہوتے

ردیف تا

الله نہ دے روگ محبت کا کسی کو
عیسے ہی اگر آئیں تو صحت نہیں ہوتی
دو گام کے چلنے ہی سے حنائی کف پا میں
ان قدموں کی صفتی پہ نزاکت نہیں ہوتی
سینہ دو رسکی قشقے میں دیکھی ہی تجلی
مشعل کے اوسے راہ میں حاجت نہیں ہوتی

ہم اگر عشق میں اثر رکھتے
امردوں کو غلام کر رکھتے

میرے دلکو سمجھتے عرش برین
یہ ستارے اگر نظر رکھتے

کیا خبر تھی کہ دام ہے وہ زلف
طائر دل کے پر کتر رکھتے

یار اُٹھا صنم ہیں آہن دل
ہم بھی فولاد کا جگر رکھتے

ساتھ رنگ چمن کے اڑ جاتے
آج ہم بھی جو بال و پر رکھتے

راہ دیتا جو وہ سگ آنے کی
زاغ کے آگے ہم جگر رکھتے

یار کی دو نون آنکھیں قاتل ہیں
اک نظر ہم کدہر کدہر رکھتے

بھید اپنا دیا نہ اس دل نے
ہم بھی کچھ اپنی فکر کر رکھتے

یہی شکوہ ہے بیوفاؤں سے
ہم نہ مرتے جو یہ خبر رکھتے

سنگدل تجکو جانتے ہم اگر
صبر کی سل کلیجے پر رکھتے

گو نہ تھی وہ کچھ رسے جو ٹے آج
ہاتھ اپنے جو کچھ ہنر رکھتے

آنکھیں و روکے کیوں سجاتے ہو
بحر آنسو نہیں اثر رکھتے

جو کہ عشق صنم نہیں رکھتے
سجدا کوئی غم نہیں رکھتے

۴۵۳

اُنکے ملنے میں دیکھیے کیا ہو
رحم و لمیں صنم نہیں رکھتے

مہندی جس روز سے لگائی ہے
وہ زمیں پر قدم نہیں رکھتے

اپنے دروازے سے اٹھا نہ ہمیں
پای رفتار ہم نہیں رکھتے

زاد راہ عدم نہیں رکھتے
آسمان جیسے ظلم کیا پھر جائے
دین و دنیا نہیں منزل پہ کیا گذری ہے
فارغ البال عشق میں ہیں ہم
شغل تصویر دم نہیں رکھتے
ہم نے دیکھی ہے جسے وہ صورت
پاس نقش درم نہیں رکھتے
وہ پری رو کس طرح ہم چشم
دل تو پانی ہے آئینے کی طرح
ہم نہیں رکھتے

ملک و جاہ و حشم نہیں رکھتے
کوچۂ یار ہی پسند ہمیں
شوق باغ ارم نہیں رکھتے
کیا کہیں بحر اپنی تنہائی
دل بھی پہلو میں ہم نہیں رکھتے
ہمارے دلکو اگر ہاتھ سے قبر دے لیتے
قسم بناہ کی قاضی سے کہ دو بر لیتے

ردیف یای تحتانی

بلال جیسے زنجیبی میں اثر لیتے
ہمیں بھی چاہیے غلامی میں اپنا نفس
کسی کے ساتھ سے گلے ملنے
لپیٹ لپیٹ میں ہی رواج لیتے
دیا عشق میں ہی ابر لیتے
بلبل ... آگے نام شہرت ... لیتے

کیا علاج کسینے نہ وحشت دل کا — ہم اپنے واسطے ذلت نہ کو بکو لیتے
ہماری است وی دیکھتی جو ہوتی آنکھ — ہماری خاک قدم سبری کو عدو لیتے
کھلا نہ روز بقدر تونکا عقدۂ حسن — خدا سے وید کی زاہد بھی آرزو لیتے
بناتی ہم ید بیضا جلا کے ہاتھ اپنا — جو اوس پری کے رخ آتشین کو چھو لیتے
وہ بادہ خوار جو اپنا اولش ہمین دیتا — تو پی درود نہ پیتے نہ بے وضو لیتے
جنون عشق مین ہوتی کمی نہ رتی بھر — کسیکے کہنے سے سیر رن جو ہم لہو لیتے
کبھی اولش نہ ملا رندپاک طینت کو — تمہاری ہاتھ سے ساغر نہ بے وضو لیتے

بہانہ ڈھونڈھ رہی ہین وہ قتل کو ای بحر
حنا جو رنگ نہ دیتی مرا لہو لیتے

۲۰۰

آبرو جای اجتبا ہون جدا گھر چھوٹے — سب گوارا ہی مجھی پر نہ وہ دلبر چھوٹے
دہوئین مجھ پشاک کا دہبا تو مقدر چھوٹے — دامن دلبین لگی داغ تو کیونکر چھوٹے
سنبل زلف سے اللہ بچاتی رکھے — نہین ممکن یہ بلا دلکو لپیٹ کر چھوٹے
آہ سوزان دل بریان سے اگر کھینچو نہین — اک ہوائی ابھی مہتاب کے منہ پر چھوٹے
اوسکی دیوار کی سائی مین جو سونا ہو نصیب — نہ کھلے آنکھ اگر توپ بھی سرپر چھوٹے
کشتی بادہ کبھی ہمسے کنارہ نہ کرے — آرزو ہی کہ یہ بیڑا لب کوثر چھوٹے
کاسۂ عمر نہ لبریز ہو جب تک ساقی — میری لب سے نہ مے ناب کا ساغر چھوٹے
وارثینی بھی کرے ساتھ تجھکے بحر — تیر چھوٹے تو دونالی بھی برابر چھوٹے

نہ نکلو گھر سے ہزاروں ہیں تشنۂ دیدار
تمہاری چاہ ذقن سے کہیں نہ آب کھینچے

وہ تیرا دور نہی ہے میکشیں ای ساقی
کھٹے تو خوشۂ پروین سے آفتاب کھینچے

حباب صبح کی صدمی کو جھیل سکتا ہی
ہماری جان نسے کیا رنج اضطراب کھینچے

عجب نہیں ہی اگر سر نوشت کے باعث
شکنجے میں مری اعمال کی کتاب کھینچے

جو دل جلای تمہاری لیی سزا ہی بھے
کہ سیخ دار پہ صورت کباب کھینچے

جو سرد مہری دوران سے آہ کھینچو نہیں
سپہر ہو تشنج رگ سحاب سے کھینچے

پری کو قاف سے پر ویسے کھینچ لاتی ہیں
ہماری جذبۂ دل کی اگر طناب کھینچے

شراب خوار ہوں ہیں آ محاسیان عمل
خط پیالہ بجای حساب سے کھینچے

ہماری قتل پہ تمنے کمر جو باندہی ہی
تو پھر درنگ ہے کیا ہیچ شتاب کھینچے

یہ چاہتا ہوں کہ دیکھے نکوی تیری شکل
جو تیرا نقشہ کھینچی چہرے پہ نقاب کھینچے

کمان وزہ کیطرح آج غیب کے ہاتھوں
ادہر کشیدہ ہے ہم ادہر خطاب کھینچے

گھرا ہی ابر ہوا سرد چلتی ہی ای بحر
کہو کباب چڑہیں سیخ پر شراب کھینچے

۴۵۸

تم ہوی صرف غنا تار مزامیر کھینچے
کیا عجب جان ہماری دم تحریر کھینچے

کون وں کا کل بیچا نکا گرفتار نہیں
ہم بھی اس جال میں صورت نخچیر کھینچے

حوصلہ خوب نکال اپنی کمانداری کا
پھر مرے بعد نہ ترکش سے کوئی تیر کھینچے

بل نکل جای جو سرکش کو یہ تعزیر ملے
جنتری شانہ بنی زلف گرہگیر کھینچے

سو فا تو نہین بہی عاشق شیدا کہین گے
اک بوسے کے دینی مین یہ اغماض ہی او تب
پرہیز ہی جسطرح مرے ملنے سے تمکو
ہین وہ اسکے پانی ہیین جن پر غضب ہے
عنبر کی مہک بیشہ سنبل مین سے نکہا کر

دیدار کے بہوکے ہین ملا قاتی پیاسے
آتی ہی ابہی جو جو مانگو نہین خدا سے
نفرت ہے شفا کو بہی لعین ہین میری دوا سے
ہو جاتین یکایک وہ مری خون کے پیاسے
وہ زلف مجہی پیچ مین لائی ہی دغا سے

کیا جانی کوی دفتر تقدیر مین کیا ہی
لکہا نہین لایا کوی ای بحر خدا سے

۲۶۰

جنون کے جوش مین نکلے جو گہر سے
مین سر ٹکراونگا دیوار و در سے
نظر آتا نہین وہ عید کا چاند
بہلا مین دیکہتا صبح شب وصل
خدا کے سامنے شکوہ کرون گا
اوڑا جو ہر کیصورت دیکہکر دانت
بہرین بالو نسے ہین شمشیر ابری
اسے کہتے ہین قسمت کی برائی
ہرو مندی اگر تقدیر مین ہو
لگی لو عاشقے کی جب سے ہمکو

ادہر سے ہم چلے تہر ادہر سے
نکال ایجوش وحشت مجکو گہر سے
ترستی ہین یہ آنکہین سال بہر سے
لیو نیر جان تہی بجلی بہر سے
جو تم غافل ہوے میری خبر سے
چراغ آب قندیل گہر سے
کہین عشاق مین لو مانہ برسے
صدف دریا مین اٹہی خطر یکو تر سے
تو مہیل پاؤن عقیقون کے شجر سے
تپنگا داغ کا لپٹا جگر سے

پردۂ غفلت ہوا ... [illegible]

[illegible] نگین ... ناخنون مین ... [illegible]

کوئی نعمت ... نا توان ... [illegible]

[illegible] سے

وہان تنگ سی کی اوسنی کلی تنگ ہو جو
چھٹا فوارۂ آب گہر سوراخ گوہر سے

اگر لکھون عریضہ وس سلیمان زمانہ کو
ہما پہونچا ہی اوسکے چھین کر نامہ کبوتر سے

جبین یار سے افشانگی دیکھی ذرہ افشانے
خوشی کے پہول جہڑتی ہین چراغ ماہ انور سے

مرا قاتل پلائیگا مجھے شربت شہادت کا
خبر یہ کون لایا ہی بھر منہ اوسکا شکر سے

کشا ورزی سے کیا حاصل لگی جب آگ قسمت مین
پڑی ہے خرمن ہین چنگاری سی طالع کی اختر سے

اگر وہ فاتحہ پڑہنی کو آئین میری تربت پہ
لحد سے اوٹھکے پہونچون خاک پا ہو لونکی چادر سے

قناعت ہے تو لذت بوریے مین ہے شکر کی سی
تجمل سے تو کیا حاصل پائیگا فرش سنجر سے

نہ گذری چار دن چین سے اوسکی محبت مین
بہت روئے بہت پیٹی بہت تڑپی بہت ترسے

کٹی ساری جو اس سال بھی یادو شیون مین
خبر ہمکو نہین یا دل کدہر آئی کدہر سے

۴۶۲

ایسے چکر مین پڑے ہین گردش افلاک سے
کاسۂ سر کم نہین ہے کوزہ گر کی چاک سے

وہ چلا ہی نہین ہی جوان اوٹھی ہی بیباک سے
آفت و مشکل آتی ہی گرد پرین افلاک سے

شرہ چلا تہا او پیچ کی توسن چالاک سے
صاعقے پر تازیانی پڑ گئی فتراک سے

روشن آنکھین ہوگئین بنت العنب کے نور سے
عقدہ پروین چرخ سی اوتر کہ خوشہ تاک سے

سیر کو آئی سی گذر اسی کوچے ساکن [illegible]
آج بو بہیو لونکی آتی ہے خس خاشاک سے

یہ تقاضا بوسۂ لبہای لعلین کا نہین
جیتے جی ہم مانگتے ہین خون بہا سفاک سے

ہاتھ آئی اوسکا وترن بھی گر خورشید کو
خلعت اپنا بدلی یار کی پوشاک سے

[illegible] ہمہ دیدۂ دراک سے
مول لین مصر کے کوئی بازار کی شان کے
کسطرح پہونچا سالک بارگاہ پاک تک
نا بلد روح القدس ہی جناب پاک سے
رزق سی محروم رازق کی نہ کرنا شکایت
گوشت پیر آگری ٹوٹی ہیم خوراک سے
باغ عالم سے تہی دامن چلے عاشق نسیم
پھول ہاتھ آیا نہ گلچین کی خوش تاک سے

ردیف نون

[illegible] ... کان

[illegible]

کیا چہرۂ حسن کی ہی پسینا ہی سرخ ہو
رنگی ٹپک رہی ہی رخ لالہ رنگ سے

آفت ہی زلف کا لٹکا ہوا بلای جان
پھسلی نکل گئی جو بچا مین نہنگ سے

شہ دیتی ہی چہرۂ پرنور کی ضیا
کنیا رہا ہی چاند تمہاری پتنگ سے

وہ بت ہو صاف ہے سے صورت کوئی نہین
حیرت ہے کیونکر آئنہ بنتا ہی سنگ سے

میری جگہ ہو دلمین تو پہنچین اس طرح
جیسے لہو دوان ہو رگونکی سرنگ سے

مر جائیے کسیکا نہ احسان لیجیے
اک قطرہ مانگیے نہ چمن سے نہ گنگ سے

پیری جب آئی ہوئی سیہ ہو گئی سفید
فوج فرنگ کٹ گئی فوج زنگ سے

کیا چین وہی اٹھی جسے صحبت کی لگے
جاتی ہی شمع محفل مین پای لنگ سے

کھوٹے کھرے کا حال نہ عشاق مین کھلا
افسوس بت بنے نہ کسوٹی کی سنگ سے

جاری ہی چشم ہی اشک فراق صنم مین بحر
یہ نہر کٹ کی آئی ہی دریای گنگ سے

۲۴۴

مستانہ لگ گئی نظر اک سبزہ رنگ سے
آنکھون کے جام ہو گئی لبریز بہنگ سے

امید نہین کوئی بروقت کام آئی
واقف نہین زمانہ مروت کے ڈہنگ سے

ملجائینگے رقیب سے وہ کیا خوشی سے ہم
اونکا بگاڑ کم نہین لٹکونکی جنگ سے

ہمچشم وصل یار سے پایہ بلند ہے
پریونکا تخت پست ہے میری پلنگ سے

ہو جاتے ہین سرد برف سے پریونکی گرمیان
پالا نہین پڑا ہی کسی شوخ وشنگ سے

یاران فتنہ قتل کیے جاتی ہین مجھے
پٹکی ہین تیر سینے پر آواز زنگ سے

یہ تب ایسی نہین ہے جسکو فائدہ بخشے
وہ دردِ سر نہین ہے جسے صحت صندل سے

کہلا سیاہ ہی جہم لگاوٹ کی لگا ہوت کے
کہ آنکھون نے بھی دو رڈالنا سیکھا ہے کاجل سے

ستم کیا کیا نہ ہوگا اوس قمر طلعت کے گستی پر
کہ بگی چاندنی اب اپنا معشوقہ گھایل سے

مروت سی حیا سے آبرو بھی خوش جمالونکی
غضب ہے بہگیا پانی اگر آنکھونکی چہاگل سے

نظر ڈالی جو ہر ایک پر اوسی پامال کر ڈالا
یہی آواز آتی ہی ہی مرفتار چہا گل سے

نہ بیٹھو ایک تیا ہی نکلی بکر اس سے ہی کیا حاصل
کہ دنیا دار رہو تم ملجا اعلی و اسفل سے

تعلق کہ نہین کہتا کسی سے اشمایل سے
نکل جاتی نہین خار محبت کے کھٹک دل سے

فلک نے کمتر ینو نکو دیا ہی حق اعلی پر
بہت تاز نظر آتی ہین اپنی ہی وکامل سے

اگر دلدار رہی ہی غریبونکا بھی ال کہ لو
زکواۃ حسن ہے پہر وہ سینہ بوسیکے سایل سے

عقیق سرخ لب گوہر دندان نے چمکایا
چراغ حسن روغن ہلا رخسار کی تل سے

مجھے اوس چشمہ خونریز سی اک ہے قاتل
نظارہ جسکا پانی ایک قطرہ حلق بسمل سے

کوی ملک محبت کا نہ بستا جو دنیا مین
وہ سرکش علاقہ ہی قسم لیتا ہی عاقل سے

غضب ہے امتحانین سر کی آگی قتل ہو گوی
گلی پر پہیر لینکا جہین کم تلوار قاتل سے

جنون ہر آگ لایا چاہتا ہی وحشت گردی کا
اک جھنکار اوج جنگلی کی سی ہی سلاسل سے

سو بات کرنا زک ہی نشتہ آشنائی کا
پڑی گتھی اگر اسمین تو پہر سلجھے مشکل سے

ذرا ٹہیر فرشتو گور میں ان اسم لینے دو
ابھی اٹھا ہو آتا ہون میں ہستی کی منزل سے

ردیف لام

معاذ اللہ آفت ہین بلا ہین یار کی پلکین
غضب سی کیا خمیاز کی کا روگ لاسیہ ہے
خدا سینہ انیکو آباد رکہی جیب مین جا نکلا

بچا ضیغم کی نجی سی جو چہوٹا نکلی جنگل سے
پہنچی شیشی کی بجیر جا پڑ قلقل تکرار قلقل سے
صدا لی شیر وا آئی مجہی شیشی کی قلقل سے

نہ پوچہو حال دریا ئی محبت کے شناور کا
تلاطم مین پڑا ہی بحر سو جو نکلی نزل سے

صبا آتی ہی مجکو بوی الفت جا بہ سنبل ہی
خدا محفوظ رکہی اہل دولت کو تغافل سے
رسائی ہو چکی ہی خانہ خمار تک اپنے
علے قدر مراتب سب کی سب سینہ مین ہوی ہین
یہ مجی نیا مین سی ہی بہی جنت مین دیکا
تری ابرو سے عقرب غرب کی لی کیا مجال آگے
جگہ ہو جائیگا شق سینہ میری اونپر منہ کہولے
بہرا آتا ہی دل بزم طرب سی یار خالی لی
سمجہ کر بات کہنا چاہیے ہم حسینان مین
فراغ افکار دنیا سی نجات آلام عالم سے
عجب سا عرت سے ہم بیٹہی ہین گورونکی ہنڈولے مین
پہنسا دام بلا مین نغمہ سنجی کا مزا پایا ؎

۴۶۸ گلون ٹی کو اڑی ہین پتا یہ خون بلبل سے
خدا بنتی ہوی یکہا ہی بند یکو تو معمول سے
پہونچ جا ئینگے کوثر پہ پیا قیکی توسل سے
کوئی نعمت خوان نعمت سے کوی نان قہوہ کل سے
کہیں محرم بند یکو نہ کہی کا تفضل سے
کسی کلی لی کا کیا سنہ ہل کسی جوجی تیری کا کل سے
کہیں چہوٹے نہ فوارہ لہو کا حلق بلبل سے
مجہے قمقم کہی شیشہ تو بہتر ہی قلقل سے
تجہے سے نہین خالی جو بیٹہی ہین تحمل سے
ملی ہین مجکو یہ نعمتین نعمت خوان توکل سے
نہ بیٹہتی ہین تیغ کی سختی گو ہتے ہین منزل سے
خموشی کیوں نہ سیکہی تہی نالی بلبل کسی گل سے

دل سوی یار چاہیی کعبہ ہو یا کنشت | ہٹنا ہی گا وہ پھر یگا جو پری ڈیل سے
ملتے تہی وہ کبھی تو نہ لڑتی تہی اسطرح | گنتی پڑی کہ دل تو نہیں نصیبونکی ہیل سے
انجام کار گور رہنکا ئے گا قد یار | منزل کی انتہا نظر آتی ہی میل سے
بل کہا پیچ کے زلف بہت جہوم جہوم کر | دیوانے باندہی جائینگے زنجیر فیل سے
دو گز زمین سے آنکہ چرائیگا کیا فلک | کچہ مین ہی لے مرونگا کسیدن بخیل سے
یہ لٹ گیا ہون زلف مسلسل کی عشق مین | جہو رونگا ہی ٹیل کا بہاری ہتہ ڈیل سے
فرعون ہو گیا ہی وہ حسن اپنا دیکہکر | آئینہ کو مقابلہ ہی رود نیل سے
منصور راہ عشق مین کہتا ہی کیون تجہ م | سولے پہ کہینچتے ہین مسافر کو میل سے
انسان مین وہ نور ہی کو شی بلا دی | قوسین کا نہ حیلہ کہنچا جبرئیل سے
غم سے سفید ہی ہین بال ہمارے سفید بجہر | سر پہ ہی لگ گئی آنکہون کی سیل سے

۴۷۰

وصل کی ٹہیری جو انجمن سب گل اندام سے | صبح کے دروازے پہ پہرا اٹہا دن خام سے
دست شفقت سی جو وہ ساقی پلائیگا شراب | سیر ہو جاونگا شبل آفتاب اک جام سے
تلملاتا ہر گہڑی آنسو بہاتا دمبدم | میری قسمت کا م لیتی ہی مجہ ناکام سے
چرخ کے ہاتہون تہ و بالا ہین ال احباب کے | اس تہ و لیمین کہی بیٹہا نہین ارام سے
جبتلک تیری زنخداں کا نہ بوسہ پاونگا | مین نہ مانونگا کہ میٹہا ہوگا یہ سیب آم سے
جو کوئی حج کرکے آیا بنگیا پورا ولی | اپنے عیبونکو چہپایا جامۂ احرام سے
عاشقی مین غیر بدنامی ہی کیا نام او | بجہر یار آؤ خدا را اس خیال خام سے

ردیف میم

وہ میری بات طلب کے ہنسے مین کاٹ دیتے ہین
وہ لب معترض بنجاتی ہین تحریک تبسم سے

حسینونکی خوشی عشرت سرا کرتی ہی محفل کو
چمن مین نوبتین بجتی ہین غنچونکی تبسم سے

بنای اضطراب دل ہی ناہموار ہی نیا
تزلزل ناؤ کو ہوتا ہی دریا کی تلاطم سے

خدا محفوظ رکھی حال جانان آفت جان ہے
زیادہ ہی پیس کی گانٹھ موتی مین گرہ دم سے

جواہر تیغ جوہر دار سے ہاتھ آگئی شاید
شہیدونکی خوشی ظاہر ہی زخمونکی تبسم سے

بنکیتی مین فرق آئیگا پٹکا کھول کر کیسے
کمر پتلی ہے پیچک باندھیے تار بریشم سے

سنو نالے ہمارے عندلیب خوشنوا ہین ہم
چمن مین طفل گل کو لوریان ہین ترنم سے

خوش آمدی بری لگتی ہی کچھ بھلا نہین جاتا
جو یوسف بھی کہین تمکو تو صلواتین سنین تمسے

ہمین بھی قدردان اپنے لیے درکار لازم ہین
کہ شعرونکی نمودای بجز ہوتی ہی تلازم سے

بدلے مرے گناہ ثواب عظیم سے
امید ہی خدای غفور الرحیم سے

میرے طلب ہی دل اگر اپنے کریم سے
ڈالی ابھی تو آئے ریاض نعیم سے

کیا مجھ فقیر پر کرم کردگار ہے
رحمت برس رہی ہی سحاب کریم سے

مجھ دستگر دسے نکر سکے ستا فلک
گردش نہو سکے گی لئیم و زنیم سے

پہونچی خبر جو یار کے دیدار عام کی
حورین نکل پڑین ابھی باغ نعیم سے

وہ آگ بیچا ہون مین اعمال زشت سے
کرجائینگے گریز فرشتے جحیم سے

ہے عیب آجتک نہو دیکھا کوئی حسین
دہبا لگا ہوا ہی قمر مین قدیم سے

کرتی ہی زلف پیچ کہ زائل ہو حسن خال	گستے پڑی ہی آ کے نحیف و جسیم سے
یون عشق سے حواس پریشان ہو گئی	جسطرح منتشر ہو رعیت غنیم سے
ان دونون شاعرونسی ہی مجھکو برابری	آگے کلیم سے ہون نہ پیچھے سلیم سے
پوشیدہ مشک نافہ آہو مین ہو گیا	شرما کے تیری کاکل عنبر شمیم سے

لا تقنطوا پڑھا نہین کیا تو نے بیخبر
نومید ہو نہ بحر خدای کریم سے

مجھکو کمال عشق ہی اوس مہ جبین سی	۴۷۵	جسنے کیا طلوع صفے کی جبین سے
آغوش عاشقانکی ہی رونق حسین سے		آباد جیسے خانہ خاتم نگین سے
کافر ہی جو نرکھی ولا اوس حسین سی		اوٹھے وہ ناامید پیمبر کی دین سے
ہی آجکل تو دیدہ خونبار کا یہ رنگ		رہتی ٹپک ہی ہی ہر ایک آستین سے
ناسور دلمین چاہ کا پیغام مرگ ہی		انجام دیکھتا ہو نہین اس دوربین سے
وہ سرو قد ہو دل سے فراموش کسطرح		دشوار ہی شجر کی جدائی نگین سے
قاتل کو اپنی اپنا خدا جانتی ہین ہم		ملتا ہی اپنا دین نصیری کی دین سے
ایدل وہ نالہ کر کہ ستمگر کا دل ٹوٹے		ٹکرا ہی آسمان سر اپنا زمین سے
خاصیت آفتاب کے رکھتی ہین خوبرو		تیور چلین جو سینکیے آنکھین حسین سے
جبتک جبین خرید رہی جنس فقر کی		بازار زہد گرم رہی پوستین سے
زخمی ہون دیکھکر نہ بہت سر پلائی		تا فی نہ کھل پڑین کہین اقفو کی چین سے

شعر و لا ولائی مین نہ سوا کیا یہ نہین
انتظار ملک گیتی خلقت مین کی انکہ سے
جیسی چمکی تیری جو اشارت کی بات مین انکہ سے
ہاتھ غول سنبل سے کنارہ ہی آج آنکہ سے
نظارہ کی جوان کا وہ حسن کی ضد سبب سے آنکہ سے
نہ من جو وفا جو ہوی کھری کی حیرت مین نظر آئی ہی انکہ
نیلی چشم کے نعم و جمال سے مین امید وار مین
پنبہ مین پنہان انکہ سے جانا کہ سے پھر سوا ہی انکہ

گل ابھی بہار کر کے تری کل بہا کی گلستان سے	خزان ایسی بلای بدہی جسکی آمد آمد مین
ہوا دارا اوسکا آگی بڑھ گیا تخت سلیمان سے	پری کوئی نہ پوچھی یار کی گرد سواری کو
ہمارے شیشہ دل کو بچانا سنگ پستان سے	گرا پڑتا ہی سینی سی دوپٹا جوش مستی مین
نہ ٹوٹا پاؤنکا چھالا کبھی خار بیابان سے	نہ ڈالا مین نے بوجہ اپنا کسی کی چشم حسین
ستاروں نے گلو ہیرا اوس پڑے جاتی ہی افشان سے	کبھی جو دیکھتا ہی چاندنی وہ اپنی کوٹھی پر
جدا ہوگی نہ لونی کیطرح دیوار زندان سے	نمک خوار اسیر ہے ہمارا بسے سرشت خاک اپنی
جنہین کو بطن یار سے ہی راحت مجھکو زندان سے	عجب ہی من وانا فسانہ اہل غفلت کے گزر گئی

نمایان کاروان خط ہوا ہی پھر اوس گل کا
نکالو یوسف دل کو اب اوس چاہ زنخدان سے

۴۷۷

دیکھا مجاز کو جو حقیقت کی آنکھ سے	پردہ دو دیکھا اوٹھ گیا وحدت کی آنکھ سے
کاجل چرای مہر قیامت کی آنکھ سے	وندی جیکو کوئی سیکھے اوس آفت کی آنکھ سے
جیالا جو دو کبھی غفلت کی آنکھ سے	دور زمانہ خواب پریشان نظر پڑے
یعقوب دیکھ تو الفت کی آنکھ سے	ہر ایک اپنا روپ مین یوسف جمال ہے
دنیا کی دید کیجیے حسرت کی آنکھ سے	گرد ملال جھونک سکے چشم امید مین
عینک اوتر گئی ہی بصارت کی آنکھ سے	کیا پیر ہو کے مصحف رخسار دیکھیے
فتنے اوٹھین گے یار اس آفت کی آنکھ سے	محفل مین بیٹھ کر یہ اشارے بھلے نہین
ٹپکے گا خون مہر قیامت کی آنکھ سے	جب سعی کی مین آئینگے ترے شہید ناز

چپ چاپ ہی شیشے سے اشک مین ٹپکتے انکہ سے
کرنیکا بہانے ہر ہی جوانی کی جوش مین
ساغر چھلک رہا ہی شراب آنکہ سے
ستی ہی آپ بھی منظور ہی
بینک سے ابھی کوئی مروت کی آنکہ سے
احسان کو پہلا اٹھانا پچھتانا ہی
جانتی ہے نہین مین نے اپنی نگاہ مین محبت انکہ سے
سیہ ہین رکھے سرمہ جو بے ہی انکہ سے

ردیف چ
بسم اللہ

ای بحر قلزم کی کیسی لے
الطاف کی زبان سے شفقت کی انکہی
فقط انکہین نہین بہتی ہین
جان با بوس بھی بل مین بجہ گئی ہے
پیالہ فوق سر بام مہربانی سے
چاند نکلا کر گا تری جہتانی سے
لیلی حسرت و افسوس سلاطین جہان سے
کچھ نہ حاصل ہوا دارا ای ورارای
نخل گل ہر جھڑی باد کی منہ لگی نظر
رنگ پھولون کا بدلا شگفتگی شادابی ہے
اشک برکت خاکساری کا دہ رتبہ ہی
دولت فقر بھی مین ہی ہون تخت ای نعم
بوریا ہی نہین کے سند کھانے آئے
ناظم ملک قناعت ہون فقیری کی کلاہ
نہ ملا فخر سے شاہی سے خوفی ہو
کیا ہی قدر یہ شم فطرہ نیسان کا ہو
ابتر ہمیشہ یہ کا دینا مین ہی بانی ہے
ناسخ

ناسمجھ ہین جو سمجھتے ہین مجھی تر دامن
آب رحمت ہی ٹپکتا مری توابی سے

آج جیتو نہین فلک سیر کے کیفیت سے
ڈوری بادام سی آنکھو نہین ہین عنابی سے

جب کبھی بام پر اوسکا رخ تابان چمکا
آفتابی سی لگی چھوٹنی مہتابی سے

رحم کر بحر خدا اہل زمین پر اے چرخ
تہ و بالا ہین ترے ہی گردش دولابی سے

گرم کیا ہوتی ہو موجود ہین مرجانیکو
ڈر پتنگونکو نہین شمع کی سرتابی سے

بخت ایسے ہین کہ حنظل کا مزا حاصل ہو
ملی بوسہ جو کبھی لب عنابی سے

حاجت می نہین خوں وست ہین قاتل اٹھیں
کچھ ضرر تیغ نگہ کو نہین بے آبی سے

ہنس کے چال کسیوقت جو وہ چلتا ہے
موتی جھڑتے ہین مری یار کی گرگابی سے

آگئی جان درختونمین جو پانی برسا
رگ جان موج چمن ہنگئی سیرابی سے

تہ بتی ہوگئی چیتون جو وہ سوکر اوٹھے
ڈھیلی آنکھونکی بنی نقل شکر خوابی سے

میری تسکین کے جلدی کوئی تدبیر کرے
نکل آئے نہ کلیجا کہین بیتابی سے

آتش افروز مری فکر ہین پہرہ ہین رین
کیا ضرر شعلۂ جوالہ کی سرتابی سے

بحر اگر مجھسے گنہگار کی بخشش ہوجائے
دور اوسکی نہ کریمی سے نہ وہابی سے

۴۷۹

تڑپتا ہون پڑی دیکھی جو ناصح مین کیا تجھسے
نہین ہونیکی پیرے درد کی ہرگز دوا تجھسے

جو انکھین ہین تو ہین دیکھتی کیون بحر کی صدمے
ہمیشہ کچھ اجل سی ہی نہین ہرگز گلا تجھسے

کنارا ہی مجھے ای بحر خوبی تجھسی بہتر تھا
ڈبویا آنکھونے ہوا کیا آشنا تجھسے

[illegible]

تیرے لیے مجادلہ ہی عقل و عشق مین	اب دیکھیے شکست کسی ہی ظفر کسے
اسکندر آینہ ہی تری گوری بانہہ مین	ایسا ہرو نصیب ہے چاندنیکا گھر کسے
منہ کھولے زاغ خال و علیلاج زلف ہی	دونون طمع دیجیے اپنا جگر کسے
گنڈا گلے مین تیغ کے ڈوریکا چاہیے	تعویذ سر مین باندھیے یہ سپر کسے
آئی تھی اپنے پاؤن گئے دوش غیر پر	ہے ساز واریک جہانکا سفر کسے
سوتا ہی کون باتھی پر افشان جبین پہ ہو	تارے فلک سے جھانکتے ہین رات بھر کسے
کیا ہر کسیکے حصے مین ہی دولت جمال	دیکھو تو اپنے دانت ملی یہ گہر کسے
آویزہ بار بار اٹکتا ہی زلف مین	افعی کا دانت بنکی ڈسی گا گہر کسے
پہرتا نہین ہی کوی بشر کوی یار سے	ہمزاد کی سوا مین کرون نامہ بر کسے
کیون قینچیان لگی ہین دیوار باغ پر	گلچین اڑا کے لیگئے بلبل کی پر کسے
کیا سرمہ ہے بصیر خاک کو سمجھین گے تو بررو	آنکھین برہکے بڑی ہین پر اتنی نظر کسے

ای بحر دیکھ آنکھ ملاتی نہین امیر
کہتا ہی تو ہوا ہے چشم زر کسے

۱۸۸

تڑپ گیا مین صنم نے نگاہ کی ایسے	یہ وہ بھی سہم گئے ہین آہ کی ایسے
نکل کھڑی ہوئی رحمت حجاب قدرت سے	پڑی پکار ہماری گناہ کی ایسے
خوشی سی کوئی گھڑی زندگی بسر کرتی	بہانہ نملے جاپناہ کی ایسے
رقیب کو بھی مرے حال پہ تاسف ہے	فراق یار نے حالت تباہ کی ایسے

[illegible]

ردیف یای تحتانی

تو وہ ہی بشر حسن اگر باج طلب ہو
لی حور سے گلدستہ طبق شاہ پری سے

منہ چھپتی ہین بے جا ل تیرا اونکو نہین ہے
دانتو نسے لڑی سلک گہر بدگہر یسے

آنکھو نسے نکلوا ہی آنکھین ہرنو نکے
چیتو نکی کمر توڑ ہے نازک کمر یسے

نوبت تو کہین قتل گنہگار کی آئی
نقاری بجاؤ نگا مین تیرو نکی سر یسے

پشت لب شقاف سی جوبن ہی مسونکا
سبزے نے تموکی ہی عقیق شجر یسے

پیری مین ہی ہمسے تہو ئی خانہ نشینی
باز آئی نہ پیر ہو نسی نہ گزری گزر یسے

قد تیر سا تلوار تو ا ضع سی ہوا ہے
وہ ہاتہ اوٹہاتی نہین بیدادگر یسے

جب چاہو چلی آؤ یہ وعدہ نہین اچھا
دل آنکھ چراتا ہی بہت منتظر یسے

اب ضعف جنون کو چھپا تا نہین بہانے
کبتک یہ ورم پاؤنپر آشفتہ سر یسے

وہ چوٹ کلیجی مین لگی ہی کہ نہ پوچھو
تڑپو نگا نہ خاک ہی در جگر یسے

رونیگا نہ لی نام غم یار مین ای بحر
اولٹی نہ زمانی کا ورق لب کی تر یسے

مین تو روتا نہین چہچی ہین ہر جا کیسے
کچہ نمی لائی ہین آنکھین مری دریا کیسے

حور کی آنکھ ہی اچھی تو پری کا چہرہ
واعظو دیکھو تو یہ بت ہین سراپا کیسے

مشک عمدہ ہی جسکی ذرا بو پہیلے
عاشق زلف معزز ہوی رسوا کیسے

قامت یار کا سایہ ہی نہین او واعظ
شاخسانی ہین تری سدرہ و طوبا کیسے

نہ محبت ہی دلو نمین نہ حیا آنکھو نمین
یہ صنم تو نی بنائے ہین خدایا کیسے

تمت الردیف

[illegible] کوئی نازل ہی بلا جان بغض کیسی [illegible]
[illegible] اپنی [illegible] فراق جانان [illegible] کیسی
[illegible] شب [illegible] احسان [illegible]
[illegible]

ملک الموت کی آنیکی خبر دیتی ہین	زاغ منحوس ہین یہ داغ احبا کیسی
اپنی آنکھو نسے نہ اس لکو گرا ایسا قی	ربط رکھتے ہین ہم ساغر و مینا کیسے
راتدن بہتی ہین غولو نمین بگولو نمین ہم	اپنا جنگل مین ہی دربار ہی تنہا کیسے
عارفونکو نہین دنیا مین کسی سی شکوہ	ہم گنہگارو نکی اعمال ہین اعدا کیسے
ہمسا عاشق نہین ہمسا کوئی معشوق نہین	ئی دمن کیسی بہلا وامق عذرا کیسے

مرض عشق مین ہی دردسری استعلاج
یار پر بیٹھ رہو جبر اطبا کیسے

٢٨٥

کوچۂ عشق مین آوارہ ہین غیرت کیسے	آبرو روبرو آتی نہین عزت کیسی
تکیہ مسند پر اگر ہی تو یہ غفلت کیسی	گنج زر خواب مین ہاتہ آیا ہی دولت کیسی
کوئی مرجای تو آنسو نہ بہائے کوئی	بہاگئی چشم خلائق سی مروت کیسی
نہ مدد کی جو کسینے تو نہ احسان ہوا	شکر کرنیکا یہ موقع ہی شکایت کیسی
دوست ارباب غرض ہین یہ غلط فہمی ہے	کہ خوش آمد کی ہی لجوئی محبت کیسی
کوئی دم غم غلط احباب مین ہو جاتا ہے	دل افسردہ کو بہلاتی ہین صحبت کیسی
باعث لطف ملاقات ہی یکجائی ہی	دیکھا باہم ہی عناصر مین عداوت کیسی
سر پہ چاند سی تصویر کوئی ہو تو کیا	چاہ کا رنگ ہی کچھ اور ہی صورت کیسی
منہ لگایا ہی تو بوسیکا نہ انکار کرو	رنج دیتی ہو مجھی تم یہ عنایت کیسی
نشۂ عشق ہے کیا تیری سنون او واعظ	اب کسی ہوش سمجھنی کا نصیحت کیسی

[illegible] خدا کے واسطے
[illegible] کے واسطے
[illegible] خدا کے واسطے

ردیف الطاء

کیون خفا ہو ... کیا غیر کی خاطر
جلد بتلا و خدا کے واسطے
ڈھنگ الفت کی [illegible] نہین
مجبو [illegible] خدا کے واسطے
راہ پر آو محبت کا طریق
کچھ یہ [illegible] بیان [illegible] کے واسطے
دل کو سمجھاو خدا کے واسطے

ابھی ہی حسن و [illegible] باقی
گیا شباب [illegible] لٹک [illegible] باقی
ہی تبسم مین [illegible] باقی
زوال جرم ذاتی [illegible]
یہ آرزو ہی رہی تیری آرزو باقی
ہوس نہین [illegible] عذر ہوس کی باقی
زوال [illegible] وضو باقی
فنا [illegible] باقی
وہ بادہ

وہ بادہ کش ہون جو پینی کو بیٹھ جاتا ہون
تو دور بھی نہین رہتا سبو باقی

ضیا ہی چار طرف حسن چار ابرو کی
رہا فروغ نہ چہک کا چار سو باقی

خدا کی فضل سے اسکو بھی آج رو بیٹھے
بہی تھی نام ڈبونے کو آبرو باقی

شب فراق نہ بہونٹی کی شکل جوس لیا
برنگ گل نہ رہا جسم مین لہو باقی

گلے مین روچکی انکی کا بال او قاتل
چھری نی کو ہی جو رکہی رگ گلو باقی

جلا ہی داغ کلیجی کو تو جلانے دو
کہ یادگار محبان ہی یہ عدو باقی

ہزار شکر یہ دیا کاسی دست پا کام آئے
ہزار چاک گریبان کا تہا رفو باقی

خزا نہین دیکھیے کیا دامن چمن کی بہا
کہین نہ بیل ہی باقی نہ گو کہرو باقی

وہ شوق وصل نہین اب جی روز اول تہا
کہ بعد شب ہی فرش گل مین بو باقی

جو کچھ کہ منہ سی کہا ہی ادا ہی نباہو جگر
زبان دیکھی اب کیا ہی گفتگو باقی

٤٨٨

اپنے ساغر کا خط اشک کہا دی ساقی
جام جمشید کو آنکہون سی گرادی ساقی

آفتاب اپنی صبوحی کا دکھا کے ساقی
مرغ زرین سی بطحی کو لڑا دی ساقی

جام گردش مین ہو تو رقص کا عالم دیکھیں
اپنے سرخاب کو طاؤس بنا دی ساقی

آنکہ کہلتی نہین بے نشا پیے بستر پر
نیند سے مردم قالین کو جگا دی ساقی

تیری پیچانی سی نکلین تو جھلکتی نکلین
پھول سی جام ہستی کو بسا دی ساقی

تو نی بہر بہر کے دیے جام دیا کیا مین نے
تیر اگر بہر دو ن اگر مجکو خدا دی ساقی

[illegible]

ہوا ہی آب سی اب چشمۂ دہن خالی

[illegible]

نوالہ ہو سکے ہر دن کو رکھا دہن خالی

[illegible]

سرشک شمع سے بہر بہر گئی لگن خالی

[illegible]

ردیف المیم

چمک کا نہین وہ دکہاتی ہی بجلی
کہ بجلی کے بہی ہوش اڑاتی ہی بجلی

حرارے تہ زلف لاتی ہے بجلی
شرارت کے بادل اوڑاتی ہی بجلی

پھڑک جسم مین ایسی ہوتی نہین ہی
دوپٹے تلے کوندجاتی ہی بجلی

جو ذرہ تڑپ اپنی دلکی دکہاؤن
ابہی دست بیعت بڑہاتی ہی بجلی

بکاؤ فغان دشمن قصر دل ہین
گراتی ہی بارش جلاتی ہی بجلی

کہان تیری شوخی رفتار اوسمین
کبہی ٹوٹتی ہی لڑکہڑاتی ہی بجلی

ترے پتلیونسی گہٹائین خجل ہین
نگاہونسی آنکہین چراتی ہی بجلی

دوپٹی کی پیچے پر آنکہین ٹنگی ہین
کسے اپنا لچکا دکہاتی ہے بجلی

یہ بادل اڑینگے مری چشم تر سے
کسے اپنا لٹکا سناتی ہی بجلی

کوئی انمین ہمدرد اپنا نہین ہی
نہ پیاری ہین بادل نہ بہاتی ہی بجلی

جو روون گہٹا ہوتی ہی نیلی پیلی
جو تڑپون تو تیوری چڑہاتی ہی بجلی

دکہاؤ ذرا آستینو نکے سے پچہے
بہت اپنی بغلین بجاتی ہے بجلی

تڑپ اسکی ای ہجر اوسمین کہان ہے
مری آہ کا منہ چڑہاتی ہے بجلی

۳۹۱

اپنی سزا کو پوچہی تمہاری جگر جلے
ایسے لگی کہ پہر نہ بجہی عمر بہر جلے

مارا شب فراق نے مجکو ہزار حیف
گہی کے چراغ آج رقیبونکی گہر جلے

تقدیر لائی جنگل صیاد مین مجہے
جب آتش چمن سی نہ یہ مشت پر جلے

جی تڑپ جاتا ہی بجلی جو چمک جاتی ہی / ابر اودھر آیا ادھر میکدی میخوار چلے

کب سبک وصنعون کی پیروی ہوا رباب وقار / ساری کی شکل یہ ممکن نہین دیوار چلے

اگے بیٹھی جو کبھی تیر کی صورت بیٹھی / چلے اوٹھکر تو وہ تلوار کی رفتار چلے

کچھ نہ کچھ سحر تری نرگس جادو نے کیا / ہم سلامت تر گھر آئی تھی بیمار چلے

قیس و فرہاد ہی جب ہو نسکا نظم و نسق / افسری ملک جنون کی مری سرکار چلے

کیا خوشا وقات خرابات نہین ہین ہم بھی / جب اوٹھی گھر سی سو خانہ خمار چلے

اوسکے زیر قدم آنکھ وہ بچھاتی ہین عبث / دخل کیا راہ محبت و ستمگار چلے

شوق دیدار نے دیوانہ بنایا ہمکو / ارنی کہتے ہوے جانب کہسار چلے

تم اگر شہر خموشان کیطرف سے نکلو / مردے اوٹھ اوٹھ کی پکارین کہ ہمین یار چلے

ہوے شافع محشر کی شفاعت بیکار / سجدہ شکر کرین ہم کہ گنہگار سے چلے

جان بسمل یہ دعا مانگ رہی ہی سرِ راہ / کوچہ زخم سے پھر یار کی تلوار سے چلے

بحر شوار ہی دریای محبت سے عبور / لب ساحل پہ مری ڈوب کے جو پار چلے

مقسوم سے زیادہ نہ لقمہ نگل چلے / ذی حرص نان پر کیطرح ہاتھ مل چلے

۴۹۳

دنیا کی پیڑ نیم ہین حنظل ہین اوسکی پھل / خفاش میوے باغ کے کھاکر اوگل چلے

زلف دوتا ہی یار کو ہم چاہ کر تھکے / کیونکر دو منزلہ کوی پہلی پہل چلے

کیا کیا تمکو ناز ہی جوش شباب پر / طوفان کی مثال یہ قطرے ہی وہ بل چلے

کھلے ہین باغ مین ... دل ... کہا یاہی
... مین ... مہرو ماہ چلے
... آپ کے ... خرید رہے اوس ... ... تقاضہ
... کسی ... طلب ... جنازہ ... مین ... چلے
... نہین ... ہی ... کہان ... بادشاہ چلے
... ولا ... اال کی تصدیق ... جاہ چلے

ہم تم غریب لوگ ہین آج آیی کل چلے	مہمان سرای دہر ہین کیا فکر بود و باش
لبیک گنگ بول اوٹھی اور شل چلے	تیرا وہ اشتیاق ہی جہوٹون جو تو بلاے
کٹھے انار ہو گیی جب سی یہ پہل چلے	کیا ہی دکان گرم ہے پستان یار کی
عاشق کو چاہیی کہ یہان سے سنبہل چلے	کعبے سے کوی یار کا رتبہ بلند ہے
چلتے ہین ہم جو ساتہ ہماری اجل چلے	کوچہ پر بیر خونکا بہت خوفناک ہے
شبنم کی ساتہ اشک ہماری ڈہل چلے	بلبل کا حال ہمنے جو دیکھا خزانکی وقت
شل تگرگ آنکھونکی ڈہیلی نکہل چلے	دیکھی گیی نہ تابش روز فراق یار

افسوس ہی بہار دو روزہ گزر گیی
ای بحر باغ آج چلے تم نہ کل چلے

خدا کی سامنی کس منہ سی عذر خواہ چلے	۴۹۵ مقام شرم ہی دنیا سی روسیاہ چلے
پہونچ گئے سر منزل ہم ایسی گاہ چلے	ہوی نہ دیر کے راہی خانقاہ چلے
کہ دوش پر لیے پشتارہ گناہ چلے	ہم اس جہان سے کیا ہی بعز و جاہ چلے
خبر نہون جو کوی راہ یا گمراہ چلے	کسے خبر ہی کہ منزل قریب ہی کسکی
قدم قدم پہ گرے دو قدم جو راہ چلے	یہ ضعف ہی جو کیا قصد کوی جانا تکا
چراغ بزم سے آخر کو روسیاہ چلے	کسے فروغ ریائی نی روسفید کیا
فقیر سے نہ کبھی مل کی بادشاہ چلے	نکالا سکہ زر نے مخالفت کا چلن
دم اخیر بھی جی بھر کی ہم کراہ چلے	فنا نسے کچھ نہوی درجہ بحر مین تخفیف

ردیف ہ

۴۹۶ بلند قدر ہین جو کب وہ پست راہ چلے
کبھی زمین پہ اوتر کر نہ مہر و ماہ چلے
کبھی نہ زاد تواضع پہ اہل جاہ چلے
اُدہر کے تخت نشین ہی نہ بادشاہ چلے
بلا نہ دین نہ دنیا ملے تباہ چلے
اسے بھی جاہ چلی اور اوسی بھی جاہ چلی
خزانہ جمع کر کے مال دبا قارون کا
زمانہ وہ ہی کہ بیکار بادشاہ چلے
خدا نے ... منزل مقصود ... بحر
... کی ... مراد دل ... چلے
ضعیف ... ہی بھی ... گناہ چلے
وفا شعار ہی ... دم ... ہم ہی نکالا ... چلے
خدا کی زر ... دنیا مین ... گاہ چلے
رسول ... بحر ... بادشاہ چلے

یار بساوس کی کی بارہ میں دریا نکلے
جان بہولی سے جوتی کی صحبت میں جو اپنا نکلے
چاند سے ساعہ جو طالع ہو ستارہ میرا
چاند نے رات کی بدلی سے شب یلدا نکلے
جام جم بہی تو یہی جام کدا ہی تو ہے
دل سمجھ بوجھ کے لو بعد نہ ٹہکرا نکلے

عجب یہ رسم محبت ہی جسنی ظلم کیا
قیام ہی صف مژگان کو خلق امن میں ہے
و م خرام یہ ہوتا ہی حکم آنکھوں کو ❊
کفن میں اسلیے مر مر کی منہ چھپاتے ہیں
اوٹھے ہیں کسکی زیارت کو آج میر قدم
ضرور چاہیی شغل شراب محفل میں ❊
نماز شکر پڑہیں گے عذاب سی چھوٹے

اوسکی خدمت عالیمین وا دخواہ چلے
زمانہ پہتہ و بالا جو یہ سیاہ چلے
کہ بیچے تانے ہوی روبرو نگاہ چلے
کہ روسفید ہم آئی تہے روسیاہ چلے
کہ پیچلے پاؤن کہسکتے مری گناہ چلے
جو دم بدم نہ چلے جام گاہ گاہ چلے
ہم اسلیے مع تسبیح و سجدہ گاہ چلے

رکے کا بحر کے رکونہ اب دل گمراہ
نہ راہ راست کبہی کشتے تباہ چلے

ملا ی آنکہ جو وہ ساغر شراب ملے
دبیر چرخ سے لکہواون حرف ہر و یمن
شب فراق میں سوتا اگر گوارا ہو ❊
نکل کے کوی صنم سی نہ دیکہی آبادی
غلط نہیں کہ گنہگار بالبال نہیں
ہوا ادہر سے اوڑا لا ی پر کبوتر کی
وہ صید ہون کہ دعا مانگتا ہوں فتراک میں
جو نام لیکے پکارا تو اسمین نام نہیں

۲۹۷

جو لب بلب ہو سقنقور کا کباب ملے
جو تیرے چہرہ پر نور کی کتاب ملے
یقین ہی مرگ کی لذت میان خواب ملے
او جاڑ شہر کو یا یا محل خراب ملے
بدن پہ رونگٹے مجکو بے حساب ملے
جب ایک نامہ گیا سیکڑون جواب ملے
ملے تفنگ کو دانہ چہریکو آب ملے
جو گل ہین آپ تو بلبل مجہی خطاب ملے

جام آنکھوں میں سمایا ہی حسرت ہی | دل کی صورت نہ نقل سی کبھی مینا نکلے
ہو چکی آپ کے باتوں سے تسلی ہمکو | دم ہی بتلا دو اگر دم بھی ہمارا نکلے

سحر دنیا سے سفر اپنا ہی صندوق نگار
شامیانہ ہی کہاں خیمہ ہمارا نکلے

۲۹۹

جو قسمت میں ہونا کام کسی سے کام کیا نکلی | یہ آنسو بھی اثر نکلے نہ نالی نارسا نکلے
جو دھوی آبدار ایکا کر بیچ تھی تو جھوٹے تھیں | چمک میں تیرے دانتوں سے تارے بھی سوا نکلے
پرندوں کو بھی تیر صید بھنی کی تمنا ہی | محل سے تم جو نکلو تو شیانی ہی بھا نکلے
سلیمان سے ملی بلقیس یوسف سے زلیخا سے | صنم سے وصل ہو میری بھی اب ایسا نکلے
جفا کرتے ہیں جس دم خفا ہوتی ہی یہ مجھ سے | اگر ہی تم سیری نظر سے بھی اگر آنسو ذرا نکلے
قفس یہ تنگ پایا مجھے اسیر دام الفت نے | کہ بس چاہوں اگر سیری برابر بھی ہوا نکلے
نہ تھا معلوم دل لیکر یہ مجھ پر ظلم توڑوگی | بڑا دھوکا دیا تمنے بڑی تم بیوفا نکلے
جنون کے جوش میں پابند راحت ہو نہیں سکتے | لگے کانٹے کو چھٹکنے ولیکن ہم خار پا نکلے
خوشی کو آجتک ہمنے نہ پہچانا کیا شی ہی | مگر ہاں درد و غم رنج و الم آسیب آشنا نکلے
تمہارے ہجر کی تاریخ یہ گنتی ہو نہیں سکتی | جفا کاری میں تم چرخ ستمگر سے سوا نکلے
کبھی شاغل غزالوں میں کبھی ہم اہل بگولوں میں | اوڑائی خاک کیا کیا جب کبھی صحرا میں جا نکلے
ابھی ہم آہ کر کر ہائی گھڑیاں گھر سے نکلتی ہیں | ذرا سی دیر ہو نکلے شور غل کا سلسلہ نکلے
حصار آسمان کرتا ہی تنگی کس طرح نکلوں | بلا سی گور کہہ دو اون کو جو تیغ استاد نکلے

لب تقریر پہ صنم کہتے ہیں مری آنکھ سے جو تیر ...
اثر کیا ہو گیا کہنا
شعلہ ہم ہیں بہی جا و ہیرا...
اپنی مٹی ہی خبردار ہو گیا خاک النساء
کس طرف رنگ روانگای سفر کیا کیا
دل عاشق کو صنوبر پہ کہو ہر بیمار ہی
خلق میں بہولنا بہلانا ہے تجہ کیا جا
چشم نازیں میں نہ ہی یہ نظارہ شیرین
صفتی کی طرح کیا جانے
پھلک قہر کی ہی بہولنا نہ فلک پراو سا
بھر زمین پہ ہی گہر کیا جاتی
خانہ بردوش صنم کا کوی گہر کیا جانی
برق بیتاب ہی دم بہر نہیں تعجل کو قرار
چین کیا چیز ہی تفسیدہ جگر کیا جانی
عاشق زار نہ کیونکر شب وصلت گہرا
وہ بہر رات بچی ہی کہ سحر کیا جانے
جو بہ رو شے تواضع کا گلا بیجا ہے
خاکساری کے سے نیچی ہی میں قمر کیا جانی
چین دم بہر نہیں دیتا ہی غریبو کو فلک
سانس لینا کسی منزل میں قمر کیا جانے

زلف سر کی کمر یار سے اس ناز کے ساتھ
یون تو مجنوں کی بغل سے کبھی لیلا نکلے

سامری کا بھی فسون کارگر اس پر نہوا
کاکلا کا سے بھی سوا زلف چلیپا نکلے

مرگئے پر بھی وہ سودے کی حرارت نگئی
قبر سے خاک مری آگ بگولا نکلے

ہاتہ آیا ہی جوانی میں وہ جوبن تجکو
کہ ہتھیلی ہے تری چاند کا ٹکڑا نکلے

چشم محبوب کی مستی ہی عجب جوش پہ یا
یہ کٹوری قدح بنگ یہ طرا نکلے

کونسی زیست کی صورت ہی یہ عین رنج و تعب
جان پر بہیڑ پڑی ایسی کہ گہبرا نکلے

ایک بوسی کے لیے زلف میں الجہی ہی ہم
نہ کٹی پاؤں کی بیڑی نہ تمنا نکلے

ہاتہ دہو بیٹھی ہی جب اس لذت دنیا سے فقیر
نعمت کیسی وہ مکان منہ کا نوالا نکلے

ہمسے بڑہ کر نہ کوی ہوگا تمہارا گاہک
ایک یوسف کی خریدار زلیخا نکلے

طاق بیٹھی وہ بطامی صفت او ڈری اور تہی
مست کے منہ سے ہر اک بات لطیفا نکلے

قدر بیقدر کی بہی وقت پہ ہو جاتی ہی
ایک کوڑی بھی غرض پر در یکتا نکلے

ہمسے کس فرق سے بیٹھی ہوی ہر گنبد پہ لگکر
مانگ سیدہی کبھی غیرت لیلا نکلے

ایک سا حال محبت کا نہ دیکہا ہمنے
کہیں قطرہ نظر آئی کہیں دریا نکلے

بحر ہم میکدہ عالی لب کوثر پہ نچے
نا او یار وہ نکلی کہاں آنٹ ہی کہاں جا نکلے

سوز پروانہ بہلا مرغ سحر کیا جانے	۵۰۲	غنچے کے دل کی لگی کوی بشر کیا جانے
جہانکتا ہی کوی دل میں کہنچا جاتا ہے		چشم روزن یہ لگاوٹ کی نظر کیا جانے

[illegible]

گنبد کیا نوک مژہ ہی کسلیے نشتر بنے
کیا برش جاتی رہی ابرو کی جو خنجر بنی

زیب تن ہر جزو تن ہی سر سی لیکر پاؤن تک
جملہ اعضا ہر بشر کیواسطے زیور بنے

بیچتے پہرتے ہین اپنا دین ایمان آبرو
جب سے آدم ہوی محتاج سوداگر بنے

یہ دعا ہر دم ہی مجہہ میخوار عالی ظرف کے
چرخ گردان خم بنی دور جہان ساغر بنی

یار کے ہاتہون ہمارا خون ثابت ہو گیا
خط کف دست حنائی کی خط محضر بنی

جوش خون ہوا نو نکا کچہہ رنگ لائیگا ضرور
کیا سبب کیون بیڑیان ٹوٹی گئین خنجر بنی

کیا ضیائی حسن ہی جہمکا ثریا ہو گیا
اوپ کا نوسے ہی بسی گہر اختر بنی

خانہ ویرانی ہی قسمت مین کہان آباد ہون
اوسطرف نکلے سٹرک اپنا جہان گہر بنی

لیچلے ہی شامت اعمال کو سی یار مین
غیر کا سایہ نہ ہیری واسطی اژدر بنے

باعث شیرین لبی ہی پان کے لاکہی کا رنگ
آگ پر جب تک نہ رکہی جای کیا شکر بنی

جب بہار آئی ہوا اسد رحمہ میخوار کا جوش
تو بلین کا لوٹ دل گو روکیے دل کا تنر بنی

عہد عشرت مین بشر کی پرورش کیونکر نہو
جب پدر گرد ون بنے دنیا مجی ان مادر بنے

کیون کسی نا قدر سیم اندام پر پروانہ ہون
جلیے ایسے پہر کہ پہر اکسیر خاکستر بنی

اپنی کہتے ہو غضب ہی اور کی سنتے نہین
کان بہری کر کی صاحب کیا زبان آور بنے

چاند کو حسرت ہی گل تکیہ بنی محبوب کا
چاندنی کو آرزو ہی سیج کی چادر بنی

کیا تعجب ہی کوی مرتد جو بن بیٹہی امام
بنگئے کتنی خدا کتنے ہی پیغمبر بنے

نیک طینت کسطرح جسسے کیجیے بدا صل کو
غیر ممکن ہی کہ رانگا سیم تا نبا زر بنی

ردیف الیاء

ہی داغ دل اپنا ہی آتش فرقت
لگا تو شوق سی تیغ سیاہ ستاب اپنی
کہان یہ بات تری کہان یہ رنگ پیرو
بلائی لب سی تری پنکہڑی گلاب اپنی
یقین ہی وہ نہ جائیگا نہ برنگی مین
بہڑی دکہائی مجہی دیدہ پر آب اپنی
سمند عشق جنازہ روان سوار اپنی

مجھے بھی چین ہو برسا تین کوئی غم بحجر
جو بدلی گھر سی مری کوٹھری حباب بنی

زر ہو کیا قارون کو راہ عدم کی روشنی
سے میلی ہوتی نہیں وام و درم کی روشنی

اے امیر لیجیو بذل و کرم کی روشنی
گور کی گھر میں نہیں تیغ و علم کی روشنی

بادۂ گلگون شفق جام بلورین آفتاب
بزم رندان میں ہی ساقی تیری دم کی روشنی

فی الحقیقت دانہ تسبیح چراغ افروز ہے
آنکھ کا تارا ہوئی خال صنم کی روشنی

شمع رونکی تجلی کا کوئی خواہان نہو
شمع روشن ہی تپنگو نکو ستم کی روشنی

آج بھی اہل جنون کے ڈھیر میں تاثیر ہے
جل اوٹھا جنگل اگر غولان کے کم کی روشنی

کفر و اسلام اوسکے دو چراغ ہیں تو سمجھ
جلوۂ محبوب ہی دیر و حرم کی روشنی

چشمۂ حیوان ہی ظلمت میں خضر آگاہ ہی
اے سکندر ساتھ لی اوسکی کرم کی روشنی

دیدۂ بلبل سے دیکھا چاہیے لطف بہار
ہر چراغ گل میں ہی باغ ارم کی روشنی

برق پرتو ہی نقاب چہرۂ پر نور کا
چاندنی ہی یار کی نقش قدم کی روشنی

روغن اشکونکا چراغ داغ کو درکار ہے
روشن آنکھونکو نہیں دیتی غم کی روشنی

کیون اسیر دام ہوتا ہی بشر بہر فروغ
دام تاریکی ہی آخر کو درم کی روشنی

خانۂ زین چراغ صبحگاہی روح ہی
ایکدم کی روشنی ہی ایکدم کی روشنی

کار آتشباز کرتی ہی طبیعت بحر کی
پہلجھڑیکو مات کرتی ہی قلم کی روشنی

ہی اگر اقبال اپنا کیا کریگی زلف یار
کیون فریدونکو نہ کاٹا افعی ضحاک نے

باغمین دولت لٹاتے آئی ہی فصل بہار
گل نے زر پایا تو کہا ہو نکا تاک نے

یہ صنم چلکے جو ہم چسپیدہ انسے ہوگئے
ان کہلو نوکو دیا روغن ہماری خاک نے

تار بخیہ کیون ہماری زخم تک آتا نہین
سوئی کے ناکے پہ روکا کس گریبان چاک نے

سیری مٹی کو اڑا کر لیچلا وہ شہسوار
جست دیکے مجکو فرس نے پڑی فتراک نے

ڈہونڈہ کر چٹکی بالو نمین نکالینگے کمر
موشگافی کی اگر آئینہ ادراک نے

مرگیا مین عاشق چشم آہو ونکو دیکہکر
مجسمے کی رو یاہ بازی شست حسناک نے

کیا کہون ہمر گشتگے جب سی کہ مین پیدا ہوا
اپنے گہر ہین بالا گردش افلاک نے

کیا انتراکت ہے کہ پڑجاتی ہین دور و نکے نشان
کپڑی جب پہنی بدن اوتہ گیا پوشاک نے

آب زر رکھتا نہین کیا کچھ فیاضی کر
ورنہ دریا کو بہی روکا ہی کہین امساک نے

آنکہہ مین یہ کی رخنہ گری ستنظر ہی نے — ۵۰۸
مژگان کیا پتلے کو پریشان نظر ہی نے

سمجہا مین کبہی رشتہ گل گاہ رگ گل
دہوکی دیے کیا کیا تری نازک کمر نے

جسجا کہ اوڑا اوس نگہ مست کا شہبا
پر بیضہ مینا سے نکالی نہ پری نے

تقدیر جو پہیری تو اپنے نسے ہو فیض
زخمی کو دیا آب زخم کی تری نے

بادام کے تقلو نسے ہی ستہ بہر یا ہی
ای خال لب یار تری تلشکر سے

رفتار اوڑائی ہی کسی شاک تو گر
کچھ پاؤن نکالی ہین جب کبک دری نے

ردیف ہائے ہوز

بچھڑا کم نہ گھڑے بھر بھی محبت ہوگی
دلکو دنرات دکھایا کرو کیا ہوتا ہے

جادۂ راہ عدم ہوگئے چیتی مجھکو
کمر یار پہ وہم میرا فنا ہوتا ہے

لوگ صندوق لیے جاتی ہین مجھ کسطرف
کوئی قیدی بھی تو زندانسے رہا ہوتا ہے

حضرت عشق چھپینگے نہ کسی تنگ مین مجھ
کیونکر الف کھینچ کے انگشت نما ہوتا ہے

۵۱۰

دلکو چھینے ہوے دلدار لیے جاتا ہی
مفت یہ مال خریدار لیے جاتا ہے

دم نکلتے ہوی آنکھونسی بہت دیکھا ہے
آدمی حسرت دیدار لیے جاتا ہے

سر ٹپکنے کو بھی سنگ در دلدار بہت
کیوں جنون جانب کہسار لیے جاتا ہے

حسن کیا جنس ہی مجمع ہو خریدارونکا
ساتھ ساتھ اپنی وہ بازار لیے جاتا ہے

اوسکے بازار کرم کی جو سنی ہی تعریف
جنس عصیان یہ گنہگار لیے جاتا ہے

کیا خطا پاؤنکی دیکھی دل سودائی نی
طرف وادی پرخار لیے جاتا ہے

روشن اعمال سیاہ راہ عدم مین ہونگے
سفری ساتھ شب تار لیے جاتا ہے

اے مسیحا تجھی کچھ میری خبر ہی کہ نہین
گور مین عشق کا آزار لیے جاتا ہے

قطعہ

بادہ نوشی کا زمانی مین ہے کیا دور رادو
تخم خربیکو ہے میخوار لیے جاتا ہے

بیچکر اپنا عمامہ کوئی پیتا ہی شراب
رہن کھینی کوئی شلوار لیے جاتا ہے

ساتھ لیجا نہین سکتا ہی متاع دنیا
اک کفن مردم زردار لیے جاتا ہے

پھر مجھی بادبہاری نے اوڑایا دم مین
پھر یہ جھونکا سوی گلزار لیے جاتا ہے

[illegible]

بحر کی سنکے عارفانہ غزل
شاہ دریا کو حال آتا ہے

۵۱۲

تڑپنا کون بسمل جانتا ہے — اسے کچھ میرا ہی دل جانتا ہے
دیار عشق کا جو ہے مسافر — لحد کو پہلے منزل جانتا ہے
نہ کہہ مرتا نہین کوئی کسے پر — اسے تو کار مشکل جانتا ہے
سپے دنیا ہی زیور علم واعظ — وہ مصحف کو حمایل جانتا ہے
مس دلکو کیا ہے صاف جسنے — زر خورشید مین ظل جانتا ہے
سمجھ بطلق نہین اہل غرض کو — کیسے محتاج سائل جانتا ہے
اوسیکے واسطے نشو و نما ہی — جو دانہ خاک مین مل جانتا ہے
بتو تمسے خدا محفوظ رکھے — تمہاری دلبری دل جانتا ہے
وہی ہے سلسلہ آزادگی کا — جسے مجنون سلاسل جانتا ہے
محبت ہی جسے وہ داغ دلکو — رخ محبوب کا تل جانتا ہے

فقط اوسکی عنایت ہی لیے بحر
جو مجھ ناقص کو کامل جانتا ہی

۵۱۳

جو بوی گل کا قفس تک گزار ہوتا ہی — تو ایک تیر کلیجے کے پار ہوتا ہے
حصول کچھ نہین نشو و نمای دنیا سے — درخت پہل کے بہت زیر بار ہوتا ہے
ہلال با محرم سمجھ کے روتا ہون — کبھی جو یار سے خالی کنار ہوتا ہے

[illegible]

طریق ظلم سے باہر نہین قدم اونکا
وہ چال چلتے ہین دل پایمال ہوتا ہے

[illegible]

قیامت آپکی وعدیمین طول کھینچتا ہی — گرو نکا ماہ مہینی کا سال ہوتا ہے
ہلاک ہوتی ہیں زر کے لیے بنی آدم — عزیز جان سی بھی ٹکے مال ہوتا ہے

نہ ہوگا آنسو ؤنسی زعشق کم ای مجھے
کہ اس لگے کا بجھانا محال ہوتا ہے

۵۱۵

غریب سرو ہم مفلس کا مال ہوتا ہے — ذلیل اہل غرض کا کمال ہوتا ہے
دل اب نہ دیجیے تو انفعال ہوتا ہے — دراز زلف کا دست سوال ہوتا ہے
پھڑک پھڑک کی نکلتا ہی تن سے طائر جان — بہت برا یہ محبت کا جال ہوتا ہے
وہ انگلیاں ہیں کہ پچکاریاں شہاب کی ہین — اسیر رنگ کفک سی گلال ہوتا ہے
ہمارے آپکے صاحب جلے کٹی نہ ہے — سرور غیر کو ہمکو ملال ہوتا ہے
عیان کرامت بنت العنب ہی ساغر سے — کبھی یہ بدر کبھی یہ ہلال ہوتا ہے
ثمر کا ثمرہ زمانی مین سنگساری ہے — درخت پھل کی یہان کیا نہال ہوتا ہے
ابھی جو یار سولاتا ہی اپنی ساتھ مجھی — شبوں کا جاگنا خواب و خیال ہوتا ہے
موافقت کی وہ ہمسے کلام کرتی ہین — مزاج مین جو کبھی اعتدال ہوتا ہے
مقابلہ تری آنکھ سے کر نہیں سکتا — ہرن شرط کے چہرے سے حلال ہوتا ہے
جنون عشق وہ شے ہی لباس تن کیسا — ہر ایک بال بدن پر وبال ہوتا ہے
سمجھ کی عاشق زار اپنا وہ پری خسا — مجھے جو دیکھتا ہی زر و لال ہوتا ہے
بوقت نزع وہ آئین تعزیہ کھے کوئے — غم فراق مین یکھ خیال ہوتا ہے

کہے ہین کب فرس بے لجام ہوتا ہے		چلا ہی گور مین لیکے مجھے تن بیجان
سیاہکار یہ نکا انتقام ہوتا ہے		ہر ایک لف کی لٹ سانپ کی ڈستی ہے

رہے نہ نگین طبیعت مین شاعری کنندہ
اسے نشانسے ای بحر نام ہوتا ہے

۵۱۷

آراستگی بڑے جلا ہے	پتھر کی بغل مین آئنا ہے
مجکو بیہے آپ سے گلا ہے	پوچھا نہ کبھی کہ حال کیا ہے
اللہ رے حسن کے لگاوٹ	داؤ در قیب اور یا ہے
کھوٹے ہین طلای رنگ والے	اس سونے کو بار ہا کسا ہے
بالونکی گھٹا تلے ہین جھالے	منہ موتیون کا برس رہا ہے
تقدیر مین آگ لگ گئی ہے	عالم سے جگر جلا بھنا ہے
پیری مین ہے حرف زندگی پر	جو قد خمیدہ ہی وہ لا ہے
پیتے ہین شراب ما بدولت	ساقی بطے نہین ہما ہے
مین دوڑ رہا ہون اوسکے پیچھے	جو سایہ سے اپنی بھاگتا ہے
بیمار ہون خوب صورتون کا	حسن یوسف مری دوا ہے
باریک کمر سے کیا ہی اوسکے	تلوار مین بال آگیا ہے
بھونپر جو دوپٹے کا ہے لچکا	پٹھا تلوار پر چڑھا ہے
کمر یکا کھلا ہے در سر راہ	معشوق بغلمین ہی یہ کیا ہے

اپنا ہی اتنا جو صلا ہے
اس رخ مین بھی بناو ہے
آنکھو مین وہی کھٹک رہا ہے
پچھن نہین کوی اپنی دلین
شاہون ہو فقیر کے دعا ہے
دولت سے کبھی نہ سیر ہونا
کیا جسم نزار خار یا ہے
دم سینہ سے کیون نہین نکلتا

ردیف یائے تحتانی

۵۱۹

تمہارے مقابل قمر ہی تو کیا ہی
تجلی اگر طور پر ہی تو کیا ہے

کئی داغ اسمین کئی زخم اوسمین
یہ دل ہی تو کیا ہی جگر ہی تو کیا ہے

ہی اک نان داغ تحیر بغل مین
غریبونکا زاد سفر ہے تو کیا ہے

مقدر رکے چشم عنایت ہو سب ہے
ستارے کی ٹیڑہی نظر ہی تو کیا ہے

قطعہ

ڈرین اہل دولت فقیرونکو کیا ڈر
فلک سیر اوشیمن اگر ہی تو کیا ہے

اثاثہ نہین جسکے جانی کا غم ہو
گہروندا ہی مٹی کا گہر ہی تو کیا ہے

نہ کچہ دستگیری نہ کچہ حال پرسی
کسیکو کسیکی خبر ہی تو کیا ہے

خدا آبرو اہل جوہر کی رکہے
وگرنہ خذف ہی گہر ہی تو کیا ہے

حقیقت نہین نام ٹہیرا لیے ہین
دہن ہی تو کیا ہی کمر ہی تو کیا ہے

اگر حسن ناز و ادا سے ہی خالی
پری ہی تو کیا ہی بشر ہی تو کیا ہے

کوی ایسے دولت کا خواہان نہین ہے
ہی قارون کیا مال و زر ہی تو کیا ہے

اگر زندگی ہے تو بچ جائینگے ہم
تڑپ لو کو آٹھون پہر ہی تو کیا ہے

اگر بے اثر آہ سوزان ہی اپنے
دہوان ہی تو کیا ہی شرر ہی تو کیا ہے

نہ شعر گوئی پر اے بحر نازان
کوی پوچھتا ہی ہنر ہی تو کیا ہی

۵۲۰

شکوہ نہ رقیبون سے نہ جانان سے گلا ہے
مجکو فقط اپنی دل نادان سے گلا ہے

یون خاک بسر مجکو نہ کرنا تہا جہان مین
ای یار تری الفت پنہان سے گلا ہے

دیار عاشقی کے بود و باش اچھی نہین یارو
وہ آنکھین ملا دالی ہین جبھی جب تر چشم حسرت بین
نہ کہا الو وہ دامن عاشق گریبان کیو ایوعظ
مزار ان مین نہین ہے خانۂ دنیا کی آرایش
کناری حوض کوثر کے ہم عصیان سی او ترینگے
نیہ پوچہو جو مصیبت ہم پہ گذری ہے شب فرقت

یہ آفت خیز نگہی ہی یہ شیوہ انگیز کہڑا ہے
غزالونکو سگ لیا ہی جگہ کار و نکو کہڑا ہے
ٹپکنا آنسوونکا داغ عصیانکو پڑا ہے
مری پر فیصلہ ہی جیتے جی سارا بکہڑا ہے
پیالہ تیرا ایسا قی گنہگارونکا بیڑا ہے
لحد کہدوا کی پاٹی ہی کفن سی کا اوڑا ہے

سلامت یار اور تر ناہی تو بس اپنی کنارہ کر
ہوا اسمین مری ہی بحر طوفانی پہ بیڑا ہے

۵۲۲

کعبہ اک جسکی ہی محراب وہ در اوسکا ہی
شوق دیدار جو منظور نظر اوسکا ہے
صفت روح مری دلمین گذر اوسکا ہے
روح کو دخل نہین دلمین گذر اوسکا ہے
عشق وہ نخل ہے آسیب سے سایہ جسکا
دل بکدر ہی مراشیشۂ ساعت کیطرح
وہ پری رو ہے سپید او رسیہ کا مختار
لاکہ تلوار کوئی کہا ئی تکلف کیا ہے
اسمین ہی سنتے ہین یہی کہتے ہین

خلد ہے جسکا جلو خانہ وہ گہر اوسکا ہے
ہم جدہر دیکہتی ہین جلوہ ادہر اوسکا ہے
صورت نور سحر آنکہ مین گہر اوسکا ہے
اوسکی دربان ہے یہ در یہ گہر اوسکا ہے
دار شاخ اوسکی ہی منصور ثمر اوسکا ہے
اک گہڑی خوش نہین غم آٹہ پہر اوسکا ہے
زلف شام اوسکی ہی رخسار سحر اوسکا ہے
جو کہ ابرو کا ہی وار جگر اوسکا ہے
کل مقام اوسنی کیا آج سفر اوسکا ہے

ردیف یای تحتانی

مال کیا مال ہی جن حسن کا طالب ہون مین

منہ پھیر پھیرا دم لگا کے بھاگا جسے
فکر کرنے کیجیو سلیمان خالی کی پیتے میں تماشا کیا ہی
اوہ گئی سینے کی اجار نقش سفری غافل
نازنخوان کہاون بیتہ سیر تجھے بیٹھا کیا ہی

غوطی کہاتا ہون میں قطرہ مین فکر سخن
تجھے جب جوش پر آتا ہوں دریا کیا ہی

ایک پہرہ جسم سارا خوب ہی
ایسے مکھڑے بلائین
بھولا بھولا پیارا پیارا خوب ہی

ردیف الف

یہ محبت ہی کہ آزار ہی کیا ہوتا ہے	نیند کو روتے نہین یا ترک غذا کا غم کہاؤن
سیر عیسیٰ سے وہ بیزار ہی کیا ہوتا ہے	جسکے دیدار سے صورت ہی جینی کی

تجھ ڈوبی ہوئی ہو جسکی محبت مین تم
وہ بہت بد ہی بد اطوار ہی کیا ہوتا

خط ہی اکسیر کے بوٹی اوسی پیدا کیا ہی	۵۲۴	باغ سبز اوسکو کہتا ہو نہین ہوتا کیا ہے
مغفرت ملک اپانی ہی اجارا کیا ہی		اپنے اعمال ہون مقبول بھرسا کیا ہی
آج مرضی مبارک مین آیا کیا ہے		پاس بہلاتے ہو مجکو مرا رتبا کیا ہی
حال کھلجا ہی کہ تقدیر مین لکھا کیا ہے		نامہ بر آ ہی کہین لیکے جواب نامہ
شاہی قفل ہی ورد آیہ مین کھٹکا کیا ہے		جہانکتے ہی نہین یار اوس کی گھر مین تجھ
بو نہین کیون تخم محبت ہمین پڑا کیا ہی		ہمنے پہلتے ہوئی دیکھی کسیکو الفت
میری خلقت کا خدا جانی نتیجا کیا ہی		نہ تو دنیا مجھے ملتی ہے نہ عقبے مجکو
لب جان بخش تم کہتا ہی مسیحا کیا ہے		یوں جو مریم کو اب اوس چشم حیا پرور سے
شب گیسو مین قمر ہی کہ وہ مکھڑا کیا ہے		بیخشاخہ ید بیضا جو دکھائی دیکھو
مجاہی یہ قدم مارا تو پیدا کیا ہے		شمع فانوس مین کیسین آگئے تمہاری لگی
تیری تارون کے گرہ مین شب یلدا کیا ہی		ٹکڑے ہیرے کی بندہی ہون تجھ کہلادی مجکو
جان کاٹنی کی اتی پیہ بہرسا کیا ہی		بچ کے گئی ہی وہ قطرہ دلمین جیون یا نہ جیون
خط تقدیر اسٹ ہی یہ مجکو کیا ہے		پھر ملونگا جو ملاقات ہی اوس سے لکھی

سب کی محفل مین کہتے آتی نہین
عیب ہے آنکھ مین گذرا خوب ہے
دونون آنکھین قاتل عشاق ہین
ابھی مژگان صف آرا خوب ہے
چپ ہیں ہم سے کیا سبب یہ خوب ہے
دنیا تارون مین ستارا خوب ہے

[illegible]

مانگ بالوں میں ہی کیا ہی آبدار		ڈوب مرنے کو یہ دہارا خوب ہے
	آبرو جاتی رہیگی آپ کی بحر اب وہیں سی کنارا خوب ہے	

۵۲۶

ہمارا عشق کامل ہے جو غم کھاتے نہیں لذت ہے
تیوروں کا شکوہ اپنے دین میں کفران نعمت ہے

تو ہم سے نہاتا ہے بدن میں یہ لطافت ہے
جسے وہ میل سمجھا ہے وہ باطن کی کدورت ہے

کمر باندھی ہے ان نے پر تمنائے شہادت ہے
حسام یار کی سبزے گلے ہو تو نبت ہے

لکھا قاتل نے سیر نامہ پر لکہ فادار ہے
یہ صد پارہ بدن سو پارچے کا انکو خلعت ہے

جب اوسنے بات کی ہمسے جلکی آئی خم مہر
عقیق لب ہمارے یار کا سنگ جراحت ہے

یہ گستاخی ہے نرگس سی اگر تشبیہ دوں اسکو
وہ مخمور سیہ آنکہ اوسکی کہ حور اپنی خدمت ہے

یہ حسن و عشق دونوں سمجھے ہیں ہم خلقت سے
جنم تیرہ ہمارا مصحف عارض کی سورت ہے

وہ سودا بیچنے نکلا ہوں بازار قیامت میں
کہ ہر پلہ ترازو کی گل کا چشم وحشت ہے

کچھ اندیشہ نہیں کچھ بھی محبت میں قدم رکھیے
خضر ہے تنگ سبزہ اسکا جا وکیلی الف ظلمت ہے

خریداری کسیکے کیجیے دنیائے فانی میں
پڑا اوٹھتے بیٹھتے ہی جو بین سودا غنیمت ہے

بصارت ہو تو ہر ذرہ پار نگاہ جانان ہے
ہر اک خط شعاع مہر انگشت اشارت ہے

حباب آسا ہوا عشق جانی کی نہیں سر ہے
جنون عشق باقی ہے جو اپنا سر سلامت ہے

	سنیں جب ہر شناس ای آتش سیری چند شعر و شکو عقیق لکیے تک ہیں ستایش انکی قیمت ہے	

کیا کیا عذاب گور میں ہے تمہیں دیکھیے		گٹھری گناہ ہوگئی مرزے کی پوٹ ہے
مختار ہیں وہ لکھیں لکھیں جو اب خط ❊		صاحب کو روز اپنا عریضہ پوسٹ ہے
جوع البقر ہے مگس خوان اغنیا		میں کم غذا ہوں مجکو تو ہلکا بہی ٹوسٹ ہے

شاہین فکر طایر سدرہ شکار ہے
ای بحر نسر چرخ نگاہوں میں بٹ ہے

مدت سے دلمیں درد ہی ہجر کا علاج	٥٢٩	پوچھا کبھی نہ آپنے کیسا مزاج ہے
نسخے میں اب یہ چاہیی خطمی لکھی طبیب		صحت کی کیا امید مرض لا علاج ہے
ہم عاشقوں نے ظلم بتاں کچہ نپوچھیے		ان کافروں کا آج زمانہ میں راج ہے
اکسیر مجہ فقیر کی نظروں میں خاک ہی		حاجت روا جو تو ہی تو کیا احتیاج ہے
قاضی کو سب سے بڑہ کی تلاش معاش ہی		غلے کی آرزو ہے تو ڈاڑہی جہاج ہے
سرکار کا ضرور ہی نذرانہ عید کو		عامل نہ صیام ہی فطرہ خراج ہے
سیرت کیطرح اپنی نہ صورت بگاڑیے		سب لوگ یہ کہینگے ہیولا مزاج ہے
فایق ہی سلطنت سے شفقت کا مرتبہ		مٹی کی ٹوکری بہی جو سر پر تاج ہے
کیا کیا فریب تی ہیں وٹی کیواسطے		سچ کہتے ہیں مخرب آدم اناج ہے
وہ ملتفت ہی غیر سے میں بیقرار ہوں		ہیں اوسطرف اشارے ادہر اختلاج ہے
ہم تم میں ہی ملاپ تو نہیں اندر ان ہے		جیساکہ عنصروں میں بہم امتزاج ہے
یہ سنگ آستاں ہے مجھی تخت سلطنت		سایہ تمہاری دامن دولت کا تاج ہے

بانگ اذاں سے قلقل مینا بلند ہے
[illegible]
چھت بھی اصلاح نہیں ہوپ ہیں اوسے
بالا فرق ابر کا نکتا بلند ہے
پانی پلا کے گردن مینا بلند ہے
[illegible]
عیسی سے چار چند تری جا بلند ہے

ردیف الجیم

۵۳۱

تیری ابرو کی لکہیتی اگر ای یار بندہی — گر قافیہ شعر مین تلوار بند ہے
یاریوں زلف سیہ مین دل ابرار بندہے — جسطرح پاؤن مین ہاتہ کی گنہگار بند ہے
چاک ہو چادر مہتاب فلک کے ہاتہون — ٹہیونسے جو ہمارا تن افگار بند ہے
عاشقون پر نہ کہلے جادۂ صحرای عدم — ای صنم تیری کمر مین جو نہ زنار بند ہے
جسم کے خاک نہ ہو جہون قبا مین ان نصیب — پیچ قسمت کے فراہم ہون تو دستار بند ہے
وہ قمر چہرہ اگر مائل گلبازی ہو — گل خورشید کا گیند کی طرح تار بند ہے
یہ نقاہت ہی کہ از بسکہ ہی شدید — اپنے تعویذ کی ڈوری مین ہی بیمار بند ہے
ڈہیلی آنکہوں کے گئی سنگ فلاخن کیطرح — گردش بخت سے یون آنسوؤن کے تار بند ہے
قد کی اوصاف رقم ہوتی ہین یعنی انہین — ایک الف کی یہ حقیقت ہی کہ طومار بند ہے
اپنی انگیا کی کٹوری نہ دکہاؤ مجکو — کہین ٹہرتی ہی ہوس مین یہ سیہ خوار بند ہے
سیر کو نکلے گل اندام ہوا دارون پر — تیری کیونکر نہ ہوا سوسم گلزار بند ہے
متوجہ ہی کہ ہر بار کہان آئی بسنت — کسکے گلدستی مین اوسکی گل رخسار بند ہے

بندش قافیہ ہو شعر مین اس حسن سے بحر
ابرو یار کا دہوکا ہو جو تلوار بند ہے

۵۳۲

پس کے مرجائینگے جو ڈرا نہ خبردار بند ہے — ایک اک بال مین سو سو مین گنہگار بند ہے
جو محبت کا طلبگار رہی دیوانہ ہے — یہ دہ سودا ہی جسے لیکے خریدار بند ہے
یقین ہین کہ نگونسار ہوں لشکر کے نشان — پلکین ایسے ہین صف جنگ زنہار بند ہے

عیاں ہی نزاکت سی انداز قتل
کری ہی کمال صاف تلوار سے
محبت سے ہیں ہر لازم ہی کم
عشق سے کہتے ہیں آزار سے
گل ہی تجہ بن بار ہی ہر ذرہ اشکبار ہی
ہم فراق یار سے جان ہی بیقرار سے
زندہ نہین ہین مردہ ہون جان ہی بلبل ہم وہ ہون
کری عاشقی سے کیا گل کیا ہی تو وصل
ابنا ہی نہین وہ ایک جسکو نقش یکھا ہی
عاشق دل ہون ہین بیج والم قبول ہین
سینے کی داغ بہول ہین عشق کی
خاک مین ہی ہون بیقراری ہی اشتیاق یار
صورت نقش پا فراز دیدہ انتظار سے
پوچہتے کیا ہو وہ تمہاری میرا گہر
دیکھتے کیا ہو کیا ہو یارستم شعاری
شاہ و گدا سر خراج ہی پانی کی بھی تاج ہی
عشق مین کسکا راج ہی کو نسا یہ یار ہا

ردیف حای حطی

برش ان آنسونکی ہو چمین ہی آب خنجر کی
نہ سایل ہو کسی سے آدمی اللہ رازق ہی
مری آہ فلک فرسا ہی گویا آفت ار ضے
تمہاری منتظر کی آج یہ صورت نظر آئے
ہم اوسکے قدر کو گلدستہ کہین نا بینا سے
جگر اک لیگیا و لکا ٹری ہین جان کے لالے
کسے رشک قمر کی عشق مین جلتا ہی دل اسرار
نہ محفل مین قدم رکھین اگر کوئی خلش رکھی

زرہ پہنی ہی مچھلی اور کچھوا ہی سپر باندی
قناعت سیکھی آئینی سے تہ پر پیٹ پر باندھے
حصار اپنی لیی کینہ نکر نہ ہالی سے قمر باندھے
کہ تہرائی ہین آنکھین ٹکٹکی سے ہو گئی باندھے
کھڑے ہین جسکے آگی آج گلدستی کمر باندھے
کہین حنا وہ دست بردید نہ کیا باندھے
عجب کیا ہی فلک پرا وڑ کی نالہ شرر باندھے
نہ جائین باغچین ہم باغبان کے ہنکا اگر باندہے

لڑینگے بحر کیا ان مان چشم گریان سے
یہ کس سیج موجہ و گرداب مین تیغ و سپر باندہے

دل سوختہ رشک گلزار ہے
وہ زندہ ہی جو کشتۂ یار ہے
لٹائیگا گہر کو جیسے یار ہے
رہی عشق مین خاک بر سر ہین ہم
کوئی روی رنگین پہ مائل نہ ہو
دکہاتے ہو آتش مزاجی کسے
اگر اوسکے گفتار جان بخش ہی

۵۳۴ ہر اک داغ مشکین وفادار ہے
وہ سالم ہی جو اوسکا بیمار ہے
سروہی ہر اک اوسکی دیوار ہے
بگولا ہمارا جلو دار ہے
یہ گل آج ہی اور کل خار ہے
یہ پروانہ جلنے کو طیار ہے
تو عمر روان اوسکی رفتار ہے

چاہیی راضی رہون اوسکی رضا پر طرح
مجکو میری راستی مقصود تک پونہچا ئیگی

کسلیے دیتا ہی نقش داغ فرقت یار کا
وہ نون لفین سانپ بن کر مجھی ڈس جائینگی

رکہ لون ہم داغ اوّل پر جو دی داغ گر
توڑ بی باروت کر سکتا نہین تیر تفنگ

در دو غم کیا ہمت اگر وہ دیکھون رکار ہے
تیر کو سوی ہدف کیا بہتہون رکار ہے

کب مجہی تسخیر شمس چرخ دون درکار ہے
جلد خط رخسار پر نکلی فسون درکار ہے

اتنی مہلت تجہی کی گردون رکار ہے
آہ کی تاثیر کو سوز درون درکار ہے

بہیک مانگیسے نہین ملتی ہی ولتی رحم سے
بحر سائل کو پیالہ وار گون درکار ہے

۵۳

دیکہ آنکہون میں اگر کچہ معرفت کا نور ہے
حسن بینی کا ہماری آب و گل مین خمر ہے

جب پلک جہپکی قطرہ کا غش ملین جہپکیا
سنگساران محبت کے ہین کیا تہو نصیب

یار سے حرز خیر کوئی امر ہونیکا نہین
پاؤن پہیلانیکا اب موقع نہین بلکہ آئیے

کیا فقط آنکہین لیعہ دکہتی ہین شکل حرم
ہمنوالہ کیا فقیر وسے ہون دنیا کی امیر
بدلی دو لتکے ہم استغنا سی لالامال ہین

گر یک شب تاب ہی سہی چراغ طور ہے
اپنی آنکہون مین قع مٹی کی پری بہی حور ہے

دیکہنے مین آنکہ بہنور اسی ہی پر نور ہے
جام آنکہون کے ہین ستے لکا شیشہ جور ہے

ہم بہی طالب ہین اوسکے جو اوسی منظور ہے
پاؤن لٹکائی لحد مین عاشق رنجور ہے

ہدی ہدی ہین فراق یار سی ناسور ہے
فقر کی نعمت سے خالی کاسہ فغفور ہے
ہاتہ خالی ہی تو ہو دل تو سہانا سعی ور ہے

کون سنتا ہی کسیکی بات جب ہوتا ہی غل
کاغذوں کی کٹتی ہین جب تم بڑہاتی ہو پتنگ

درد دل کس سے کہون تیری قسم کا شور ہے
چاند تارہ ہی تمہارا چاند تارا ڈور ہے

بحر کو چشمون ہی بڑیاں سیکہا ہین
روک لین دریا کو جو چشمین کتنا زور ہے

خفیف یار کے دانتون سے سلک گوہر ہے
نہ پڑ عذاب مین اے روح چل نکل تن سی
جو تیری سست ہی عشق ہی الفت نہیں سامنے
وہ جیسے تاڑ گئی ہین ہماری یار کی آنکہ
نہ بیچ جیسے جو فلک نی دیی ہین داغ ہمین
خدا نے دلکو وہ رتبہ دیا ہی جسکے حضور
ضعیف و زار ہون ایسا کہ کچہ نہیں معلوم
ہمارا سنہ نہیں پڑتا ہی بوسہ لب پر
رہی نہ عشق مین طاقت کسیطرح کی مجہی
مری خمیر مین مستی ہی روز خلقت سی
گسیکا روی عرقناک جسنی دیکہا ہی
یہی دعا ہی کہ اللہ آبرو رکہ لی
اگر نہ روئین آنکہین تو خاک جہونکو مین

۲۳۹ گہر مین آب نہیں ہی پسینی مین تر ہے
یہ بارگاہ عناصر فساد کا گہر ہے
بہشت میکدہ جام شراب کوثر ہے
بگاڑ پر ہی طبیعت مزاج مین شر ہے
نہیں ہے مرغ دل اپنا گلی کبوتر ہے
نہ جام جم ہے نہ آئینہ سکندر ہے
پہ شست خاک ہی اپنی کہ گرد بستر ہے
خواص ہر کی جسم مین ہین وہ شکر ہے
نہ زور بازو نہیں ہی کیسی مین زر ہے
لہو یہ نہیں نہیں ہی شراب احمر ہے
غریق عشق ہون قطرہ مجھے سمندر ہے
صنم سی آنکہ لڑی ہی نظر خدا پر ہے
یہ ورا شک نہیں عاشقی کا جوہر ہے

۵۴۱

وہی بندہ ہی علایق سے جو آزاد رہے | یاد مولا کی رہے اور نہ کچھ یاد رہے

عشق کے اپنے اسیرون پہ جو امداد رہے | طوق قمری سے کوی سرو نہ آزاد رہے

ہمصفیرونکو مبارک ہو نئی فصل بہار | آشیانے رہی او جبری قفس آباد رہے

صید لاغر ہون نہ خاشاک مین چھپ جاؤن کہین | ٹٹی عینک کی لگائی ہوئی صیاد رہے

محو گلگشت رہا وہ گل خوش قد جبتک | نیچے اسکی صنوبر ہی نہ شمشاد رہے

صحن مین آنسوونکی نہر روان رہتی ہی | کیا بھلا خانہ عشاق کی بنیاد رہے

عاشق زار ہون کیا اسکے سوا اور کہون | جسنے برباد کیا مجکو وہ آباد رہے

دلمین کھینچا کیے تا عمر خیالی نقشے | عمر بھر یار کی تصویر کی بہزاد رہے

زلف جال اپنا اوٹھا رکھی جو بن ہا | اب وہ بلبل نہ رہی ہم نہ وہ صیاد رہے

کبھی نالشن نہ سنی او رہون غل مین | پنبہ گوش ہمارے لب فریاد رہے

باڑہ دیتا ہی رخ و زلف کو بوٹا سا وہ قد | گل کی جڑ کھینچ دی سنبل کے نہ بنیاد رہے

گرچہ تغییر ہوا چہرہ پر آنکھین ہین وہی | نہ رہا حسن کا دفتر یہی دو صاد رہے

خوش رہی کوی گھڑی بھر تو غنیمت سمجھے | یہ زمانہ وہ نہین ہی جو کوی شاد رہے

اوٹھ گئی جنکی قدم سی تہی فقیر تکیے نمود | اب قلندر رہی جو دنیا مین نہ آزاد رہے

خوش لیا سو نکو نجا مینگی یہی عہد ہے اب | بند کیا دلمین گرہ دی ہی کہ تا یاد رہے

پوچھنا بھی ہی عبث حال خرابی وطن
بحر ہی جب نہ رہی کیا فیض آباد رہے

بسمل ہے مرغ قبلہ نما اوسکی تیر کا | ہشیار اپنی گوشی مین زاغ کمان رہے

رونیکا جامہ قطع ہی جسم پر | اشکو کا آب لہر قبا پر روان رہے

۲۴۳ھ

حیرت ہی یہ گلا تہ شمشیر کین رہے | حبل الورید سی تو ہماری قرین رہے
ہاتھوں مین جام نی بغلین حسین رہے | اب لطف کچھ نہین کہ وہ ان بن نہین رہے
دل پاک صاف چاہیی مومن کیواسطے | یہ کعبہ بتکدہ ہی اگر بغض و کین رہے
شاید وہ مہر محضر خون پر طلب کرے | خاتم پر اپنی لخت جگر کا نگین رہے
بندوق گولیان نہ کبھی کھیل کر بہی | کہتا ہی خال یار کہ میری ہمین رہے
ای زاہد اس نماز کو میر اسلام ہی | افلاک پر دماغ زمین پر جبین رہے
گوہر کیے کام کا نہین جو ہر جہان مین | باہر نہ نکلے سیپ مین در ثمین رہے
کیا کیا نہ انقلاب مانی مین ہوگئے | مشتاق اکدن انہی کے ہم حزین رہے
دہلی کو دیکھے دیدۂ عبرت سے لکھنؤ | وہ سلطنت رہی نہ وہ مسند نشین رہے
خاطر شکن ہوئے نہ کسی دل شکستہ کے | ہر کشتۂ تباہ کی بلتگہ ہمین رہے
بہاگی جو کوئی آپ سی چھپایا نہ کیجیے | ہمکو بھی اب تلاش نہین مع کہین رہے
مجہ بہرزہ گرد کی جو نہ مٹی قرار ہے | چکر مین آسمان کیصورت ہمین رہے
زلفین ہین یا بلائین ہین عقدہ نہ حل ہوا | حیران آئینے کیطرح شانہ بین رہے
ہم بے حقیقتونکو لفافہ ضرور ہی | کوتاہ ہاتہ ہی تو دراز آستین رہے
کیا سفلہ پرور ہے ہمین بزدی فلک | چھوٹو نمین یکہ ان کی بدلم انگبین رہے

گل شگفتہ رہین شاداب گلستان رہے
نام اسیرونکو بھی بوئے چمن آتی رہے
راہ الفت مین قدم رکھکے پشیمان رہے
ہاتھ ملتی ہی رہی دل ہاتھ سے کھوکر اپنا
قطع ہو ذرہ کلی ہو کلی مین پریشان رہے
تیر ابھال ہو دنیا کی ہواداری مین
بن بغلین ہی یا ہاتھ مین قرآن رہے
پاک طینت ہے ہمیشہ اسی کیطرف دھیان رہے
ستم ہو جو نہ سرمو ہی تو پشیمان رہے
ستم ایجاد کم استفادہ مرا کسی کا ضرور رہے
مشتعل ہو اہ عدو کب ہوا دنیا کا فروغ
گور اندھیری کی رہی گنبد مین چراغان رہے
کیا امیر و نظامی تا کی لیا دولت نی
کوئی دن گھر مین فقیرونکے بھی مہمان رہا
بے زر رہا نہین کچھ غم یہ بڑی دولت ہے
آبرو اپنی سلامت رہی ایمان رہے
نہ دیا چین کبھی حسرت دنیا نی مجھے
داغ بن بنکے جگر مین مری ارمان رہا

[illegible]

نہ سمجھے پیچ و خم راہ وفا مین اہل دل
بیدلان نہ پیچیدہ رہے
ہان مری فاتحہ پر دل آزار کو دل
بیطلب بھیجی حبیب ایسا احسان ہے
سچ پیارا ابری بھلا بات سے ترسا ہے
شعبدہ ساغر ہے ارمان ہے
مثل سے سلتی بن کا ذرا انداز
نہ نیستی سے مین دیوانہ مزاج
دل عشق کی ترشی سے عیان ہے

[illegible]

دیکھتے دیکھتے آنکھوں نے یہ عالم دیکھا
نہ پری زاد رہی وہ نہ وہ ہم انسان رہے

نگہ روزی وہ بلا ہی کہ انامل کیطرح
لقمہ جبتک کہ نہ ہاتھ آیا پریشان رہا

اوسکی رخسار کی تعریف نہ پوچھو ہمسی
یہ وہ مصحف ہی جو دیکھو تو نہ ایمان رہا

چہرہ وحشی سے کہتے ہیں جنون کیا کہنا
ایک جھٹکے میں نہ دامن نہ گریبان رہا

اب نہ وہ وضع رہی اور نہ وہ بیبائی
ایجوانی تری جاتی نہیں انسان رہے

کحل عرفان جو میسر ہوا خاموش رہے
قابل دید جب آنکھیں ہوئیں حیران رہے

مردہ بنکر رہی آفاق میں زندہ تو کیا
تاب طاقت بھی رہی نہیں گر جان رہے

تیرا خورشید جمال اوجپہ جبتک رہا
غرے میں جو تھی فلک پر تر و باران رہے

سادگی صفحۂ عارض کی غنیمت سمجھو
نہیں ممکن کہ یہ بی خط کسی عنوان رہے

ق

ہر گھڑی کہتا ہی گھڑیال باواز بلند
دار فانی میں نہ غافل کوئی مہمان رہے

پاس کافور و کفن چاہیی توشہ ہمراہ
کیا خبر کب ہو سفر کوچ کا سامان رہے

اہل جوہر کو زمانی سی شکایت ہی عبث
جانے والی نہ باقی رہی انجان رہے

لکھنوسی جو قدم ہمنی نکالا ای ہجر
بوی گلزار کے مانند پریشان رہے

۲۴۶ ه

یارب دکان پیر مغان کی کھلی رہے
برسات بھر گلا بیوں میں بلبلے رہے

راحت کہاں نصیب مریض فراق کو
تکیہ پر رہی بھی تو گردن ڈھلی رہے

شاید چمن میں آ ہی وہ ترسا کی اپنا یار
غنچان گل میں لالی کی آغوش کھلے رہے

رباعیات

مرشد طالع کی زنگیوں سے مقابل ہوا ہے دل
یہ ایک وہ ہزار مقام ہراس ہے
تھوڑی شراب پیلوں جو قاضی کا حکم ہے
بیمار رند ہوں یہ دوا مجکو راس ہے
بوسہ لیا تھا خواب میں ... ہے
ابتک لبوں میں اوس لبوں کی مٹھاس ہے

مو قع بھی ہی بحر لیجاؤ یار سے
بیخودی ہی نشا مین کو ہی آئی سپاس ہے

غنچۂ گل کی چٹک یہ دل صدا اسی کی ہوس ہے
آمد فصل جنون ہی رخصت ناموس ہے

چہرے سے ظاہر غبار خاطر مایوس ہے
آئینہ بھی ہاتھ میں اپنی کف افسوس ہے

جب سے تنمین روح آئی مبتلائے غم سے ہے
چار دیوار عناصر خانۂ منحوس ہے

ہیر کے یاد میری بربادی ہوئی بعد فنا
جو بگولا ہے وہ شمع گور کا فانوس ہے

وہ زمانہ ہے کہ باب عیش و عشرت بند ہے
خانۂ دنیا ہے زندان آدمی محبوس ہے

بھاگتے پھرتے ہیں دنیا دوڑتی پھرتی ہے پیچھے
ہمسے نفرت ہے او جبھی ہمین مانوس ہے

راز کی باتیں تو ہونٹھوں سے نکال ای بے خبر
وقت ایسا ہے کہ اپنا سایہ بھی جاسوس ہے

اے خوشا عہد الٰہی اے خوشا جوش شباب
ذوق نوشا نوش ہے شوق کنار و بوس ہے

کیا مرید و نکو بہت سا رکھا ہے اپنے دام میں
پیر صاحب کا یہ خرقہ جامۂ سالوس ہے

خاک ہونے پر بھی داغون کے نمایش ہے وہی
جب غبار اپنا اوٹھا اک جلوۂ طاؤس ہے

راز مخفی ہے نہ پوچھو سرگذشت عاشقان
قصۂ اصحاب کہف و حال قیانوس ہے

جائے عبرت ہے کسیکے ایک سی گزری نہین
آج اگر تقدیر سیدھی ہے تو کل معکوس ہے

ق
چند قبرین جا بجا ہیں اک دن نظر آئین مجھے
بولی عبرت یہ مقام حسرت و افسوس ہے

خاک مین وہ چار بالشت حکومت لگیا
چار تختون کے تلی دارا ہے کیکاؤس ہے

موت کی ہاتھوں پڑی ہین خاک پر بکھری ہوئی
دیکھ یہ رستم ہے یہ سہراب ہے یہ طوس ہے

جسم کو قلعہ نہ سمجھو زندگی بہ جیسے تکیہ سے
واہ کیا عشق کی سرکار ہے سبحان اللہ
جیسے چہرہ مرا الکھا کیا رنگت فق ہے
تیر انظارہ ہے ای سرو روان باغ کی دید
آنکھ نرگس ہے اگر ناک گل زنبق سے ہے
حق تعالیٰ جو عنایت کرے کالی بنت خلق
خشک روٹی من و سلوی غذا استبرق ہی
کچھ حقیقت نہیں کیا مال ہے دنیا و دولت
شیر مردان خدا ہیں یہ سگ ابلق ہی

رباعیات

[illegible]

حق تعالی اوسکے زلفوںسی بچائی الحذر
کونسا راحت سا ان عشق ہے آفاق میں
میں تڑپتا ہوں تو کہتے ہیں اسیران قفس
جسکا جی چاہا چلا آیا بغیر از اطلاع
شمع جلتی ہے تو پروانی ہی جلجاتی ہیں ساتھ
رند و زاہد دونوں پہ پہچینگے برابر پکہنا
اوسکے زلفوںکا تصور ہی جو ہر دم دلنشین
جو معرف کاملوں کے تہے اگر ہوتی وہ آج

سامنا ہی دو بلاؤں کا مرا دل ایک ہے
دوسرا بھی آفت جان ہے جو قاتل ایک ہے
زخم خوردہ ہم گرفتار و تیمین بسمل ایک ہے
آپکی سرکار میں بازار و محفل ایک ہے
واہ کیا ان عاشق و معشوقوں کا دل ایک ہے
تفرقہ انمیں وہ رہا ہی تک ہنر دل ایک ہے
میں سمجھتا ہوں کہ وہ لیلے میں محمل ایک ہے
ہمکو بھی کہتی یہ اپنی فن میں کامل ایک ہے

• بحر اپنی بھی فصاحت چاہتے ہیں اہل فہم
دوسرے ہم ہیں اگر سحبان وائل ایک ہے

صحت تمہاری سینہ فگار و نکو ننگ ہے
وحشت سرا ہے پیرہن اپنا یہ رنگ ہے
میدان امتحان سے رہوں کیا کنارہ کش
کیا کہیے اوسکی محفل رشک چمن کا حال
جس وزن سے کہ دانت ہے عاشق کے قتل پر
دلسے کبھی فساد کبھی یار سے خلش
اک روز مار ڈالیں گی نگہ تری یار کے

۱۵۰

چہاتی پر اپنی پنبہ مرہم بھی سنگ ہے
گھر ہمکو مثل روزن دیوار تنگ ہے
دریا ہی تیغ یار تو عاشق نہنگ ہے
پہولے گا اک ایک شگوفہ یہ رنگ ہے
تنکا خلال یار کا تیر تفنگ ہے
عرصہ ہماری زیست کا میدان جنگ ہے
بینی کا تل مری لیے تیر تفنگ ہے

[illegible]

دیکھا نہ کسنے حسن جو پیدا کیا نہ عشق
ہر مرغ دل شکار ہے زلف جال ہے

اے عشق کیا جدا ہے تری طبل جنگ کے
قاتل جو جدا ہے تو بسمل کو حال ہے

کیا مر گیا زمین مین خجلت سے گڑ گیا
بدنام وہ ہوا ہے مجھے انفعال ہے

باد خزان چلی ہے دہوپ لینے ٹے باغ مین
نسرین لا پتہ ہے گل لالہ گلال ہے

کیونکر نہ آفتاب کہین ہم شراب کو
معمور جام بدر ہے خالی ہلال ہے

ڈھونڈھیگا مال و جاہ تو پچھتائیگا بہت
دنیا کی آبرو عرق انفعال ہے

جسدن سے ہم اوس سے ہم آغوش ہے
آغوش یار اپنی نظر مین ہلال ہے

اے بحر آب و تاب ہے کیا تیری باتمین
ہر شعر موج چشمۂ آب زلال ہے

فرقت کی آفت بری دن کاٹنا سال ہے
یہ ہاتھ ہے سوکری یہ سینہ گھڑیال ہے

روتا ہون شام و سحر تکتے ہی غم سے جگر
بیداد دیکھ رحم کر میرا برا حال ہے

سچ ہے کہان ان لا سا مال یعقوب کا ہے مقال
جنس وفا کا ہی کال کنعان مین کال ہے

ریشم کے لچھے مین بال مخمل کی ٹکری ہین گال
ہے یہ نزاکت کا حال پتلی کمر بال ہے

عاشق تجھے تا بہ کی کالی بلا ہے یہ شے
کاکل کا جو حلقہ ہے موذی کا چنگال ہے

کیون آ ہم اس بیجل مین پہنچ ہند کی
آفت ہے تیری گلی آنا ہے یہ جنجال ہے

پھولا نہین نرگست نہ بوسہ سبز یکو کوڑا کھو
باد خزان قطع ہو گلزار پامال ہے

دل ہند رجسی کیا ٹھلکا کی اوسکی کہا
لیتی ہے سیر بلا دگو رکیا مال ہے

ردیف نون

[illegible]

خدا ہی جانی بجز احباب کے کیونکر گزرتی ہے
کلید عقل گم ہی خانہ روزی مقفل ہے

محبت آب گل میں ہے خوشی غم سے ملی ہے | وہ سبزہ ہے دل اپنا نخل ماتم جس کی کونپل ہے
رواق عرش اعلی سی تمہارا گمرہ افضل ہے | جسے سب لوگ کہتی ہیں صبا حسن کا وہ گل ہے
حسینوں کے جدائی پر کلام اپنا مدلل ہے | بدی ہی ہے جو بلا بروین کج ہی زلفین بل ہے
ہمارے ساتھی کیا مرتبہ ہے قیس نجدی کا | بہا لگے بیابان مجنون جہانش ہی اپنا وہ جنگل ہے
سنبھالے کون سا تیغ سے سعدی زندان ہیش کو | کہ سیخانی میں جز ہے ہم لنگ یا دست شل ہے
شہید عشق ہی تلوار کی پہل کا مزا چکھے | وہ لذت ہے کہ سند میں زخم کی انگور حنظل ہے
ہزاروں ایکدم میں ہو گئے سیر الیقاتل | تری تلوار میں چھالا نہیں بانکی چھاگل ہے
بدن کی جلد ہے یا جلد فردوس میں ہے | اگر نرمی میں مخمل ہے تو باریکی میں ململ ہے
نہ وہ رخسار کا تل ہے وہ سرمی کا دنبالہ | مجاز ہی میں اختر ایک رامح ایک اعزل ہے
صفات سرمدی سے کم نہیں احوال عاشق کا | وہ مطلب لکھا ہوں جسکے آخر ہی اول ہے
وہ اپنی ہاتھ میں کاسہ ہے جو اترا تھا مشہد کو | کیا تھا فخر جس پر آل نے اپنا وہ کمل ہے
غبار ایسے کی اس کا کیا ہے عشق نے ہمکو | کہ جیب ہے ترابی کو ہمارے خاک صندل ہے
نہ دست انداز ہونا دولت دنیا پر اپنی زبان | ید بیضا سی روشن ہے طبق لعلوں کا منقل ہے
ہوئی گلرخا میں مضطرب ہے شست خاک اپنی | بہ رنگ شمع اپنی محفل ہستی میں ہلچل ہے

کوئی ایسا نہ ہوگا بجز جیسے ہم مکدر ہیں | ہماری عکس سے آئینی کی دریا میں وہ دلدل ہے

ردیف لام

جام پر بھی میں جا ہی قطرہ نہیں
بیغرض ہی یا وہ سے جو کامل ہے
دل ہے سکی کا ہی میں کہ دیکھ
بحر سے آج دست بردل ہے

روشن ہے مہر و ماہ سی اعجاز یار کا — گردوں پہ نقش پا ہیں یہیں پر خرام ہے

کیوں پائمال ستیاں ہیں تہیوا سی تھا نگو — آب زر و گہر سی کہ آب حرام ہے

عشاق پائمال کو جنت نصیب ہے — کوثر کی موج میں ترے قد کا خرام ہے

سو ضعیف ہوں میں سایہ کے باب میں — دہلیز یار سی ہی نظر ہمیں بام ہے

مستی کی زیب سی ہی مقابل سو رنگ حسن — سوسن سی کی کنیز ہی ریحان غلام ہے

رونا اگر یہی ہی بہار تو ایک آن — دیوار ہی در سی تو نہی بام ہے

دو چار روز اور یہی کر لیجئے غرور — خط گرد روئے حسن کا دورہ تمام ہے

ای بحر شمع گھر میں ترے سفیہ بال — ہستی کا دل اخیر ہی صبح شام ہے

۵۵۸

جاتی ہیں چاند تھا ہی داغ اسلام ہے — ہم دیر سی چلے صنم رام رام ہے

صورت وہ سانولی کہ کنہیا غلام ہے — میری صنم سے خوبتر اللہ کا نام ہے

درپیش ہے وہ منزل ناطاقتی ہمیں — اوٹھے جو ہم سفر ہی جو بیٹھی مقام ہے

صیاد یہی بہار کی پردے میں بلبلو — ہر غنچہ ہی قفس رگ گل تار دام ہے

کیونکر نہ میری یاد فراموش ہو اوسے — سمجھا ہے یار سنگ جیسی میرا نام ہے

میرا لہو چٹایئگا جب تک نہ تیغ کو — قاتل کو دہنی ہاتھ کا کھانا حرام ہے

ساقی سے ہو جو دل شکنی بھی لطف ہے — ٹوٹا جو شیشہ میری بغل کا تو جام ہے

فصل بہار بات کی بات اس چمن میں ہے — آواز غنچہ رخصت گل کا پیام ہے

مستی ٹپک رہی ہی یہاں بال بال سے — تمہیں انہیں یہ لعل فام ہے

منہ دیکھ رہا ہون اور چپ ہون | کیا بات کرون وہ بدزبان ہے
اب منت باغبان عبث ہے | پت جھڑ کے دن آگئے خزان ہے
گلزار نہین مقام عشرت | بلبل پہ جفاے باغبان ہے
گل کو بھی ہی کچھ غم نہانے | غنچے کے چٹک نہین فغان ہے
گردون نے ہی سبکو مار رکھا | جو زندہ بھی ہے وہ نیمجان ہے
یہ کاہکشان نہین سر و نہر | کھینچے ہوی تیغ آسمان ہے
کیا قیس سے ملتفت ہو لیلے | ننگا ہی وہ ننگ خاندان ہے
پروانی سے شمع کیا چھپے گے | ہین بھی پو نہچو ننگا تو جہان ہے

دیکھا اے بحر تیرا دیوان
اک دفتر حال عاشقان ہے

گھر بیٹھے ہی نصیب جب آفت سفر مین ہے | جلکہ ہماری روح کو دوران سر مین ہے
بربادی بہار گلستان نظر مین ہے | ہر ایک گل کا داغ ہماری جگر مین ہے
ممکن نہین کہ صحبت بد کا نہ ہو اثر | دیکھو کہ پیچ زلف مین سنبل کمر مین ہے
کانٹا کھٹک رہا ہی فلک کی نگاہ مین | فرش ایک بوریے کا جو سید کے گھر مین ہے
انسان جان دیتا ہی دولت کیواسطے | جنت کی نعمتون کا فراسیم و زر مین ہے
دنرات ورد لب ہی ایدل اے عاصل | اک ساعت قبول ان آٹھ پہر مین ہے
اوصاف ہمسے پوچھیے دندان یار کے | موتی ہی آب و تاب مین ہیرا اثر مین ہے

اوسکے تصویر ہر سینے پہ رکھکے سوناہون اوسکا
انسو بہنے لگے آرام جہان سے دیکھے
زلف محبوب سی یاد ہوان ہے
مین یہان ہون مرا دل وہان ہے
عشق مین ہجر مین ہون کیا ہون
انتظار مین ہون کیون باغبان ہے

	ای بحر قدم سر کے بنا پار اوترجا پل تختہ ہے جلاد کی شمشیر نہین ہے	

مقدر کا یا ایسا بدلتا نہین ہے ۔ فلک رنگ کی نرد چلتا نہین ہے
اوٹھاؤن کسے زور چلتا نہین ہے ۔ رقیب ایسا پتھر ہے ٹلتا نہین ہے
شب ہجر ایسے گذرتی ہے مجھپر ۔ تعجب ہے کیون دم نکلتا نہین ہے
خدا ہی جو دل آج سینے مین ٹھیرے ۔ ہمارے سنبھالے سنبھلتا نہین ہے
قیامت ہے کس بات مین کم ہے قامت ۔ غضب ہے جو ان چڑھا ہے کہ ڈھلتا نہین ہے
ثمر کیا ملے گا جو بوتا ہون کانٹے ۔ خط سبز کا عشق پھلتا نہین ہے
پلانے مین کیون دیر کرتا ہے ساقی ۔ ادا مین کچھ اوسکا نکلتا نہین ہے
چھڑا ڈالی کیا اونہی ہاتھون سے مہندی ۔ کلیجے کو اب کوی ملتا نہین ہے
فروزان رہی جا بجا جنکے محل مین ۔ چراغ اونکی قبر و نپہ جلتا نہین ہے
نہ نکلے گا دل اوسکے گیسو مین پھنسکر ۔ یہ کالا کبھی بن اوگلتا نہین ہے
سر محفل ارشاد ہوتا ہے مجکو ۔ تو بیٹھا ہی رومال جھلتا نہین ہے
ہم اوس کوچے مین کچھ سمجھکر گرے ہین ۔ قدم ہر جگہ پہ پھسلتا نہین ہے

	رہی فکر اعمال اے بحر ہر دم کہ آیا ہوا وقت ٹلتا نہین ہے	

ہر طرف مجمع عاشقان ہے ۷۷۰ تیرے دم کا یہ سارا سمان ہے

جان پروانے ہی یاد ہوان ہے
شمع سوزان ہے اوس پری پر
بسمل موت ہے اک استخوان ہے
ساری محنت ہے وہ بیوفا ہے
کیا مری گذرتی رائگان ہے
درد دل مین ہی لب پر فغان ہے

پہنچا

ہجر مین کیون نہین موت آئی
ہای کیا داغ دل پر نشان ہے
[illegible]
خاک پر سے پیک کاروان ہے
جا بجا [illegible] قیمت کہان ہے
بحر [illegible]

[illegible]

نہ پوچھو مرے بعد کیا گذرے مجھپر
دیت لیکے چھوڑینگے ترک فلک کو
مین بیخود ہون اسے محتسب نشہ کیسا
دہن تنگ ہے بات کیونکر سمائی
قدم میرے لیکر یہ کہتا ہے مجنون

گریبان دیکھو تو سو چار تو ہے
شفق یہ نہین عاشقونکا لہو ہے
مرا دل ہے کسکے بغل مین سبو ہے
تری گفتگو مین مجھے گفتگو ہے
مین جیسا ہون تیرا تو میرا گرو ہے

کوی جام پی آج ای بحر تو ہے
کہ یارونکا جلسہ لب آبجو ہے

کسکو دیکھون کہ چار سو ہی وہی
لب بلب یار سے رہا برسون
نہ ملا آنکہ مجسے او بے دید
سسک چڑکا ہی تیری زلفون نے
ہنسے اوسکا شباب ہی دیکھا
نہین جاتے جلی کٹے اوسکے
وہ جو مہندی لگا سی بیٹہا ہے
سانولا رنگ ہو کہ گورا ہو
میری بیٹی ہوی ہے ریگ روان
جسکو کہتے ہین لوگ کالا ناگ

میری آنکھون کے روبرو ہی وہ ہے
کیا مزا ہے کہ آرزو ہے وہ ہے
یاد ہی گل کے بات تو ہی وہ ہے
سونگہ لی میرے داغ بو ہی وہ ہے
کچھ نہ بدلا مزاج خو ہے وہ ہے
میری جو چڑہ ہی گفتگو ہی وہ ہے
میرا قاتل مرا عدو ہی وہ ہے
آن ہو جسمین خوبرو ہی وہ ہے
مر گئے پر بھی جستجو ہی وہ ہے
کاکل یار سو بو ہے وہ ہے

ردیف الیاء

کاشانہ اجل ہین مرا آشیانہ ہے
اوس زلف کی جو فتنہ گر کا فسانہ ہے
بہتان ہے عاشقوں کا یہ شاخ شانہ ہے
بارش کی دن ہین عیش و طرب کا زمانہ ہے
ان کالی بادلون کی گرج شادیانہ ہے
دنیا کی نعمتوں کا یہی گہر خزانہ ہے
اب یہ گدا ہی اور ترا آستانہ ہے
چینی پیالیوں کی کھنک جلترنگ ہی
ساقی صدای قلقل مینا ترانہ ہے

صیاد سے شریک مرا آب و دانہ ہے
مجکو جنون ہے حضرت ... بہانہ ہے
ای بحر اک پری کے لیے بیقرار ہون
قابو مین اژدہی سے کہ جیسے خزانہ ہے
کیا فائدہ جو بات ہنکو نکی پاس ہے
کہجوری زبان مرا دل تمام ہے
مضمون نہ ... فضل خدا سے کمی نہین
مرا کرم نارسا ... زمانہ ہے
ای بحر زور عشق کی ...

مردی پہ جب وہ ظلم کرتا ہے حکم ہی دفن ہون وہان کشتے	ق	میرے قاتل کا یہ وطیرہ ہے چاندنی کا جہان ذخیرہ ہے

آج اس سے ملے تو کل دس سے
بحر یہ کون سا وطیرہ ہے

۵۹۸

شکوہ نہ کر از لسے یہی کارخانہ ہی
آج اسکا دور ہے تو کل اوسکا زمانہ ہے

لاریب غم کے بعد خوشی کا زمانہ ہے
بی شبہ اپنی سینہ زنی شادیانہ ہے

تکیے کی یاد جاتی ہی مسند پہ بیٹھ کر
نمگیرہ سر پر آج ہے کل شامیانہ ہے

جاتا ہے چار تار نفس چار عنصری
غافل سمجھ نہ تار نفس تازیانہ ہے

بہرکا ہے خال یار کی بوسی کا اک جہان
کیا جانیے نصیب مین کسکی یہ دانہ ہے

پیلا جنون عشق ہوا جسنے سن لیا
افسون ہے جسکا نام وہ میرا فسانہ ہے

اللہ نی دیا ہے دل ایسا غنی ہمین
قارون کا ہماری بغلمین خزانہ ہے

اوسکی نگاہ قہر ہی اپنے نگاہ مہر
ہم اوسکے ہین ہدف وہ ہمارا نشانہ ہے

تعریف کیا تناسب اعضا کی کیجیے
ہے بین بین اوسکے کمر قد میانہ ہے

سو حسن ہین بھی جان کی ہمرہ ہین ہمیر
یارب دل آدمی کا ہی یا قید خانہ ہے

ہے شکر کا محل کہ شب غم سحر ہوی
اوسکا ادا دوگانہ کرون جو یگانہ ہے

زورق نشین بحر فنا ہی ہر اک بشر
ظاہر مین گو مقیم ہے لیکن روانہ ہے

زلف صنم کریم کی ہمت سی ہی بڑھی
چھوٹا دل بخیل سی اوسکا دہانہ ہے

نکلے خزاں میں باغ سے بلبل کی طرح صفیر | دیکھینگے پھر بہار اگر آب و دانہ ہے

ای ہجر سب ہی ہی جو اثاثہ و ذوق شوق
پھر یہیں سب ہے مزاج ترا عاشقانہ ہے

طیار روئی پر دل اندوہ دیدہ ہے
جو چشمہ ہی نگاہ میں اشک چکیدہ ہے

یہ ضعف ہی کہ آہ بلب نا رسیدہ ہے
یہ شکل ہے کہ آئینہ بھی آبدیدہ ہے

تیرا کوی نظیر نہیں تو جریدہ ہے
پر تو نہیں حجاب ہی جو رو نہیں چیدہ ہے

وہ میرا حال دیکھے یہ نادیدہ آئے
وہ میر او کہ سنی سخن ناشنیدہ ہے

کس پھول میں ہے بو کہ وفا کس سے پوچھیے
کس باغ میں ہوای محبت وزیدہ ہے

ادنی سے ناموافقت روزگار ہی
بالو ق جس سی ہم ہیں وہ بھی ہمیدہ ہے

ای دود آہ تو ہی چمن میں بلند ہو
تسکین ہو کہ ابر بہاری دمیدہ ہے

دل تعزیت سرا ہی غم ہجر یار میں
گیسو میں تار اشک کی نالہ جریدہ ہے

کیونکر نہ آنکہ ڈالیے رخسار صاف پر
آئینہ دیکھنے کے لیے آفریدہ ہے

سوتی کا دل فگار ہے بالی کی چاہ میں
پچھلے گلے کی طوق یہ گردن بریدہ ہے

کیونکر تڑپ تڑپ کی نہ کاٹو میں زندگی
عاشق جو زلف کا ہے وہ گزدم گزیدہ ہے

بس اپنے دلکو اب ہدف تیر جانیے
بانہ ہی ہے جو کمان وہ بھی کشیدہ ہے

پہنائیں بیڑیاں کسے زخمی کسی کیا
کچھ سرنگون ہے زلف کچھ ابرو خمیدہ ہے

پروانے کی نگاہ میں روشن چراغ بھی
بلبل کے آنکہ میں وہ گل نو دمیدہ ہے

جسم رہتا ہی یہان روح وہان رہتی ہے
ایک آتا ہی ادہر ایک ادہر جاتا ہے
ہم یہین اور وہ یہین ہی دونون سے نہ سمجھی گئی
گلشن ہستی عاشق پہ خزان آتی ہے
چمن جوہر شمشیر پہ رہتی ہی بہار
دل کی رہتا ہی قلق لب پہ فغان رہتی ہے
غم و اندوہ مین اوقات بسر ہوتی ہے
نہین معلوم مری ہوت کہان رہتی ہے
روز اک تازہ بلا در پی جان رہتی ہے
فغان نکلی ہی او نکلی اثر [illegible]
فراق یار کے ہاتھون سے در دل [illegible]

بہتر ہستی نہین یہ او روان رہتی ہے
اوسکی مژگان کا خیال آٹھہر رہتا ہے
لا الہ ذکر کی مقابل رگ جان رہتی ہے
کسکے صورت کا یہ جلوہ ہی مری آنکھون مین
کسکی تصویر مری دل مین نہان رہتی ہے

قطعہ

کہانتک نیک صحبت کا اثر ہو کا نہ انسان کو
خدا صورت دکہلاتی مجہی آتش عذار و نکی
دعای مغفرت جب مانگتی ہین اوس سے رو رو کی

ملی تا نبا جو سونی سی تو رنگت آہی جاتی ہے
ہزار انسے ہی دل ٹھنڈا حرارت آہی جاتی ہے
برابر جو شمین خالق کی رحمت آہی جاتی ہے

کوی محبوب اوسکی جانکا سایل جو ہوتا ہی
جہکا لیتا ہی جو آنکہین مروت آہی جاتی ہے

ہر ایک پہول کا دامن صبا جو جہٹکتے ہیں
کٹورے نکے یہین آنکہ مین کہٹکتے ہے
اوسے بہی مجہسے محبت ہی کہل گیا عقدہ
وہ حسن ہی جو کبہی شبکو وہ نکلتا ہے
ضرور چاہیی رخسار پاک پر گیسو
چلے سواری یوسف وہ راہ او رہی
نہ اوسکے نوک مژہ ہی گونج بالی کی
وہ دن گئی کہ جٹہا تی تہی بو تلین لاجرع
ستمگر یہین ہی کوی تجہسے کیا سفاک
حریم یار سے بہتر نہین بہشت کوی
شراب عشق کی حدت سہار ہی کیونکر
کبہی جو دور جگر سی ذرا سنبہلتا ہون

۵۰۲

کبہی ادہر جو مرغاب چاہ ہٹکتے ہے
بنت کی ہی وہ بہار اب کلی چٹکتی ہے
کہ در دہر سے مجہی زلف پر ٹہکتی ہے
زمین سیاہی کی جا چاندنی چٹکتی ہے
سنا کبہی ہین زنجیر اک لٹکتے ہے
سمٹ ہوی ہی زلیخا کہان بہٹکتی ہے
دکھایا جیسی کہ ہی دلمین جو کہٹکتے ہے
گلے مین آج تو پانی کی بوند اٹکتی ہے
بلا ہی دیکہکے سایہ تر اٹہ ٹہکتے ہے
نکل کی جسم سے اب روح کیون بہٹکتے ہے
یہ حال نشار کا ہی کہوپری چٹکتی ہے
تو بیقراری دل مجکو دی پٹکتی ہے

دکہائی دینا

[illegible]

[illegible]

آمد عشق مین لب پر ہے ضرر سے صنم
نقش در پر مین لگاؤن کہ وبا آتی ہے

جل بجھیگا انھین کرم انسو ہمین شمع کی طرح
اشک امڈی ہوی ہین سیل فنا آتی ہے

ترک دنیا بھی ہے بے شبہ فریب زاہد
پہولنے لگتے ہین جی بوی ریا آتی ہے

ہار پہولونکی اوڑاتی ہین بدنکی بو باس
ہاتھ کا رنگ چرانیکو حنا آتی ہے

بسمل ہجر سے پوچہی کوی مرنیکی خوشی
جان آتی ہے بدن مین کہ قضا آتی ہے

ذائقہ تلخ ہے ایسا مرض ہجر انسے
زہر ہو جاتی ہے سینہ تک جب دوا آتی ہے

وہ مسیحا اگر آئی تو ٹہر جاؤن مین
نفس یار سے سینے مین یہ صدا آتی ہے

اوس گل اندام کو شاید کہ پسینا آیا
عطر مین ڈوبی ہوی باد صبا آتی ہے

کیون عیادت کو ہماری وہ قدم رنجہ کرین
اپنی وہ عیش مین ہین انکی بلا آتی ہے

سامنے یار کی گلدستی کہڑی رہتی ہین
شوق پابوس مین آغوش حنا آتی ہے

کہول دیتی ہین ملک قفل دہن با تعجیل
سیر ایسے کبہی لب تک جو دعا آتی ہے

کشتہ شمشیر محبت کے بڑے ہین ہٹ گئے
کوچہ زخم سے کیا سر ہوا آتی ہے

اوج پر آیا ہے نجم طرب انگیز اپنا
کانمین نغمہ زہرہ کی صدا آتی ہے

قبر پر آؤ تو اٹہون سے تعظیم ابہی
مرتی پر بہی مجہی رسم وفا آتی ہے

جانستانی کی تجہی غمزہ سی بہت یاد تہین
کوی مردہ جسے ایسے بہی ادا آتی ہے

چہرہ رشک چمن پر تمہین لازم ہے نقاب
گل لجالو ہوئے جاتی ہین حیا آتی ہے

داغ کو کیون نہ کلیجے سے لگائی رکہون
مجکو اس پہل سے لخت کی خوشبوی وفا آتی ہے

[illegible]

کیا عجب بات کا وعدہ وہ فراموش کرے
کس مسافت سے گئے سوے زلیخا یوسف
واہ کیا ہوش ہین جسوقت وہ کرتی ہین سنگار
زندگی تلخ ہے برگشتگی قسمت سے
دیکھو درد محبت کی دوا پند نہین
گھر سے اللہ کی پھرتا ہون جو دل پھرتا ہے
خوان نعمت پہ ذرا دیکھ کس کا رتبہ
عشق گیسوے فنا سیم نے مارا ہے مجھے
محتسب تاک مین رہتا ہے رہی کیا پیرا
محفل رقص مین ہے شمع کو روتی دیکھا
زیست ہوتی ہے جو ملتا ہے دہن کا بوسہ
رویت مہ سے مہ و ہفتہ کی جو ہوتی ہے نصیب
دلمین کہتا ہون آئینگے عیادت کو ابھی
مرض عشق مین کیا ہے کہ گھلا جاتا ہون
سر فروشان محبت کی ہے مٹی بھی عزیز
بیوفائی سے وہ ترات کی صحبت کیسے
خوبرو یار کی گالی بھی گوارا ہے مجھے

حد و واقف ہین کسی شکل کی شب ہوتی ہے
جذبہ عشق مین تاثیر غضب ہوتی ہے
شفق شام سے سرخی لب ہوتی ہے
زہر ملتا ہے جو شکر کی طلب ہوتی ہے
لاکھ سمجھاو تسلی مجھے کب ہوتی ہے
ایسے ہی تھے ہو کہ الفت مجھے جب ہوتی ہے
ہوس رزق بھی ذلت کا سبب ہوتی ہے
یہ سبب ہے جو مری عرس مین شب ہوتی ہے
غیر کی سامنے کب بنت عنب ہوتی ہے
جان محزون کو کبھی صرف طرب ہوتی ہے
شیرہ جان مجھے شیرینی لب ہوتی ہے
شب اقبال بھی مجھکو جو مہ شب ہوتی ہے
مجکو تسکین سے ہوتی ہے جو تب ہوتی ہے
درد سر بھی نہین ہوتا ہے تب ہوتی ہے
دیکھ قبر شہدا جاے ادب ہوتی ہے
کوی پوچھی کہ ملاقات بھی اب ہوتی ہے
چمن حسن کی حنظل بھی رطب ہوتی ہے

[illegible]

عکس رخسار سے آئینے ہیں پھولوں کی جگہ
اپنے محسن کو سمجھتا ہوں میں صاحب اکسیر
بحر روتے ہو تو کچھ جوہر تاثیر بھی ہے

وقت کے ہر جہان میں عشقوں میں سحر ہوتی ہے
وقت پر خاک کی چٹکی بھی زر ہوتی ہے
بوند ہستی ہی نکل کر کے گہر ہوتی ہے

تنگ ہوں کشمکش خوف و رجا سے ہی بحر
جان ادھر ہوتی ہے اپنی نہ ادھر ہوتی ہے

۵۰۸

اب مرنا ہی اپنی خوشی ہے جینے سے بیزاری ہے
شکوے کے چرچے ہوتے ہیں جب کہ یہی رہنا بہتر ہے
کس کا وعدہ کون آتا ہے چین سے تا بہ گاہ وہ
داد تھا اپنا جب وہ بھی چوبہ سکینے آتے ہیں
لوٹتے دیکھا غش میں دیکھا مرتے بھی دیکھا اونکو ہے
ہجر ستم ہے کلفت غم ہے کس سے کہیے حال اپنا

عشق میں ایسے بلکے ہوئے ہیں جان انکو پیاری ہے
دل کو جلانا دل سے رہنا غم دینا غمخوار سے ہے
رات بہت آئی ہے اے دل ناحق بیدار رہے
اب کچھ چارہ نہیں بن آئی جیت کے ہاری ہے
آتا نہ پوچھا کون ہے یہ اس شخص کو کیا بیماری ہے
دن کو ٹھہری رہنا سینہ ڈھانکی رات کو گریہ و زاری ہے

اٹھو کپڑے سی لو چلو کیا بیٹھے ہو بحر او دالتی اس
سیر کے دن ہیں پھول کھلے ہیں جوش پہ فصل بہاری ہے

۵۰۹

کیسی بسی ہوئی ہیں یہ خوشبو بدنی ہی
آنکھوں کو دید مد نظر اوس بدن کی ہی
یاران ہمزبان کا سخن یادگار ہی
تمثیل سے دلیل سے وجہ مجاز سے

جامی کی جو کلی ہی کلی یاسمن کی ہے
کانوں کو لو لگی ہوئی اوسکی سخن کی ہے
جو سطر تذکرے کی ہی صف انجمن کی ہے
ان شاعروں کو پرورش اپنی سخن کی ہے

کر یشمہ چشم یار کسی دن بنا ہے دل
[illegible]
بیکار ہین غریب بڑی آدمی حضور
[illegible]

ردیف یای تحتانی

دشت وحشت میں جو تہلکتا ہون یہ کہتا ہی دل
شکر کر اپنی صفای حسن پر غرہ کر
تاری آنکھوں کے بناؤ نہیں یہ حسرت ہی مجھے
چاند میں ہی داغ اوسکے حسن میں دہبا نہیں
گور تک مر کر پونہچینگے یہ ہمکو ہی یقین
دو ہین لفظین ایک دل ہی کسکو دون کسکو نہ دون
دل کھلے جسجا پر اپنا بس وہی ہی دلکشا
بوسہ کینہ کیونکر دون تجھے چتون کہتا ہے وہ شوخ
جب گلی ملنی پہ وہ راضی ہوی ہین خوش ہوا

واہ کیا کہنا میان دو چار تیر اور بھی
آئینہ رو پیار کرنیکے ہین قابل اور بھی
یار کے رخسار پر ہو دو تیر اور بھی
ہے کوی آفاق میں اوسکے مقابل اور بھی
بار عصیان سے ہوی ہاری یہ تیر اور بھی
مانگتا ہون نہیں خدا سے دوسرا دل اور بھی
کوی جانان سے اجی عیش منزل اور بھی
ایک تو منگتا نہیں حاضر ہیں سایل اور بھی
ہاتھ پہیلائے تو ہاتھون کٹ گیا دل اور بھی

کل یہ صحبت میں یہان تھے اپنی گہر میں ہی نہ
پھر کیا تمہی جمائی کوی محفل اور بھی

کوئی یہان رہیگا نہ اک حال پر کبھی
ہرگز نہ یون کراہتی دو دو پہر کبھی
میرے لیے ہی آفت جان اوسکی نازکی
تیسے گلی لپٹ کی جو سونا نصیب ہے
کھینچینگے سنبل تار اگر جنت میں بھی
ہر چند بالدبال ہے دشمن ہوا کری

۵۸۱

یہ حال ہے کہ شام کبھی ہی سحر کبھی
ہوتا جو تیرا دل سا ہمارا جگر کبھی
بجلی گری جو یار کی لچکی کمر کبھی
آنکھوں کو پہوٹتی جو کہلین عمر بھر کبھی
سیدھی ہی تھوڑی یار کی ٹیڑھی نظر کبھی
وہ زلف کیا ہے اژدہی سے نہ ڈر کبھی

[illegible]

[illegible]

ابتو جو چاہتی ہین آپ وہ فرماتی ہین	بدزبانی پہ طبیعت کبھی ایسی تو نہ تھی
گھر سے جنگل کیطرف پاؤن اٹھے جاتے ہین	کچہ عجب حال ہے وحشت کبھی ایسی تو نہ تھی
پتلیان سحر کی پتلی نظر آتی ہین مجھے	تیری آنکھون مین شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی
کبھی ہر بات لطیفہ کبھی ذومعنیین	بات چیت آپکی حضرت کبھی ایسی تو نہ تھی

منہ ہی منہ کسکے سلاتو فی جو روحت آئے
بحر دیکھ آئینہ صورت کبھی ایسی تو نہ تھے

۲۰۸

توڑ کر پاے طلب بندہ مضطر بیٹھے	حاصل آئینی کو ہی تان و نمک بیٹھے
آدمی سنگدلون پاس نہ حاجت لیجائے	شکم گرسنہ پر باندھ کی پتھر بیٹھے
استحاد اہل غرض سے نہین کہتا کوئی	ایکدن ملکے نہ محتاج و توانگر بیٹھے
عالم عشق ہین ہر جا پہ ہمین خلوت ہے	بیٹھے تنہائی مین یا کعبے کی اندر بیٹھے
حسرت لطف ہی تجسے ہمین اے قاتل	تیری تلوار کی سایہ مین دم بھر بیٹھے
نہ لکھا تمنے جواب ایک ہماری خط کا	گھس گئے اپنے قلم تھک کی کبوتر بیٹھے
کل تو کیا خار ہی ٹوٹا جو کسی دم سے	بلبلو کے رگ جان پر کئی نشتر بیٹھے
صبح تک نیند نہ آئی شب فرقت ہمکو	کبھی منہ ڈھانک کی لیٹے کبھی ٹھوکر بیٹھے
اٹھ گیا جادہ عشق جو مین نیا سے	پھاڑکر اپنا گریبان رفو گر بیٹھے

بحر مصرع یہ کھدی اپنی سر لوح مزار
مر ہی کر اٹھے ہم ایسے کسی در بیٹھے

ردیف ی

[illegible]

رکھون جو اڑیان ہی تو تو چھون تیک یار
تقدیر نے دیے ہین وہ تجنت سا مجھے

قربان تیرے ہین تیری بخشش کے مین نثار
بوسے کی بدلے داغ کیا ہی عطا مجھے

اک بوسہ اپنی دست حنائیکا دی مجھے
کافی ہی میرے خون کا یہ خون بہا مجھے

شاید کہ قافلے مین ہی ابرو کمان کی
اک تیر مارتے ہی صدای درا مجھے

جب مین نے ہاتھ پاؤن نکالی شباب مین
العشق تو نے کر دیا بیدست و پا مجھے

کم کی ہی مین نے سب سے ملاقات یکقلم
نا آشنا کہی کوی یا آشنا مجھے

نکلو تہ گھر سے زلف دوتا کو سنوار کر
دوہرے بلاؤ نہین نکرو مبتلا مجھے

سرمایۂ حیات تمہین جانتا ہون مین
کوئی نہین عزیز تمہاری سوا مجھے

ای ہجر وصل یار ہی یکبارگی نصیب ہون
معشوق بہی ملا تو بڑا پارسا مجھے

یار خود رفتہ ہی شکوہ ہی فراموش مجھے
۵۸۶ گوش کر اوسکو ملی ہین لب خاموش مجھے

انتہا پہنچی ہی یہ نوبت مری بیہوشی کی
سر پہ نقارے بجاؤ تو نہ ہو ہوش مجھے

بلبلو نکالے عدو باغ مین پتا پتا
گل کے تہالے نظر آئی چہ خسپوش مجھے

اپنے سر جرم لیے یہ بہی حمق قاتل کا
خود گران بار ہوا کر کی سبکدوش مجھے

یہ سمجھ کر وہ پڑہا تا نہین گیسو تا دوش
تا نہ سمجھے کوی ضحاک کا ہمدوش مجھے

وہ شراب اور کباب آج مجہی سی ساقی
کہہ دیا و مریا کہین میتوش سے مجھے

سبزہ گرد لب جانان ہی تو ہو کیا غم ہی
لذت بوسہ نہین بہی ہی فراموش مجھے

سوای راه عدم کچه نظر نهین آتا
صفای سیر اور اوسکی هوتی هولی هین

نظاره موی کمر کا هوا و بال مجهے
غبار قمقمه دل هوا گلال مجهے

خدا کی دید کا ای محبر کیا مین قایل هون
که بندی کا بهی میسر نهین جمال مجهے

٥٨٨

عطر بالو نهین لگاتا هی سونگهاتا هی مجهے
یه بهی اک پیچ هی وه دام مین لاتا هی مجهے

دهیان ره ره کی ملاقات کا آتا هی مجهے
دیکهتا اوس گل نخشی پهر بهی بلاتا هی مجهے

اوسطرف جا کی سلامت نهین پهرتا کوی
کدهر اجوش محبت لیی جاتا هی مجهے

یه کبهی طرز ملاقات نه تها اوس گل کا
کسنے یه آگ لگائی که جلاتا هی مجهے

صبح هو جاتی هی فرقت مین نهین نیند آتی
رات بهر یه دل بیتاب جگاتا هی مجهے

مین تو سر اپنا هتهیلی په لیی پهرتا هون
هاته کیا قبضی په رکه رکه کی ڈراتا هی مجهے

هاته پکڑے مین جو نه احباب جری کهینچ نهین
دلکو پهلو سی نکالون که ستاتا هی مجهے

پڑ رهون پاینتی اوسکی یه مجهی حسرت هی
دیکهون کب طالع بیدار سلاتا هی مجهے

روٹهه که میری فرمین خلل انداز نه هو
گالیان کهاتا هی تجهی چهیڑ کی بهاتا هی مجهے

یاد آتا هی مجهے برق شمایل میرا
ابر کی اپنی طرح آگی رولاتا هی مجهے

ناز کرتی هین جوانان چمن بهی کیا خوب
گل بادام بهی اب آنکه دکهاتا هی مجهے

میرا ساقی وه سخی هی جو طلب کرتا هون
بهر کے ساغر بهی کوثر سی پلاتا هی مجهے

دلربا سے نه ملون دلکو تسلی کیا دون
سخت ناچار هون کچه بن نهین آتا هی مجهے

دور ہی دور سی دیدار کی حسرت رکھے / تھہی شمع سی پروانہ جو صحبت رکھے

ابتو رکھا ہی قدم کوچۂ رسوائی میں / حق تعالی مری عزت کی حرمت رکھے

اوس پریرو کو جلانیکی خوشی ایسی ہے / سیر کی لیں جو پہنچے تو وہ نوبت رکھے

کھینچے نرگس کو نہ کاشتہ مرے سر کہیں / حال بیمار پہ وہ چشم عنایت رکھے

سابقہ افعی گیسو سے پڑا ہے جسکو / کیا بھلا اثر وہ بیری سے وہ دہشت رکھے

لوث دنیا میں اسیطرح نظر پاک رہی / جسطرح آئنہ سری سی کدورت رکھے

دشت وحشت کی کرے سیر جو دیوانۂ عشق / جو بگولی کیطرح پاؤں میں طاقت رکھے

چمن حسن کی کیا سیر کرے طائر دل / ہوش اوڑ جائیں جو پرواز کی طاقت رکھے

قبر پر پھول چڑہیں اور رہیں داغ میں / کوئی مردہ بھی ہمارے سی نہ قسمت رکھے

مرنیکے بعد بھی اندیشۂ رسوائی ہی / پھوٹ میں لگیگی کچھ خلق نہ تہمت رکھے

رنج پر رنج سہے شکر کرے فقر یہی / آج فاقہ ہو توکل رہنیکی نیت رکھے

دار منصور کی حق میں ہی بیہودہ بیان / وہ انا الحق کہی جو کچھ نہ حقیقت رکھے

سر اوٹھانا اوسی بیا نہیں شعلی کیطرح / خس خاشاک سی دنیا میں جو حاجت رکھے

سبکی نظروں سے گرے ہستی ہیں اپنا غرض / سبکی آنکھوں میں وہ ٹھیرے جو نہ حاجت رکھے

منہ لگاؤ تم اوسی طوطی خطے کے مانند / بات کرنیکی جو مطلق نہ لیاقت رکھے

بہر نان منت دو نان نہ شرمندہ کرے / اپنا ممنون مجھی سیر قناعت رکھے

چھوٹ اڑتا ہو نہیں پرا اوت کیطرح فکر ان سے / تا کجا چوٹ سی محفوظ طبیعت رکھے

کہا کے کچھ سو رہیں تجھ پر زمین آتا ہی ہی
شب فرقت کی مریضوں کا مداوا ہی یہی

تشنۂ دید کی کیا خوب خبر لی تمنے
منہ میں پانی تو چوائی مجھی شکوا ہی یہی

دیکھیں کیا جی پہ گذرتی ہی شب وعدۂ وصل
بند ہو جائیں نہ آنکھیں کہیں کھٹکا ہی یہی

جلوۂ قامت جانان کو قیامت سمجھو
مردی اوٹہ کر جسنی دیکھیں وہ تماشا ہی یہی

زلف پیچاں کی ہوا سے مجھے اللہ بچائی
ہوش آ نہ سکے اوڑا دیتی بگولا ہی یہی

سر محفل میں کہوں یار سی کیا حال اپنا
قفل اغیار کی منہ پر نہیں کھٹکا ہی یہی

غم مجھے اسکا نہیں اشک نہیں اثر کچھ نہ ہو
اپنے ہی چشم ہنسینگے ہمیں رونا ہی یہی

بخدا اسکی جدائی میں اگر موت آئے
ملک الموت کو سمجھوں کہ مسیحا ہی یہی

زینت و لہو و تفاخر سے نہ مالوف رہو
ہمکو قرآن سے ثابت ہی کہ دنیا ہی یہی

کوئی اس زلف کے پھندے میں گرفتار نہو
جسکا مارا ہوا مجنون سے وہ لیلا ہی یہی

سانپ کے قسم پچھلی ہی جو پھنسی ہی وہ شوخ
زہر ہی جسمیں پہ بندیکا وہ پتلا ہی یہی

اسکی رنگت سے مجھے خون کی بو آتی ہے
جسکا پیتا ہی عدو وہ ہی رنگیں دوپٹا ہی یہی

جسنے دیکھا تجھے وہ تیرا خریدار ہوا
اے صنم تو ہی کہ یوسف مجھے ہوکا ہی یہی

کیا ہی خسار چمکتی ہیں کیسی جی غش ہے
طور پر شعلہ بنا تھا وہ بھبوکا ہی یہی

کوچۂ عشق میں جگہ لگی ہی قصیدی اپنی
ہم گدا جسکے ہیں وہ چاند کا ٹکڑا ہی یہی

ہوش بجلی کی اڑاتی ہی یہی تیبیسی
جسکے خورشید جھپکتا ہی وہ مکھڑا ہی یہی

حال اسوقت مرے لگانا پوچھو ایجان
دوڑ کر تمسے لپٹ جاؤں ارادا ہی یہی

[illegible]

ردیف الواو

یاد آتی ہیں ... دل کے مجھکو

[illegible]

مر مر گئے اسطرح بسر کی شب فرقت
سکتہ سا رہا سانس جو دو بہر آئے

مرجی کو خرید پنکے تری کوچی کی مٹی
اک ٹوکری اکسیر اگر آئے

منزل پہ کہلا حال کہ بازار جہا نہین
جان سفری زاد سفر بیچ کر آئے

رکہا قدم اوسنے جو مین شاز یکے اندر
اک جان سے اپنی تن بیجان مین پھر آئے

عقبے مین کسی شی کی مجہی کیا ہو توقع
دنیا مین مری کونسی امید بر آئے

خمخانہ ساقی مین ہے رشک فلاطون
یہ عقل تو زاہد کو کبھی عمر بہر آئے

گلزار مین دیکہا جو مری سرو روان کو
قمری سر شمشاد سی نیچی اوتر آئے

سر اوسنی جہکا یا مجہی خونبار جو دیکہا
آنکہونمین حیا آنسو ونکی بدلی بہر آئے

فرقت مین جو اونچی ہوی بالونکی خبر لے
آرہ لیی کنگہی سر بالای سر آئے

تا منزل اول نہ چہٹا روح سے قالب
لپٹے ہوی دامن سی یہ گرد سفر آئے

ہم ایسے پراندوہ اوٹہی دار عنا سی
جب دفن ہوی گور کی چہاتی بہر آئے

اے عشق مجہے خدمت خار اشکنی بے
فرہادسی ہوگی نہ کبھی عہدہ بر آئے

مقبول جہان ہے سخن اس ہیچمدان کا
اطفال کی باتین مین بی ہر زہ در آئے

اے بحر یہ طوفان ہے یا وحشت دل ہے
پل ٹوٹ گیا سینے کا جب جوش پر آئے

کبھی نہ دنیا مین چین پایا ہمیشہ رنج و الم اوٹہائے
اسیر دل جگر ہمارے اگ بہڑکی اوٹہی لہسی

۵۹۹

یہان کے رہنے سے ہاتہ اوٹہایا چلے عدم کو قدم اوٹہائے
فرشتی بہی الامان پکارے وہ داغ دیکہی غم اوٹہائے

ردیف لام

پہلے ہی پاؤں نکالی تو چلی عشق کی راہ
کام اول ہی میں ہم منزل اول آئے

منزل لیلی میں خوں نشاں میں کر دفر کی نہیں
کون پرساں ہی سوا اس کی کہ بیدل آئے

نام کرجاتی ہی مرنے کی بھی دولت سے بھلا
گنج ہاتھ آتی جو غازی سر مقتل آئے

حج کو جاؤ کہ زیارت کو تردد کیا ہی
زندگی شرط ہی بحر آج گیی کل آئے

۵۹۷
یاد جس وقت کرو جنبش مژگاں آئے
لاکھ نشتر کی تلے اپنی رگ جاں آئے

تلوی جلنے لگے مہندی جو لگائی اوسنے
درد سر ہو جو لگا اس کو افشاں آئے

آچکا دن بھی کتنا یار نہ آیا افسوس
تاری گنوائی مجھے پھر شب ہجراں آئے

اوس مسیحائی کسیدن نہ مجھے یاد کیا
کوئی ہچکی نہ مری درد کی درماں آئے

ٹکری ہوتا ہی جگر سنکے فغان بلبل
کسطرح تجکو ہنسی ایگل خنداں آئے

دیکھنا ضبط ہمارا کہ دم آیا لب پر
وہ جو ولیں تھی نہ سنہ پر کبھی عنواں آئے

واہی قسمت کیسے صرصر نے اولٹ دی جو نقاب
اوڑ کی چہرہ پہ ہیں زلف پریشاں آئے

یار کے قدموں سے روشن ہوا گھر اپنا
دل جلانیکے لیے شمع شبستاں آئے

تھی مجھے پردے ہی ہاتھوں کی صفائی منظور
سماں پہ لگ کی نہ پھر تیغ صفاہاں آئے

مر گئے ہم نہ زمانی کی ہوا بدلے بحر
کوسے بلبل مری گور پہ گریاں آئے

۵۹۸
دل سے صاف کدر یار نہ آئی پائی
آئنے پر کبھی زنگار نہ آئی پائے

کاٹ کر رکھدو سر اپنا بھی تیغ نگاہ سے قاتل
اوٹھ کی زیر قدم آنکھیں نہ بچھاؤں یارب
بحث اچھی نہین معیوب ہی لازم تو یہ ہے

یار کے قبضے مین تلوار نہ آنے پائے
طاقت آجای وہ دلدار نہ آنے پائے
کہ قوافی مین ہی تکرار نہ آنے پائے

بحر کچھ غم نہ کرو دلکی جدا ہونیکا
اب بغلمین یہ بد اطوار نہ آنی پائے

۵۹۹
خلق کی باتو نسے بیگانی کو اپنا کیجیے
اوسکے ہاتھوں آگمین جلنا گوارا کیجیے
دست بردار اپنی چلنی سی ہین کیا دکھلائین بعض
سوچ رکھنا تھا مقرر کو تمہی اس پیچ کا
نا تمی رہیی فقیر بمین بھی پیر استاد کو

چال وہ چلیے کہ رلمین او دیا کیجیے
اپنی دلکو کیوں ہتہیلی کا پہپولا کیجیے
نسخہ قسمت مٹی تو کچھ مداوا کیجیے
پھنس گئے ابتو ہم اوسکی دام مین کیا کیجیے
بھیک کی ٹکڑونپہ مرشد کا پیالا کیجیے

چاہیں پھنسے کے نہیں ہی بحر پیل و نہار
ونکو چڑہا کیجیے راتو نکو رویا کیجیے

۶۰۰
مرض پالیے یا دوا کیجیے
کسیکی نشانی ہے داغ فراق
پھنسا یا ہمین آپ نے دام مین
نہ پوچھو مزاج اپنے بیمار کا
ہوو نمین بھی زلفونکا بل آگیا

محبت کا ہے درد کیا کیجیے
اسے سینے سے کیا جدا کیجیے
کوی آج قید سے رہا کیجیے
دم واپسین ہی دعا کیجیے
مقدر کے ہین پیچ کیا کیجیے

قطعہ
۱۳ اب نہین مزہ گری ہین بحر
ضعیف سے ابتی جیا سے کیجیے

[illegible]

بن ٹھن کے گھر مین بیٹھیے یا چوکی جائیے | جو بات ہو حضور کے شایان کیجیے
کھبرا کے اوٹھ کھڑی ہوی کیون بیٹھے ہی | محفل کو دوستون کے نہ ویران کیجیے
منظور ہر طرح ہی مجھے آپکی خوشی | یہ جان نذر ہی ستم ایجاد کیجیے
خالق نہ دی کسیکو محبت کا حوصلہ | مرجائیے نہ چاہ کا ارمان کیجیے

سفر سخن کو ہجر نہ پوچھی گا بیوقوف
بلبل کی کیون دماغ پریشان کیجیے

۶۰۲

ان گلون سے صورت گل ہی جدائی کیجیے | چار دن کی واسطے کیا آشنائی کیجیے
حسن کی خیرات مانگی ہی جو ہاتھ آئی کہین | تاج سلطانی کو کشکول گدائی کیجیے
وای غیرت چین پیشانی منعم دیکھیے | کھینچکر قشقہ جبین پر بینوائی کیجیے
ہجر مین چال ہی کوئی نہمین پہچانتا | آشنا ونسے دوبارا آشنائی کیجیے
پاون رکھنے کا اگر دعوی ہے کوی زمین | سر کے بل چلیے اگر اپنی رسائی کیجیے
جان نثار دہمین شعار اپنا ہی ہو جائی کہین | ہاتھ پر سر رکھ کے قسمت آزمائی کیجیے
چار پہلو نکی لیتی ہین سیخ کا ٹوٹکوب | باغ عالم مین بُروں سے بھی بھلائی کیجیے
تیرے چھلے کا جواہی ہاتھ پر گل کھاتے | دست بیضا سے برابر کی کلائی کیجیے
سنہ چھپا کر ایسا ترپا یا کہ ٹوٹی استخوان | اب دکھا کر زلف کار وسیاہی کیجیے
جان ودل سے آپ پر قربان ہین سالک ہین اب | جانستانی کیجیے یا دلربائی کیجیے
ایک دلسے آفتین دو ہر طرح جھیلی جائینگے | زلف کو منہ دو ہیجی ہر طرح ادائی کیجیے

کیون ہماری سدرہ ہوی سگان کوی دوست	گوشت کسکی لیی ہی استخوان کسکے لیے
لو لگی ہی جان کو کسکے چراغ حسن کے	محفلونمین پہرتی ہین پڑا نہ سمان کسکے لیے

اوٹھ گئی احباب سب ایک ہین محفلمین مجھ
نقش پائی شکل بیٹھی ہو یہان کسکی لیے

ذیمقدرت نہ سست تمنا ہو تو جانیے	۶۰۵	جم جیرصد نوش جام گدا ہو تو جانیے
عیسے سی عاشقونکی دوا ہو تو جانیے		بیمار ہجر کو جو شفا ہو تو جانیے
بلبل پہڑک کی جال سے آزاد ہو گیا		زلفونمین پہنس کے کوی رہا ہو تو جانیے
کیونکر یقین ہو کہ وہ پوری ہین بات کے		ہمسے جو کوی وعدہ وفا ہو تو جانیے
سلجہای اپنی بال جو تمنی تو لطف کیا		ہم عاشقونکے عقدہ کشا ہو تو جانیے
بتلاے کون کعبۂ مقصود کا پتا		اپنا ہی دل جو قبلہ نما ہو تو جانیے
فصل بہار تمکو مبارک ہو بلبلو		اپنا نہال عشق ہرا ہو تو جانیے
محراب مین سجدہ کیی شیخ نے تو کیا		خنجر تلے جو سجدہ ادا ہو تو جانیے
کہتا ہی ظلم یار کی رفتار ناز سے		پامال ساری خلق خدا ہو تو جانیے
ارباب عشق قائل تاثیر عشق ہین		معشوق عاشقونپہ فدا ہو تو جانیے
تا گوش ماہ کیک کا نالہ گیا تو کیا		تم تک ہماری آہ رسا ہو تو جانیے
سوزن ہی وہ نکیلی غزہ نام کے لیے		چاک جگر کسیکا سیا ہو تو جانیے
زاہد ہی دیکہکر اوسی کرتی ہین دعا		یارب یہ حور ہمکو عطا ہو تو جانیے

ایضاً

قطعہ

ہم مسافر ہیں سرا دنیا ہے چندے ہے مقام	ق	چار دن کے واسطے کیا دولت و زر چاہیے
زیست پر جسکو حکومت ہو وہ ڈھونڈے ہے سلطنت		جو رہے دنیا میں اوسکو تخت و افسر چاہیے
اسپ چوبی پر نہ چڑھنا ہو جسے انجام کار		ہاتھی گھوڑا پالکی اوسکو میسر چاہیے
خاک پر جسکو نہ سونا ہو اوسے بیا ہے فرش		گور میں جسکو نہ رہنا ہو اوسے گھر چاہیے
اپنے آگے تو امیری سے فقیری خوب ہے		فرش و مسند چاہیے گر نہ گھر چاہیے
ساز دنیا ہیچ ہے سامان عشرت ہیچ ہے		چاہیے اطلس نہ کمخاب و شجر چاہیے

بحر جیتے سوئی کام آئی درکار ہے
ایک تسمہ ایک تہمد ایک چادر چاہیے

غازہ توبہ سے زیبا روی انسان چاہیے	٤٠٨	ہاتھ میں آئینے کے تجافر عصیان چاہیے
چار دیوار عناصر جلوہ گاہ یار ہے		قد آدم آئینہ ہے چشم عرفان چاہیے
دورہ عالم میں خواہان سلیمانی نہ ہو		اس انگوٹھی پر نگین داغ حرمان چاہیے
روشنی آنکھوں کی ہے مانند ساغر نور کی		لاؤ بوتل سامنے شمع شبستان چاہیے
جو کٹے ہیں جھیل جاتی ہیں وہ کڑیاں عشق کی		دانۂ زنجیر کو دندان سوہان چاہیے
واہ کیا ابرو ہے جانان ہیں گیو دل قربان ہے		ان کمانوں کے لیے چلہ رگ جان چاہیے
کوئی لادے خاک کوئے یار سینے پر ملوں		درد اوٹھا ہے جگر میں آج درمان چاہیے
آمد آمد اپنے دل میں ہے غم محبوب کے		جان نکلی تن سے استقبال مہمان چاہیے
یار کی سیب زقن کا وصف لکھتے ہیں بحر		آم کھانے کو ہمارے باغ رضوان چاہیے

چھکی اور بجا پی تو چھنت دیکھیے
کچھ کچھ بھیدی کا چھت کی ... دیکھیے
پھیرے اٹھو زیکو سرپٹ دیکھیے
رہی کا نہین میرا غبار
ہون سنبھل بچھ بچھ ... دیکھیے
دو اگلی یہ تماشی پھر کہان
رنگ کیا دکھلای تلچھٹ دیکھیے
دورہ آخر مین کیفیت نہین
لگی آخر رکاوٹ دیکھیے
ہم نہ کہتے ... سننی ابھی نہین

یا الٰہی خیمہ پھر آئے بہار	ق	کیا حرارہ لای سودا دیکھیے
کل جو کچھ صورت ہوی تھی مٹ گئے		اور ہی ہے آج نقشا دیکھیے
ابر وہ شبنم پھر گرہ پڑنے لگی		دل طبیعت مین پھر آیا دیکھیے
درد سے چشم مین درمان طلب		دیکھتے ہی ہین مسیحا دیکھیے
دیکھیے داغی دلونکو اذن عام		پھول والونکا ہی میلا دیکھیے
انتظار یار کہتا ہے یہ ہے		زندگی جبتک ہی رستا دیکھیے
وصل ثابت ہی تفادل سے مگر		کب وہ آتا ہی زمانا دیکھیے
کیا بلای بد ہے یہ باد خزان		ہو گیی سب پھول پتا دیکھیے
بزم ناپرسان مین قسمت لائی ہے		بیٹھیے اپنے اگر جا دیکھیے

بحر اگر چمکا ستارہ عیش کا
لوٹیی گردونکا مجرا دیکھیے

کب سولا تا ہی چھپر کھٹ دیکھیے	۲۱۱	پھر بھی لیتی ہین وہ کروٹ دیکھیے
ساغری ہین دوالی کے چراغ		سنبجو نین پہ جھلکے جگمگٹ دیکھیے
پردہ فانوس مین روشن ہے شمع		گوری گوری سنہ پہ گھونگھٹ دیکھیے
ہم بری حالون مین تو کیا آپ کو		آپ بس اپنے سجاوٹ دیکھیے
کعبہ مقصود ہے بیت الصنم		کیجیے سجدے جو چوکھٹ دیکھیے
سر لگے ہین یار کے قدمونکی ساتھ		کھائی ہی بچھوی پر الوٹ دیکھیے

[illegible]

اثر جذبۂ عاشق جو نمایاں ہو جاے
دیدۂ کبک کا تار اسد تا باں ہو جاے

جسم میں گل کا ہی عالم جو خدا آنکھیں دے
ہر ورق طفل شگوفہ کو گلستاں ہو جاے

ہمنو کیا ہیں جو خضر سی بھی کری بازی عشق
گوی دل کی لیے سینہ کف چوگاں ہو جاے

جو معشوق ہی جو ہر عاشق ہی ہی
سر اگر خاک پہ لوٹی دُر غلطاں ہو جاے

دیکھیں اوس بت کو تو یا ہیئت ہاہو قلب
قلب نا قوس ہو زنار رگ جاں ہو جاے

مجھسے سیل مژۂ یار جو کاوش کیے
دیدۂ داغ میں سرمۂ شب ہجراں ہو جاے

سیکھ لے مجھسے اگر معنی تر کی بندش
نفس کے سینہ میں گہر قطرۂ نیساں ہو جاے

جوش پر آئی اگر داغ عنادل کی بہار
وجد ہر گل کو ہو طاؤس گلستاں ہو جاے

دانۂ خال کے خاطر میں عبث و یا ہوں
یہ وہ غلہ نہیں بارش سی جو ارزاں ہو جاے

نحجت سرگشتہ ہیں ایسی میں ڈھونڈھ ہوں معشوق
قاف میں حور پہ خلد میں نہاں ہو جاے

سحر اگر اوس گل خورشید کا سایہ پڑ جاے
چاندنی چاندنی کا پھول دو چنداں ہو جاے

۶۱۴

مال ہاتھ آئی تو تابع وہ پری رو ہو جاے
سونٹہ زر کی مری محبوب کو جادو ہو جاے

آب افشاں لب یا ہوں جو دنداں صنم
کھل کے ہنسی وہ شہسوار کی چلو ہو جاے

اپنی محسن کی بھلا کچھ تو کری رو دار
ماہ نو چہرۂ خورشید کا ابرو ہو جاے

میں وہ گم ہوں جو مجھی خضر بھی ڈھونڈھی تو نہ پائے
عمر مانند نفس صرف تگاپو ہو جاے

رنگ کے ساتھ اوڑی آپ بھی ہلکا ہو کر
لعل دیکھے تری جگنی کو تو جگنو ہو جاے

ردیف الیای تحتانی

[illegible]

اوسکے جلوے سے ہوں محروم کسائی کے سبب
صاف دل ہو تو مجھی آئینہ داری ہوجاے

ستنجا بھی نہیں ملنی کا جو گزرا ہفتہ
سات دن ہر کوئی گو ہفت ہزاری ہوجاے

قطرۂ یار نی تو زخم ہماری نہ سیے
سوئی اپنی کہیں عیسی کو نہ بیاری ہوجاے

زلف یاد آئے تو کیونکر نہ کرے دل فریاد
تار چڑھ جائیں جو تو بھی سپاری ہوجاے

نہ تھکو گریہ و فریاد میں اے دیدۂ دل
اپنے اپنی غم و اندوہ میں باری ہوجاے

سازواری ہو قدم فصل بہاری تیرا
جان بلبل کو بھی پھول بہاری ہوجاے

اے تو ہم بھی تو جائیں کہ صنم ہوتا ہے
تم میں سے کوئی صنم جان ہماری ہوجاے

جیسے میں سے ہر کہا کر اوسے اتنا جو چہون
کیا کرے وہ جو کوئی جانسے عاری ہوجاے

شعلۂ حسن جو بھڑکی تہ دامان چمن
تہی میں گھانس کا پتا بھی کناری ہوجاے

تیری ہاتھ آگی اوڑی جو بھیجت مشکل ہے
طائر رنگ حنا باز شکاری ہوجاے

تیری کشتوں کو تمنا ہے ملی خضر کی عمر
دہن زخم سے کچھ شکر گزاری ہوجاے

بحر چار آنسو ونسی پار لگی کا بیڑا
رو رو رونی سی اگر کار برآری ہوجاے

۲۱۶

حسن کامل ہی تو پھر زور نمائی ہوجاے
مہر سے پنجہ مہ نو سے کلائی ہوجاے

تیری قد سو نسے جو آنکھوں کو جدائی ہوجاے
شیر پردہ میں کہ قالین ترائی ہوجاے

علم آہ میں باندھوں رگ جان کا چلہ
اوسکی درگاہ میں شاید کہ رسائی ہوجاے

جھک گئی پیش آئین سر اک سی جو بشکل محراب
ہر صنم دیر میں مسجود خدائی ہوجاے

آنکھ ہین بندہ کی نکلا کی باد پاؤن ہلے
تم کو گھوڑی نہ کوئی چشم نمائی ہو جاے

کوئی بیمار محبت نہین لاغر ہم سا
نبض ساقط ہو تو معدوم کلائی ہو جاے

کوئی صورت نہین سلفہ کی گرفتار ہین ہم
حکم ہپانسی کا نہین ورنہ رہائی ہو جاے

دشت گردی کا ہی نشا یہی حسرت ہے
کہ انگور مجھی آبلہ پائی ہو جاے

سجدی کرتا نہین بت کو کسیلے آگی
ہی یہ اندیشہ عبادت نہ ریائی ہو جاے

جو کہ سنکے ہین وہ معراج کا اقرار کرین
اور سکے کو ٹہی پر اگر اپنی رسائی ہو جاے

زاہد و دعوت رندان ہی شراب عر کباب
کبھی سبحانی مین بہی روزہ کشائی ہو جاے

پتلیان آنکھ مین جبتک ہین مثور ہی جہان
بت ہون روپوش تو اندھیر خدائی ہو جاے

سحر جو بات ہو مقبول تری بہی اچھی
نغمہ وہ نالہ ہی جسکی شنوائی ہو جاے

نقوش جام کی ساقی فسونگری ہو جاے
پری اوڑا اونمین بنت العنب سی ہو جاے

کبھی جو زیب بدن جامہ زری ہو جاے
وہ اوڑ چلو کہ پری کو بہی پی پیچ جاے

ہر ایک شعر مین فکر بلند کا ہی یہ قصد
کہ اس زمین کو فلک سی برابری ہو جاے

اگر سلے تری کوچی کی خاک بردار سے
طبق نیاز کا یہ نکو ٹوکری ہو جاے

نہ تاک غیر کو چشم کحیل سے ظالم
نہ میل سرمہ مجھی تیر کی سری ہو جاے

بہار سبزہ شمشیر امتحان دیکھین
کبھی تو کھیت ہے پر کشتہ ان ہری ہو جاے

سفید سر ہو تو عشق کا کیا تعجب ہی
پڑی جو برف تو اعضا کو تھر تھری ہو جاے

ور سے کہتا ہون کہ پہلو مرا خالی کر دے
تجھی جو صفت وہ محبوب صنم آنکہ دے
ساقی آیا در پی سجدہ [illegible] کو صاف دے
نظر لطف تو یہ مجھ سے دعا کی طرف
گوش گل بھی ہین ہمہ تن شبنم سے کہ یارب پہر دے
ان کی گلزار مین گرم فغان ہی بلبل
[illegible]
[illegible]
بار الہا مجھی اس ولی کی عوض [illegible]
[illegible]

امید لطف و کرم خاکسار رکھتی ہین	ای آفتاب کبھی ذرہ پروری ہو جاے
خدا کی فضل سے پھر سبز ہے کلام اپنا	عجب نہین ہی جو شاخ قلم ہری ہو جاے

سناع بحر کو شعری کہنا کی لیتا ہی
خدا کری کہ خریدار مشتری ہو جاے

فاقہ مستان محبت کو می کوثر دے
یار کی ابرو نہین ہو جو تصرف کی جگہ
حیف ہی ہم نہین قائل ترے ساقی کی
سیکشو ہو سم گر یا مین ہی تیرے ضرور
زیب و زینت نہین ارباب فنا کی گہر مین
درد پہلو سے یہ معلوم ہوا ای جراح
یون مجھی سیر دکھا باغ جہان کی یارب
تا کجا کوی جدائی مین رہون آوارہ
حسرت صید گہ یار ہی ایسی مجکو
آرزو ہی شفق صبح کا عالم دیکھون
اسقدر مجسے مخالف ہی مانی کی ہوا
کونسا دل ہی کہ جو تجسی گرفتار نہین
باغبان گل کسی سمجھا ہی تو بلبل کیسا

۶۲۰

ای ہلال رمضان پھر مجھی ساغر دے
کوی اس بیت مین معنی محبت بھر دے
تو وہ ہی ہنس کو دانی کی عوض گوہر دے
آب تر بز ہو شراب ورنگ ہون سر دے
خانہ گور کو در کار نہین چہت پر دے
دل نہین ہی کوی بہا ہی ای نشتر دے
ہاتہ کو زردی مری طائر دل کو پر دے
کھول ابتو در الفت مجھی دلمین گہر دے
مرغ دل تیری کہتا ہی مجھی شہپر دے
کہہ ساقی سی کہ کنٹر مین می احمر دے
شمع روشن کرون گہر مین صبا گل کر دے
بال باندہی سے نے الفونکی ہن لا کہون برکے
جلوہ عاشق کو دکھاتا ہی صنم در پر دے

جبتک ہری جام پہول شراب کی گلال دے
انتا صنم کی بہار علی الاتصال دے
اک پہانس سی یہ دلمین صارم ڈال دے
وہ دانت وہ دہن [illegible] نکال دے
در جل گری [illegible] دیکھی جو بال دے
ہرگز نہ [illegible] نگین مین چمک نہین
مجھ سے سر خدا کی [illegible] تو مال دے

ریختی

کیا اعتبار تیری قسم کا وہ بہی یار
فردا کا وعدہ [illegible] نصیب [illegible]
بالا ہی [illegible]
ادہیلی [illegible] کالیجا نکال دے
دل ہی [illegible] لے جا [illegible]
الفت کے [illegible] ہلال دے

[illegible]

[illegible]

اچھونکی کوی بات نہین ناگوار طبع
کے دن یہان رہیگا عمارت اٹھا کی تو
قتنا و اگر سنے تری شیرین ہی کلام وصف
ساقی فزا ہی گر مے مین آب سرد کا
کامل سہ دو ہفتہ ہوا شب کے شب تو کیا
استاد کوی ایسا نہین جس سے سیکھون

بیٹھے ہین گالیان ہی جو صاحب جمال کی
عقبے مین گھر بنا جو خدا انجکو بال سے
کیهاری کنوین مین قند کی کوزونکو ڈال سے
بوتل شراب ناب کی شیشے مین جہال سے
جسکو نہ ہو زوال خدا وہ کمال دے
میری غزل کے عیب و ہنر دیکھ بھال دے

پینے کا ذوق شوق اگر ہی تو اسکی سال
لکھ بجر ہٹیونکا اجارا سوال سے

۲۲۲

نعمت دنیا سے میری بنیوا پیدا کرے
درد اوس بیدرد کے دل مین فسا پیدا کرے
یا تو یہ دل پائمال خلق ہے پیری کی شکل
عشق جسکا نام ہی وہ موت کا پیغام ہے
چال ایسی چل کہ عالی مرتبہ جو ہین قدم
حال غم روشن ہوا ہین ہمسر شیوا ہر
دونون عالم مین نظر آتا نہین تیرا نظیر
زاہدا ایسا ہوا تیری دامن اگر کہ دون علم
ایک دو کا شکوہ کیس کسکی شکایت کیجیے

اپنے روٹھے سو کبھی لگڑ دنمین مزا پیدا کرے
کچھ رسائی میری آہ نارسا پیدا کرے
یا کسی تک دسترس مثل حنا پیدا کرے
جان دو پھر تو جیسی وہ دلربا پیدا کرے
شمس کے تسخیر تیرا نقش پا پیدا کرے
کیونکہ اپنا اشک اختر کی ضیا پیدا کرے
ہی وہ احول جو کہ تجھسا دوسرا پیدا کرے
موج کوثر کی تمہارا ابر پیدا کرے
اور خلقت نہ نئی دنیا خدا پیدا کرے

[illegible]

نہ راس آئی الفت ہوی ناتوان ہم
مرض ہو کے لپٹی نزاکت تمہارے
جلاو تو ہوی الگ ہر زبان دین پہ
نگاہ یہ رہے ہی محبت تمہارے
[illegible]
کہ ہمسے نہ ہوی رفاقت تمہارے
[illegible]
نہ کام آئی صاحب سلامت تمہارے

قطعہ

[illegible]

زبان ہم ہی ہین کہتی ہین ہما اپنی زبان
صفا ہو ہمین ہما [illegible] کدر گزرے
خلاف [illegible] تمنا ہم کہل کہیلو
خدا [illegible] ہی ہم بہرے
تمہاری پاس ہی اور [illegible] کہین ہم بہرے
جو بیٹھ کے ہمین ہی بہری کوی دم بہرے
وہ بیوفا ہی مری پاس یکدم بہرے
اگرچہ سینی مین تیر یار او کہڑکی دم بہرے
برنگ سایہ نشیب و فراز دیکھتی ہین
خوشی نہین جو بری ہی غم نہین جو ہم بہرے
یہ راستی ہی کہ مین کہ لالہ پہول کہاے
مگر نہ زلف کی مانند پیچ و خم بہرے
برنگ برق ہنسین کیون نہ اپنی ہستی پر
کہ کیا وجود مین ہم آی کیا عدم بہرے
طریق راہ نمائی مین ہو نہین سرگردان
ہمین کی میل منازل اگر قدم بہرے
گل مراد بلا کسو باغ دنیا مین
ہمین تو پہول ہی آج ای غنچہ بہرے

ردیف یا

کمینی کو سر پر چڑہایا ہی تمنے	اوتر جائیگی ساری عزت تمہارے
کہان شیشہ دل کی کہائی ہے ٹکر	کہان جاتی پھوٹی ہی قسمت تمہارے

کہو کچھ ایسی ہی تہی شکل آگے
ہوی کسکی پیچھے یہ صورت تمہارے

۴۲۴

کبھی نہ اپنی جہالت سی آپ درگزرے — جو کچھ مزاج مبارک مین آیا کر گزرے
فساد ہی رہی جبتک رہا شباب اپنا — ہزار شکر کہ ایام شور و شر گزرے
بنی ہی جان پر ایسی کہ اب نہین امید — کوی گھڑی کوی ساعت کوی پہر گزرے
کبھی جو یار کی انکہو سی لڑ گئین انکہین — مژہ کی تیر کلیجی کو توڑ کر گزرے
عدم سی آی تہی ہستی مین کیا بری ساعت — نہ اسقدر کبھی ہم رنج جسقدر گزرے
خدا نے چاہا تو وحشت کو اب جاینگے — اگرچہ سانحہ گزریگا جان پر گزرے
مثال باد صبا کوچہ گرد ہستی ہین — کبھی ادہر کو گئی ہم کبھی ودہر گزرے
برنگ لالہ گئی ہم یہانسے داغ بدل — بشکل سرو نہ پہل پایا نی ثمر گزرے
جہان پہونچ ہوی اپنی وہان گئی سو بار — جہان ہوا نہ گزارا وہانسے در گزرے
کب آئیگا وہ آئیگا دن کب آئیگا — فراق مین تو کئی چاند آگئی گزرے
جنہین سمجھتے تہی ہم رہینگے اپنی بعد — ہزار حیف کہ وہ ہمسی پیشتر گزرے
نہ دیکھی آنکھی ہین پہر کبھی جمال اپنا — اگر پری کے نگاہو نسی وہ بشر گزرے
سمجھ تجلی زر کو چراغ کم روغن — کہان امید کہ عشرت مین رات بہر گزرے

کہ سے بہار کے عشق [illegible]
گرا ہین قیر کے نہین [illegible]
رہی [illegible] کا خاکسار دن [illegible]
بہار [illegible] کا [illegible]
سہلائی کی حال [illegible]
جو دل نقش [illegible]
نہین کی شمع [illegible]
مہا [illegible]
[illegible]

غزل [illegible]
نہ جیسن [illegible]
صفا ان یار کی [illegible] زبان [illegible]
[illegible]
سبحی

٦٧٦

کبھی افسون نہیں نپائیگا یہ تاثیر کوی | کان رکھکر تو سُنی یار کی تقریر کوی
بیٹھتے ہین جو کبھی پاس اوٹھا دیتی ہے | اپنے گھر آہی کی کرتا ہی یہ توقیر کوی
آج تو عید ہی احباب گلی ملتی ہین | دوڑ کر ہمسے بھی ہو جاے بغلگیر کوی
کیا ہی عاشق کو تمنا ہی ہان ہینی کی | کوچۂ یار ہی منصب کو جاگیر کوی
محتسب کا ہی جو کھٹکا تو یہ طرب سی کھو | اسطرح گای ترانہ نہو تحریر کوی
کسسے احوال جہان پوچھی غافل ہی جہان | خواب مین خواب کی دیتا نہین تعبیر کوی
کونسا گھر ہی کہ جس سی نہین مردہ نکلا | دار فانی مین مبارک نہین تعمیر کوی
چہرۂ یار کے اوصاف رقم کرتا ہون | نہ لکھی سورۂ والشمس کی تفسیر کوی
تیری ایک ایک گرہ سنگ فلاخن سمجھے | تجکو بھپائی جو اِی زلف گرہگیر کوی
نقش ثانی کو یہ سمجھا نہین نقش اول | بیچی یوسف کو خریدے جو وہ تصویر کوی
اسطرح ڈوب گئی دلمین نکیلی وہ مژہ | مین نی جانا کہ کلیجی مین لگا تیر کوی
اپنی زلفونکی طرح مجسے الجھتا کیون ہے | عقدہ کھلتا نہین کچھ بات تھی تقصیر کوی

زندگی ہجر کی آرونسی نہین کٹتی ہجر
کمر یار کی لادی مجھی شمشیر کوی

٦٧٧

سو ہوس ہون بنا تا نہین اکسیر کوی | پیش جاتی نہین تقدیر سی تدبیر کوی
نیند آتی نہین اتو نکواہ نہین سنتا ہون | کانتک اوس کے گیا نالۂ شبگیر کوی
ابتو فرقت کا نہین زور ہی نگاہ نہین جو تو ڑ | ترکش حسن مین اوسکی رہا تیر کوی

قطعہ

سمجھ فرزند حسن کو باغ سبز
تو جبکہ ناہر ترے اے دل ہوے
کسی گل کا دانہ ملا آج تک
کسی زلف کے بال حاصل ہوے
مسلط ہوے جان پر کالے ناگ
طبیعت جو زلفوں پہ مائل ہوے
لگی کسکے سرسے بولے غرور
یہ آندھی جب اوٹھی نہ زائل ہوے

مسیحا برا انجیل نازل ہوے
محفوظ ہوا روح جان بخش یار
نوازش سے اکثر تو خوشی ہم کو حاصل ہوے
ہوتی تماشے کے قابل ہوے
اپنی دیدار بن کو حاصل ہوے
مکرم ثابت فلک عشق کی بیمار ہوے
ہاتھی کی دم دم میں پرکار ہوے
دلی آشنا

خزاں میں بھی نہ چھٹا وہ اس چمن سے
بنا ہی کچھ نصاب سے طلسم اونکا
حباب بھی جسم کی نال میں نازک تر

ہوی جو سوکھ کی کانٹا تو خار بستر سے
سب وہ گلبدن ہوی چھریاں تیر دست سے
نظر کی بھی جو لگی ہمیں شکست ہوے

تڑپ دکھانا ادی بحر ماہی دلکی
غضب ہوا جو وہ تار نگاہ شست ہوے

۶۲۹

اپنی اعمال سے بیرہن پھر وارے ہوے
گلعذار شوقکو نظر آئی جو اوسکے رخسار
ابرو ونگہ ہوی جنبش تو چلیں تلواریں
ناتوانی کے عنایت سے ہوی نقش قدم
زخم سینے کی ہوا آئی جو میں وسکو دیکھا
کیا سلوک اپنی اقارب سے کریں آئینہ دل
کچھ نہیں فکر مساوات کی عالم میں یہاں
میں ہوں وہ عاشق لاغر کہ مجھی رہتی ہیں
اسقدر دشت محبت میں ہی سرگردان
کیا خراماں ہوا وہ گل کہ چلی باد بہار
ہر طرف لوگ تماشی کو کھڑی رہتی ہیں
ابتو عاشق سے نہ شرماؤ گلی سے لگ جاؤ

سوتے تھے سر پہ جو دیوپ آئی تو بیدار ہوے
کانٹو نکی مول پھولونکی خریدار ہوے
کبھی جھکی جو پلک پر چھیونکی وار ہوے
تیرہ بختی کے سبب سایہ دیوار ہوے
سبزے کانٹونکی بھی ہم زنگار ہوے
آب پیکانسے کہاں تر لب فائدہ ہوے
داغ کام آئی کبھی پھول جو در کار ہوے
کوہ ور کبھی گھر بیٹھ نکے غار ہوے
آبلے پاؤں میں راستی ہموار ہوے
نقش پا پھول ہوی اتنی گلزار ہوے
ہم جو دیوانی ہوی رونق بازار ہوے
سبزہ آغاز ہوا روئیں نمودار ہوے

ریختہ دلپسند

اتنا عجز پکارا اس سر دار حاصل ہوے
جسے صورت تیری دیدار حسن
کہاں بلبلی بھی انچ تیری لیکے سائل ہوے
طبق سپہری بھی نہ سماں سمای ہوے
بہی گنگنک ابی ماحل ہوے
جس پیچ دامان بچلے ہوے
جو دہ بیٹھ گیا وہ محفل ہوے

قطعہ

بیجا اب جو ہر ایک کے نعل ہوے
جسے رنگ صحرا نے کیا باغ ہی
دہ نرنگ جسن جب ہوئی نے کیا باغ سا
بہار آمد ملی پھر چمن سے قابل ہوے
بیکار اعدا بیکم صورت پیش آئی جو شمس ہوے
بہ پیر کسکند کے عاصم ہوے
جو پہچانیں جن جب ملے اسکا تلک
بیعد میلا اسکا سی بھی بی

بنی جس میں زر غزل کی زمین		طبیعت جب اپنی محصّل ہوے

رہی عمر بھر بحر طوفان میں
نہ کشتی کبھی روبساحل ہوے

بچھڑ کر ملاقات مشکل ہوے	۶۳۱	بدن میں نہ پھر روح داخل ہوے
محبت ہی دونون طرف پر ہی فرق		کہیں داغ ٹھہری کہیں تل ہوے
گلو اُدا شعر لُوا پر عمل ہو گیا		کسی دن جو یارو نکی محفل ہوے
چھری تیز رکھتی ہی وہ چشم مست		فرّہ سے بطمی بہی بسمل ہوے
توانائی ایسے سفر کر گئے		کہ مضمون کو تحریک منزل ہوے
سمائے یہ آنکھوں میں محرم کی جام		کٹوری تری چشم محفل ہوے
تری چشم بیمار کے دید سے	ق	یہ تاثیر ای گل شمائل ہوے
کہ نرگس ہی زرد اپنی آنکھوں میں رخ		ہوا اوسکو یرقان انہیں سل ہوے
لبوں کا جو بوسہ لیا مر گئے		نصیبوں سے شکر ہلاہل ہوے
جھنکائی کنوئیں تونے زہرہ جبین		فرشتوں کی بھی عقل زائل ہوے
نہ پوچھو پھڑکتی ہی کیدن سری آنکھ		کسے تیر فرگان کے بسمل ہوے
رہی داغ بنکر مرے آنکھ میں		جو پتلی نہ اوس گال کا تل ہوے
چلے سیکڑوں یہ حسرت لیے	ق	نہ کیفیت وصل حاصل ہوے
نہ بنت العنب نے کیا اتحاد		کہ اپنی لہو میں نہ شامل ہوے

ردیف یائے تحتانی

ہمیں خبر نہیں اہل چمن پہ کیا گزرے

ردیف الیاء

کبھی دیکھ لی جو رنگ بدن تجھ سا ایک گل تو خراب تھے چمن
کبھی ایک روز نہ ہی غضب کہ کٹا عمر نہ تعب

نہ مزا ملا نہ پیٹ بھر ابھی ہر نوالہ زہر ہوا
یہ طریق ہی مسافرونکا شام آیا صبح گیا

کوئی سمجھی یا نہ سمجھی کوئی ہین بعضی عجب ہے
رہا انتظار روز ہی ہا خار گل ہوا نہ کبھی

نہ تو اسلحا نہ رخت بدن نہ فرش کے اسپر چمن
سخدا یہ ہی فاسی بعید کوئی خاک ہی کہی خشم سید

نہ ڈر کسی سی باشعلہ شوق سی کچھ دو

وہ خدا دی ہی ہی ہیکو ہین کبھی جو خلد ور ہوے
کبھی ایک نسبت عیش و طرب مجھی عمر بسر ہوے

ترے لئے ان نعمتاہی نیا مجھی توشہ سفر ہوے
جو رہا ہی چند روز رہا یہ الکسیکا گہر ہوے

جو بات اونکی چاہی ہوئی چاہی عمر بسر ہوے
مری غمین خزان ہی ہی کبھی شاخ خشک تر ہوے

مین خرید کہتا اپنا کفن مجھی خلد اسقدر ہوے
سو غیر جنکی سی ہی یہ دو نگہ کبھی ادہر ہوے

ابھی تہی جلال قا ضیونکو می سرخ آب تر ہوے

کہو مجھ کیا ہوا ئی الفقیر مین کہتا تہا بری ہین سطور
ہے تم دلیل یا کوئی اور کوئی بات کارگر ہوے

نقاب مین نہین سو جہ منہ چہپا ئی ہوے
نہ پوچھو کسلیے آنسو ہین ڈبڈبا ئی ہوے

بنی گا داغ جگر ایکدن چراغ مراد
جنی ہی یار قمر جہر نی ضرور افشان

بنا دیا مری قسمت نی پہول کو کانٹا
بچا نہین کوئی کہا ئل تمہاری ابرو کا

۴۴۴ کسی غریب کا آئی ہین دل دکھا ئی ہوے
کسی جگہ سی ہم آئی ہین چوٹ کہا ئی ہوے

بتو ہم اپنی خدا سی ہین لو لگا ئی ہوے
ستارے آج فلک پر ہین جھلملا ئی ہوے

کھٹکتے ہین مری آنکھو ن مین وہ سما ئی ہوے
یہ دونون نیچی ہین سر مین بچھا ئی ہوے

روشن ہوا چراغ تمنا نہ خلق سے
خالق سے لو لگای جو بی آسری ہوے

توقیر اب ہماری نہین اونکے سامنے
وہ دن گئے کہ آپ تھی ہم اب اری ہوے

جنسی لعل داغ ہوی کسر نفس سے
صرف زمین خاک پاک مین ہم بھی مہر ہوے

بیری مین یاد آئی جو کشت عدم تو کیا
کب بوی ہمنی تخم عمل کب ہری ہوے

خالی نہ دوستو نسبی وطن ہو دعا یہ ہے
تعوید جسطرح رہین گھر مین گہر ہوے

ہم بہی وسیلی چشمۂ الفت مین غرق ہین
خضر اپنی زندگی مین ہین جس پر مرے ہوے

ای آہوان چشم صنم تمسے الحذر
پہولی کبھی چمن نہ تمہاری چری ہوے

جسدن فراق یار کا پانسا پلٹ گیا
ہم جی اوٹھینگے نرد کی صورت مری ہوے

گولی کی تیبی پسی مجہی تاکتی ہین وہ
بندوق کیطرح ہین وہ مجہسی بہرے ہوے

یہ حال ہو تو لطف ملاقات خاک ہو
بہڑکی ہوی وہ ہمسی ہم اونسی ڈری ہوے

رونے سے بھی نہ سبز ہوی کشت آرزو
ہم خار خشک ہی رہی جنگل ہری ہوے

لیجا ہماری پاس سے لی پنا یہ لعل داغ
مدت ہوی ہی تیری ہر ہر مری ہوے

فرمایا رحم رونی پر اوس سبزہ رنگ نی
ای بحر تخم اشک ہماری ہری ہوے

اسد رجہ ماہ رخ کی بلند اختری ہوے
خورشید آسمان سے تجھی ہمسری ہوے ۶۳۶

مقبول بے نیاز جبل منبری ہوے
درگاہ یار مین جو مری حاضری ہوے

قرآن او تراروی مخطط کیواسطے
اوسکے لب مسیح کو پیغمبری ہوے

ردیف الیاء التحتانیہ

رسوا ضرور ہو نظا اوس ابرو کی عشق مین
بالای طاق ہی ہماری عزت ہری ہوے
ہین اس چمن مین بلبل حسرت نصیب ہم
کلیان کہین ادہر نوا دہر کی بری ہوے
ای بحر ان حسینو نہار داہی ...
قاتل ہین ...

[illegible]

کچھ پوچھی نہ حال اسیران زلف کا
رکھ دین وہ اپنا ہاتہ اگر سر کے سینے پر
اوٹھینگے آج ڈولیو پر چار پائیان
آزاد سے کلام خوش آمد بعید ہی
نادان نان بلب ہین بخوبی جہان مین
دل گھر ہی بدگمانیونکا اوسکی سمت سے
بلبل کے غم مین گل کا گریبان چاک ہی

پہنا نسی اجل سی اگر ہجر مین پہنسی ہوے
تہون دل جگر او پھر انکین ہنسی ہوے
فتنے کی عطر سی ہین دوپٹی بسی ہوے
کلمہ شریف پہ جو ہین قفس مین پہنسی ہوے
دانا ہین آسیا کی فلاک مین پسی ہوے
وسواس در کو دیکہ کی سوسو ہی ہوے
رہنے دین دست تیغ کی شگوفی کسے ہوے

ای ہجر کیا یہ حال بنایا ہی عشق مین
سوہا ہی سر سے پہی ہوی کٹری جیسی ہوے

جامۂ قدسی مین بہی آلودہ دامانی ہوے
جان صدقی کا ان سوتی پہ ایجانی ہوے
روز فرقت پہلی ذیحجہ کی ایجانی ہوی
اونکے تختے تختۂ تابوت ہمکو ہوگئے
ہمنے جب چشم خریدار سی دیکہا باغ کو
پتلیونکو ادہی صورت نظر آنی لگے
دل دیا نادانکو کیا جان دو ہمین بہی
داغ سوزان محبت سی ضیا ہی قلب کی

٤٣٨

چاند سی پیرہن مین داغ پشیمانی ہوے
ایک قطرہ ہین ہماری ناو طوفانی ہوے
عید سی دن غنچہ چلے اپنی قربانی ہوے
اونکی بسم اللہ ہماری فاتحہ خوانی ہوے
پہول جہنگی ہوگئی داغونکی ارزانی ہوے
جب ہوا دل آئینہ آنکہونکو حیرانی ہوے
دیدہ و دانستہ چوکی سخت نادانی ہوے
شمع جب روشن ہوی فانوس نورانی ہوے

[illegible]

رباعیات

احباب سے کوئی ہمکو پیارا نہ ہوا
[illegible] اوسوقت گوارا نہ ہوا

افسوس [illegible] پیارا نہ ہوا

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

ولہ

سمجھے رہی آپ کو بشر یا بر کاب	طے منزل ہستی ہوئی جاتی ہی شتاب
دو گھوڑونکی چوکی ہی پی عمر رواں	ابلق ہی شیب اور ادہم ہی شباب

ولہ

خم اگیا قد مین ابروونکی صورت	سب لٹ گئی عضو گیسوونکی صورت
غم کھایا جوانی کا یہ مین نے ونزات	سب گر گئے دانت آنسوونکی صورت

ولہ

اللہ نے دکھائی ہین وہ پیاری رخسار	شادیسی ہین قمقمی ہمارے رخسار
ای یار تم آی کیا مرادین آئین	سنت کی چراغ ہین تمہاری رخسار

ولہ

دنیا کو سمجھ نہ کاروان یوسف	ای دوست یہ ہی دشمن جان یوسف
اپنا ہی یہان سے خوب آگاہ ہو نہین	بھائی سب ہین برادران یوسف

ولہ

ہر وقت دگرگون ہی زمانی کا حال	ڈرنے سے جو مہینا تو مہینی سی ہی سال
اسید ترقی کی تنزل مین رہی	ای کشتہ یاس ہی گھڑیمین گھڑیال

ولہ

کہتا ہون جو حال دل تو ہوتا ہون خجل	کرتا ہون جو ضبط آب ہوتا ہی دل
ایو ای عجب بلانی گھیرا ہی مجھے	گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل

ولہ
کہا عرض کرین جو نرخ [illegible] ہین ہم
بیچیں بہین [illegible] ہین ہم
[illegible] ہی ہین [illegible]

ولہ
[illegible] نبی کی [illegible]
ان دونون [illegible]

ولہ
[illegible] کا [illegible] نہین
سمجھ [illegible] نہین

ولہ
سنا عرض حیات ہین یہ [illegible]
انصاف [illegible] جہان [illegible] ہین
ارباب [illegible] کیون [illegible] ہین

رباعیات

تعریف گزشتگان جو بھلی ہی تو ہو
یہ رسم کا مردی ہی کو سب کی ہین

ولہ
[illegible] عیب کی [illegible] ہین ہین
[illegible] ونزات ہی [illegible] ہین ہین
یا ور نہین آتا ہے جو چاہو سو کہو
عاشق کو وہ منہ لگائی یہ باتین ہین

ولہ
روشن ہو چراغ عشق یہ کھیل نہین
کیا آنکھ ملائین آنکھ سی میل نہین

ولہ
گرمی ہین وہ [illegible] اشارے ہی [illegible]
[illegible] ہی پہلوان [illegible] نہین

ولہ
[illegible] کمال کو فلک [illegible] مجھکو
[illegible] نقطہ برابر [illegible]

ولہ
دیکھے زمانہ کوئی آنکھ اوٹھا کر مجھکو

ولہ

اسباب تجمل کی جو طیاری ہی
کیا فائدہ ناحق کی گرانباری ہی
غافل یہ بوجہ اپنی سر پر نہ اٹھا
جانا تجھی دور ہی سفر بھاری ہی

ولہ

کیون کوچہ بکوچہ ٹھوکرین کھاتا ہی
کیون آگی کسیکے ہاتھ پھیلاتا ہی
بجلی کی طرح کیون نہ قناعت مین بیٹھ
رازق پھر کیون رزق پہونچاتا ہی

ولہ

طالع رہی شوم بخت منحوس رہی
ارمانون سے حسرتون سے مایوس رہی
کیا شیب [illegible] سب ہی کھوئی بھی
دونون مری ہاتھون کف افسوس رہی

ولہ

انسان مین عقل نور یزدانی ہی
یہ نور نہین تو پھر پشیمانی ہے

نعمت کی نہ دولت کی طلبگار رہو	دنیا کی حلاوتوں سے بیزار رہو
کہانا نہ فریب نفس امارہ کا	دشمن ہی گھات مین خبردار رہو
ولہ	
دنیا مین یہ کچھ کساد بازاری ہی	تذلیل کمال اہل جوہر کے ہی
اندیشہ ہے سبکو آبرو ریزی کا	گوہر کی گرہ مین آبرو باندہی ہی
ولہ	
افسوس پیام مرگ لائی پیری	دکھلاتی ہی شان جانگزائی پیری
کیسا یہ عصا قد خمیدہ کیسا	ہی تیر وکمان بدست آئی پیری
ولہ	
جسوقت چلی یہ جان پیاری اپنی	یارونکو ہوی دریغ یاری اپنی
دو گام دیا نہ چوب دستی نی بہی ساتھ	دنیا سے گئے چھڑی سواری اپنی
ولہ	
ای رب کریم جب مرادم ٹوٹے	قزاق اجل متاع ہستی لوٹے
امید یہ ہی تیری عنایت سے مجھے	تجھ سے نہ پنجتن کا دامن چھوٹے
ولہ	
کیا رتبہ ہی عالمونکا اللہ غنی	یہ لوگ ہین نایب رسول مدنی
فرماتے ہین مصطفے یہ انکی حق مین	من اکرم عالما فقد اکرمنی

رباعیات

افزائش عقل مین عرق ریزی ہی
خوش [illegible] کتاب مین پامالی ہی

ولہ

[illegible] دل مین ایمان [illegible] ہی
[illegible] لطف [illegible] دیکھا
[illegible] پریشانی [illegible]

ولہ

[illegible] انسان [illegible]
[illegible] النقاب [illegible]

ولہ

[illegible]

تمت

تقریظ از منشی امیر اللہ صاحب تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

بحر معانی اوس سخن آموز ازل کے فیض حمد سے پر جوش ہی روبرو دریای رحمت اوسکے
ہفت قلزم ربع مسکون نے رتبہ قطرہ شبنم کا پایا جوہر حکمت و دانی الفصیح عرب و عجم کے نعت اور منقبت آل اطہار
اور صحابہ کبار سے پرتاب ہی کہ جنکے ضیای ایت سے حیات نخچیر و ذرہ ہیں شش جہت کو پیمانہ نور بنایا
بعد اسکے دانای عالم پیمائی گویای جہان بانی ہیرزن حم اشہرستان فوق سلیم شیخ امیر اللہ تسلیم شاگرد
نسیم دہلوی مغفور گوش یاران فن کو مژدہ تازہ سے ہمرون منت کرتا ہی اور دل ارباب سخن کو نوید راحت
افزا سے گنجینہ مسرت کرتا ہی یعنی لوح طلسم ناز کہ خیالی سرنامہ دفتر مضامین عالی دیوان فیض بنیان صنعت
سحبان زمان حسان دوران فرمان فرمای اقلیم شیوا بیانی شہنشاہ جہان شیرین زبانی جناب شیخ
امداد علی صاحب تخلص بحر شاگرد رشید خداوند سخن عیسی فن شیخ امام بخش ناسخ
مطبع مصطفائی شہر لکھنؤ محلہ محمود نگر میں بتاریخ انتیسویں شعبان ۱۲۸۵ھ ہجری میں جہد اختتام
کو پہنچا کمال خوبی و زیبائی سے سرمہ چشم مردمان اولی الابصار ہوا سبحان اللہ عجب کلام
تاثیر فزا ہی اگر دیباچہ دفتر حسن و عشق کہیے تو بجا ہی بلاغت کو فکر رسا پر ناز ہی فصاحت
زبان سے دمساز ہی محاورے کے جو ہیں استعمال مرغوب تحقیق لغت و صحت الفاظ بہت خوب آمد ہی کہ
مناسبات سے مالا مال ہی بندش و رنگینی استعاره و اصطلاح کا سبق خیال مصرع مصرع لالہ زار ہی
مہوشان کمال خوشنمائی میں ہرہ کہ ہر نقطہ نقطہ خال خورشید رویان عنبرین موی روشن تر
سواد سطر پر زلف شب تمنا کا گمان ہی بیاض صفحہ سے روشنی رخسار صبح نور دو رنمایان ہے
کاغذ صورت آئینہ آسمان روشن جدول نہر کہکشان کا جواب فی الحقیقت یہ دیوان یادگار ہی انتخاب روزگار ہے

از مولوی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی

از نعمان وارث علیخان صاحب مانم تخلص شاگرد مصنف

شاعر نامی اندر و هم استاد

ما هم فصیح و بلیغ و سحر بیان

چست بندش محاورات درست

تو مضامین نظم و شسته زبان

این سن انطباع ما قسم بگو

خوب ای بحر طبع شد دیوان ۱۲۸۵

ایضاً

شد زبان قدردان فاصحیان و نظم

سبب بدل تصنیف عالی این آب و تاب ست

این سن انطباع ای فهم بیش گفته نظر

چشمهٔ آب بقا دیوان بحر از طبع ست ۱۲۸۵

ایضاً

مضامین و بندش همه دید مذ صاف

جهان شد ز نظم این ثنا خوان بحر

سن طبع هاتف چنین گفت فهم

یم فیض نایاب دیوان بحر ۱۲۸۵

از مرزا خیرات علیخان صاحب نجم تخلص نبیرهٔ حمید بیگخان مغفور

دیوان جناب بحر کامل استاد	تازه مضمون کلام شیرین مطبوع
اشعار باب و تاب سلک گوهر	گوهر افشانی مضامین مطبوع
طوطی شگفته نطق طبعم سالش	گفتا شده بوستان رنگین مطبوع ۱۲۸۵

از میر وزیر صاحب نور تخلص شاگرد مرزا محمد رضا برق

وہ جناب بحر کا بے عیب دیوان ہے چھپا	کس ہنر سے کردیا ہے مرحلہ عیبوں کا طے
نور نے کیا طبع کی تاریخ سنقوطی لکھے	بحر کا دیوان عکس چشمۂ خورشید ہے ۱۲۸۵

از جناب منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر تخلص رئیس فرخ آباد شاگرد مصنف

طبع چو شد نسخهٔ دیوان بحر	یافت از و فیض سخن کائنات
گفت چنان مصرع سالش صفیر	هست همه چشمهٔ آب حیات ۱۲۸۵

از مرزا باقر حسین صاحب خلف مرزا آغا حسین بلیغ تخلص شاگرد صفیر

گفت مطبوع یه مجموعهٔ بحر	واہ صد لطف زبان ہو سے
تاریخ بلیغ کم گو	طبع شد گوہر بحر فصاحت اعلے ۱۲۸۵

از منشی [illegible] صاحب خلف منشی اطہر علی صاحب طاہر تخلص شاگرد صفیر

لکھنؤ میں جو تکلف سے تمام	حضرت بحر کا دیوان ہے چھپا
سال تاریخ کہا طاہر نے	آج یہ نظم کا دریا دیکھا ۱۲۸۵

تمام شد باہتمام محمد عبد الرحمن خان [illegible] در مطبع مصطفائی لکھنؤ [illegible]

واقع محلہ [illegible]

التماس

کوئی صاحب اس دیوان کو بدون اجازت [illegible] نہ چھاپیں [illegible]

Checked
1987

چمک کا نمین وہ دکھاتی ہی بجلی
کہ بجلی سے کہی ہوش اڑاتی ہی بجلی

حرارے نہ زلف لاتی ہے بجلی
شرارت کے بادل اڑاتی ہی بجلی

پھڑک جسم مین ایسی ہوتی نہین ہی
دوپٹے تلے کوند جاتی ہی بجلی

جو ذرّہ تڑپ اپنی دلکی دکھاؤن
ابھی دست بیعت بڑہاتی ہی بجلی

بکاؤ فغان دشمن قصر دل ہین
گراتی ہی بارش جلاتی ہی بجلی

کہان تیری شوخی رفتار اوسمین
گری پڑتی ہی لڑکھڑاتی ہی بجلی

ترے پیلے پیسی گھٹائین خجل ہین
نگاہ فنسی آنکھین چراتی ہی بجلی

دوپٹی کی ٹھپے پر آنکھین ٹنکی ہین
کسے اپنا اچکا دکھاتی ہے بجلی

یہ بادل لڑینگے مری چشم تر سے
کسے اپنا لڑکا ستاتی ہی بجلی

کوئی انمین ہمدرد اپنا نہین ہی
نہ پیاری ہین بادل نہ بہاتی ہی بجلی

جو رووں گھٹا ہوتی ہی نیلی پیلی
جو تڑپون تو تیوری چڑہاتی ہی بجلی

دکھاؤ ذرا آستینو نکے ٹھپے
بہت اپنی بغلین بجاتی ہے بجلی

تڑپ اسکی ای ہجر اوسمین کہان ہے
مری آہ کا منہ چڑہاتی ہے بجلی

۴۹۱

اپنی سزا کو پہنچی تمہاری جگر جلے
ایسے لگی کہ پہر نہ بجھی عمر بہر جلے

بار اشب فراق نے مجکو ہزار حیف
گھی کے چراغ آج رقیبو نکے گھر جلے

تقدیر لائی چنگل صیاد مین سمجھے
جب آتش چمن ہی نہ یہ مشت پر جلے